عمران سیریز
سلاسکا
PDFBOOKSFREE.PK
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''سلاسکا'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ایسے کارنامے پر مبنی ہے جس میں انہوں نے بھرپور ہنگامہ آرائی کے ساتھ مشن کی تکمیل کے لئے جدوجہد کی ہے۔ میں ہمیشہ کی طرح ہر ناول نت نئے اور جدید انداز میں تحریر کر رہا ہوں تاکہ آپ کے لئے اعلیٰ معیار اور انفرادیت سے بھرپور ناول لکھ سکوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے اعلیٰ معیار پر یہ ناول بھی ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے رہنمائی کا باعث بنتی ہے۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

رحیم یار خان سے آصف حمید لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول ہمیں اتنے پسند ہیں کہ تعریف کے لئے الفاظ ہی نہیں مل رہے۔ آپ کے ناولوں میں وقت کے ساتھ ساتھ نئی تبدیلیوں کے ساتھ نکھار آتا جا رہا ہے جو ہمیں بے حد پسند ہے اور شاید ہی ایسا کوئی ناول ہو گا جو ہم نے نہ پڑھا ہو گا۔ امید ہے آپ اسی طرح نئے نئے اور انوکھے انداز کے حامل ناول تحریر کرتے رہیں گے اور ہم ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

محترم آصف حمید صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں آپ کے لئے انفرادیت کے حامل اور آپ کے اعلیٰ معیار کو سامنے رکھتے ہوئے نئے اور اچھوتے انداز میں ناول تحریر کروں جو نہ صرف آپ کی پسند کے حامل ہوں بلکہ ان ناولوں کی یاد تادیر آپ کے دل و دماغ میں بسی رہے۔ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوتا ہوں اس کا جواب آپ کے خط پڑھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

قصور سے حاجی سلطان احمد لکھتے ہیں۔ میں عرصہ دراز سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں اور میں نے آپ کے لکھے ہوئے تمام ناولوں کو ایک دوسرے سے بڑھ کر ایک پایا ہے۔ آپ کا ہر ناول ہمارے لئے کسی تحفے سے کم نہیں ہوتا۔ آپ سے ایک سوال ہے کہ جب عمران اور اس کے ساتھی کسی مجرم پر تشدد کرتے ہیں تو اس کی حالت غیر ہو جاتی ہے پھر وہ آدمی جو شدید زخمی ہو اور اس پر نقاہت غالب آ گئی ہو وہ آسانی سے عمران یا اس کے کسی ساتھی کو سوالوں کے جواب کیسے دے دیتا ہے۔ امید ہے آپ اس کی وضاحت ضرور فرمائیں گے۔

''محترم حاجی سلطان احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو سب سے زیادہ خوف انسان کو موت کا ہوتا ہے اور جب موت سامنے

کھڑی ہو تو ہر تکلیف اور درد کا احساس تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ جاتا ہے ایسی صورت میں نہ صرف آدمی اپنے لہجے پر قابو پا لیتا ہے بلکہ موت سے بچنے کی سعی بھی کرتا ہے ورنہ عام حالات میں تو ظاہر ہے وہ بات کرنے کے بھی قابل نہیں ہو سکتا ہے۔ امید ہے آپ کو وضاحت مل گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شکر گڑھ سے نسیم حیدر لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول ہمیں بے حد پسند ہیں۔ آپ کا ناول ''بلیک ورلڈ'' اپنی مثال آپ تھا اور آپ کا ''بلیک تھنڈر'' والا سلسلہ بھی شاندار تھا۔ آپ کو ان پر زیادہ سے زیادہ ناول لکھنے چاہئیں۔ یہ سلسلے ہمارے پسندیدہ ہیں اور ان موضوعات پر حامل ناول اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ امید ہے جلد ہی ہمیں آپ کے ان اچھوتے اور خوبصورت موضوع کے حامل ناول پڑھنے کو ملیں گے۔

محترم نسیم حیدر صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ میرے متذکرہ موضوعات کو جس قدر پذیرائی ملی ہے اس کا مجھے بخوبی احساس ہے۔ مجھ سے اصرار کیا جاتا ہے کہ میں ان موضوعات پر زیادہ سے زیادہ لکھوں۔ بہت جلد آپ کی خواہش پوری ہو گی اور بلیک تھنڈر اور سپیشل نمبرز پر بھرپور انداز میں ناول لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا مگر اس کے لئے آپ کو ابھی انتظار کرنا ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گوجر خان سے سہیل اظہر لکھتے ہیں۔ آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ لیکن تعریف کے لئے الفاظ باوجود کوشش کے تلاش کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ سے اتنی شکایت ضرور کرنی ہے کہ آپ کے ناولوں میں بعض اوقات صفحات یا تو غائب ہوتے ہیں یا پھر ان کی نمبرنگ غلط ہوتی ہے۔ جس سے پڑھنے والے کو کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پلیز اس پر خصوصی توجہ دیں۔

محترم سہیل اظہر صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے جو شکایت کی ہے تو اس کے لئے اتنا عرض کروں گا کہ بک بائنڈر حضرات سے کبھی کبھار غلطی ہو جاتی ہے بہرحال میں کوشش کروں گا کہ دوبارہ ایسی غلطی نہ ہو اور آپ تک ایسا کوئی ناول نہ پہنچ پائے جس کے صفحات غلط ہوں یا جن کے نمبر الٹے سیدھے ہو گئے ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جلال پور پیر والا سے امیر بخش لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول ”روزی راسکل مشن“ پڑھا۔ اس قدر خوبصورت اور دلکش ناول لکھنے پر ہماری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں۔ ہماری آپ سے ایک فرمائش ہے کہ آپ اپنے کسی ناول میں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کو

اکٹھا اور ایک دوسرے کے مخالف لائیں۔ امید ہے آپ ہماری یہ فرمائش ضرور پوری کریں گے۔

محترم امیر بخش صاحب، خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ جہاں تک آپ کی فرمائش کا تعلق ہے تو ان تین عظیم کرداروں کے اکٹھے اور ایک دوسرے کے مخالف آنے کے لئے کسی خاص مشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جب بھی ایسا کوئی مشن آیا تو یقیناً آپ کی فرمائش پوری ہو جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

بالاکوٹ سے محمد سلطان لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کو شیدائی ہوں۔ ہم دور دراز کے ایک گاؤں میں رہتے ہیں اس لئے آپ کے ہر نئے ناول کے لئے ہمیں کافی دور جانا پڑتا ہے لیکن جب بھی آپ کا ناول پڑھتا ہوں تو میری ساری تھکان دور ہو جاتی ہے۔ آپ کا ہر ناول پہلے سے زیادہ منفرد اور دلچسپ ہوتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ جولیا اور صالحہ کے علاوہ بھی سیکرٹ سروس میں لیڈیز کو شامل کیا جائے۔ سیکرٹ سروس میں جتنے مرد ہیں اتنی ہی تعداد میں اگر خواتین بھی شامل ہوں تو ناولوں کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

محترم محمد سلطان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے سیکرٹ سروس میں مردوں کے برابر خواتین لانے کی فرمائش کی ہے۔ تو برادرم اگر خواتین کی تعداد مردوں کے برابر

ہو جائے تو پھر سیکرٹ سروس کیسے کام کرے گی یہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں پھر اس کا نتیجہ کیا برآمد ہو گا۔ میرے خیال میں ان دو خواتین کے ساتھ ہی سیکرٹ سروس کو کام کرنے دیں ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پاکیشیا لیڈیز سیکرٹ سروس کا نام دینا پڑے گا۔ مردوں کے مقابلے میں اگر خواتین بازی لے گئیں تو پھر مرد حضرات کو خواہ مخواہ شرمندگی کا ہی سامنا کرنا پڑے گا کہ ان کے مقابلے میں خواتین زیادہ ذہین اور تیز ہیں۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''سلیمان۔ سلیمان''...... عمران نے فون کا رسیور اٹھانے کی بجائے اونچی آواز میں سلیمان کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ چند ہی لمحوں میں سلیمان دروازے پر نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔

''میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ جب میں اخبار پڑھ رہا ہوتا ہوں تو بار بار بجنے والی نامعقولات چیزوں کو اٹھا کر لے جایا کرو۔ مجھے دخل در اخبار قطعی پسند نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اس وقت ناشتہ کر رہا ہوں اور یہ ناشتہ میں نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے اور ناشتہ نامعقولات میں نہیں بلکہ معقولات میں شمار ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں مصروف ہوں اور جب میں ناشتے میں مصروف ہوتا ہوں تو پھر مجھے آپ کی ہر آواز گراں

گزرتی ہے جو دخل در ناشتہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے جب میں ناشتہ کر رہا ہوتا ہوں تو آپ مجھے آواز دینے سے پرہیز ہی کیا کریں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ فلسفہ بھگارنا شروع ہو گئے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"آپ جیسے کند عقل کے لئے فلسفہ بھگارنا ضروری ہوتا ہے تاکہ آپ کو کچھ تو عقل آئے کہ ناشتے کے وقت بے جا کسی کو پکارا نہیں کرتے"...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

"اب تم فون اٹھا کر سنتے ہو یا اسے اٹھا کر میں تمہارے سر پر مار دوں"...... عمران نے کہا۔

"شاید اخبار پڑھ کر آپ کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اسی لئے آپ ایسی الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"کیا مطلب۔ اخبار کا طبیعت خراب ہونے سے کیا تعلق"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہ تو سنا ہی ہو گا کہ کسی کے بچے کو خراب کرنا ہو تو اسے اپنی جیب سے پیسے دینا شروع کر دو۔ نوجوان کو بگاڑنا ہو تو اسے عشق کا روگ لگا دو اور آپ جیسے انسان کی طبیعت خراب کرانی ہو تو اخبار سامنے رکھ دو۔ اخبار میں قتل و غارت، سیاسی ماورائے

عقل بیانات، سیاست دانوں کی شاہ خرچیاں اور ملکی بحرانوں کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی مایوس کن باتیں ہوتی ہیں جنہیں پڑھ کر اچھا بھلا صحت مند انسان بیمار ہو جاتا ہے اور اسے اپنا مستقبل تاریک دکھائی دینا شروع ہو جاتا ہے اور اخبار پڑھنے والا نہ صرف ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ اندر ہی اندر اسے مستقبل کا فکر کھانا شروع ہو جاتا ہے جو بیماری کا سبب بنتا ہے اور آپ کو دیکھ کر مجھے یہی اندازہ ہو رہا ہے مایوسانہ خبریں پڑھ کر آپ بھی ڈپریشن کا شکار ہو گئے ہیں اور آپ کا بلڈ پریشر بھی ہائی ہو گیا ہے۔ فشار خون آپ کے دماغ تک پہنچ گیا ہے جس کی وجہ سے آپ جھنجھلائے ہوئے ہیں اور اسی جھنجھلاہٹ میں خود فون سننے کی بجائے چیخ چیخ کر مجھے آوازیں دے رہے تھے"...... سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

"یہ تو خیر تم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ واقعی کسی صحت مند آدمی کو بیمار اور ذہنی خلفشار کا شکار کرنا ہو تو اس کے ہاتھ میں یا تو اخبار تھما دو یا پھر اسے پاکیشائی اور کافرستانی نیوز چینلز کے سامنے بٹھا دو۔ ایسی ایسی خبریں ہوتی ہیں جنہیں دیکھ کر، سن کر اور پڑھ کر اچھے بھلا آدمی مایوس، دکھی، فکر مند اور بیمار ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ بیمار ہونا چھوڑیں اور فون کا رسیور اٹھا لیں۔ ایسا نہ ہو کہ کال کرنے والا رسیور کان سے لگائے اس انتظار میں بیمار ہو جائے کہ آپ اس کا فون کب اٹھائیں گے۔ سوچ اور انتظار بھی

مختلف بیماریوں میں مبتلا کرنے کا سبب بن جاتا ہے''...... سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''بہت بہتر محترم مہا فلسفی صاحب۔ میں سن لیتا ہوں فون۔ آپ جا کر ناشتہ کریں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات''...... سلیمان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے نکل گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''لیں۔ علی عمران۔ ایم ایس سی، ڈی ایس سی، (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ ناشتہ کر لیا ہے تو فوراً میری کوٹھی پہنچ جاؤ''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''ارے ارے۔ نہ سلام نہ دعا۔ سیدھی لٹھ اٹھائی اور سر پر مار دی اور کنجوسی کی بھی حد ہوتی ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ ناشتہ کر لیا ہے تو فوراً کوٹھی پہنچ جاؤ۔ یہ نہیں کہا کہ فضول ناشتہ چھوڑ کر میری کوٹھی پہنچو۔ اور میرے ساتھ بیٹھ کر شاندار ناشتہ کر لو''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''تو کیا تم نے ناشتہ نہیں کیا''...... سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''اجی کہاں۔ محترم آغا سلیمان پاشا صاحب کو اپنے ناشتے سے فرصت ملے تو وہ میرے ناشتے کی فکر کریں اور ویسے بھی مجھے ناشتے کے نام پر ملتا ہی کیا ہے۔ ایک کپ چائے۔ دو سوکھے سڑے توس کے ٹکڑے۔ ایک ابلا ہوا انڈا یا پھر رات کی باسی روٹی ہی ملتی ہے جس پر نہ گھی لگا ہوتا ہے اور نہ مکھن جبکہ خود مربوں، حریروں، خالص شہد، انڈے اور قیمہ بھرے پراٹھوں کا ناشتہ کرتا ہے اور خالص دودھ کا بھرا ہوا جگ بھی اس کے سامنے ہوتا ہے''..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''نوجوان ایسا ہی ناشتہ کرتے ہیں''...... سر سلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تو کیا میں آپ کو بوڑھا دکھائی دیتا ہوں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''حقیقت بہرحال حقیقت ہوتی ہے اس سے نظریں نہیں چرانی چاہئیں''...... سر سلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور عمران، سر سلطان کی کاٹ دار بات پر دیدے گھما کر رہ گیا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے اونچی آواز میں ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

''اب کیا ہوا۔ صبح صبح کس نے آپ کے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہے''...... سلیمان نے ایک بار پھر دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے

کہا۔

''ہتھوڑا۔ ہاں۔ میرے سر پر ہتھوڑا ہی مارا گیا ہے۔ آگے آؤ اور میری طرف غور سے دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ میں کیسا نظر آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیسا نظر آ رہا ہوں۔ کیا مطلب۔ آپ جیسے ہیں ویسے ہی نظر آ رہے ہیں اس میں غور سے دیکھنے والی کون سی بات ہے''۔ سلیمان نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں بوڑھا ہوں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں یا بتا رہے ہیں''...... سلیمان نے اس بار مسکرا کر کہا۔

''پوچھ رہا ہوں احمق۔ بتاؤ۔ کیا میں تمہیں بوڑھا نظر آ رہا ہوں''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''بوڑھے نظر تو نہیں آ رہے لیکن آپ کی خوراک بوڑھوں والی ضرور ہو گئی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''بوڑھوں والی خوراک۔ کیا مطلب ہوا اس کا''...... عمران نے آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

''آپ ایک کپ چائے۔ دو سوکھے سڑے توس کھاتے ہیں وہ بھی چائے میں ڈبو ڈبو کر اور ایک ابلا ہوا انڈہ کھاتے ہیں۔ ابلا ہوا انڈا اور توس چائے میں ڈبو ڈبو کر بوڑھے ہی کھاتے ہیں جن کے دانت نہیں ہوتے''...... سلیمان نے کہا۔

''لیکن میرے دانت تو ہیں۔ پورے بتیس کے بتیس''...... عمران نے منہ کھول کر اسے دانت دکھاتے ہوئے کہا۔

''ایک جانور ہے جس کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ آپ کے کھانے کے دانت تو دکھائی نہیں دے رہے لیکن دکھانے والے دانت ضرور ہے اور دکھانے والے دانت ظاہر ہے نقلی ہی ہو سکتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں نے نقلی بتیسی لگا رکھی ہے اور کیا کہا تم نے جانور کے دانت۔ میں تمہیں جانور دکھائی دیتا ہوں کیا''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ بھی تو جانور ہی ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''جانور اور میں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو احمق۔ جانور جانور ہوتا ہے اور انسان انسان۔ تم مجھ جیسے بھلے، شریف اور نیک دل انسان کو جانور کیسے کہہ سکتے ہو۔ بولو۔ جواب دو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''انسان شریف ہو، بھلا ہو، نیک دل یا پھر ظالم، لیکن میرے نزدیک وہ جانور ہی ہے اور انسان جانور نہ ہو تو وہ زندہ کیسے رہ سکتا ہے اسے تو مردہ ہی کہنا پڑے گا''...... سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''تم پھر فلسفہ بھگارنا شروع ہو گئے ہو''...... عمران نے اسے تیز

نظروں سے گھورا۔

''اب فلسفہ بھگارے بغیر آپ کی عقل شریف میں کچھ نہ آئے تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... سلیمان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ ہائیں۔ کیا مطلب۔ کیا میری عقل شریف اتنی ہی خراب ہے کہ بغیر فلسفے میں کچھ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ بولو''...... عمران نے پہلے بے خیالی میں کہا اور پھر وہ بری طرح چونک پڑا اور سلیمان کو غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

''خراب ہی ہے تو کہہ رہا ہوں۔ عقل مسلمہ ہوتی تو آپ میرے جانور کہنے پر اس طرح نہ بھڑکتے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خوب۔ تم کسی بھی شریف آدمی کو جانور کہو گے تو وہ تم پر بھڑکے گا بھی نہیں۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر میں ثابت کر دوں کہ آپ جانور ہیں تو''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا''...... عمران نے دیدے گھما کر کہا۔

''تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''میں سینگ مار کر تمہارا پیٹ پھاڑ دوں گا اور تمہیں اٹھا کر فلیٹ سے باہر پھینک دوں گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ کیسا انعام ہے''...... سلیمان نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''تم مجھے جانور بناؤ گے اور جانور ثابت بھی کر دو گے تو میں تمہیں آسانی سے چھوڑ دوں گا ناخلف۔ نانہجار باورچی''...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر ایسا انعام آپ کو ہی مبارک ہو۔ میں باز آیا ایسے انعام سے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس جانے کے لئے پلٹا۔

''اب جا کہاں رہے ہو جاہل باورچی''...... عمران نے اسے جاتے دیکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

''آپ کے لئے ناشتہ لینے''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں چاہئے مجھے تمہارا نحیف و ناتواں ناشتہ۔ میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں۔ ان کے پاس جا کر میں شاندار قسم کا ناشتہ کروں گا۔ سوکھا سڑا اور باسی ناشتہ تم ہی کرو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے تو آپ کے لئے قیمے بھرے تر تراتے ہوئے پراٹھے بنائے تھے۔ آملیٹ کے علاوہ جام، جیلی، مارملیٹ، مکھن اور خالص دہی کی لسی کا بڑا سا گلاس۔ آپ جا کر سر سلطان کے ہاں شاندار ناشتہ کریں۔ میں اسی سوکھے سڑے ناشتے سے کام چلا لیتا ہوں''...... سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ ایسا ناشتہ تو قسمت والوں کو ملتا ہے اور تم اسے

سوکھا سڑا ناشتہ کہہ رہے ہو“...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”اب آپ کی قسمت ہی خراب ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں“۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اتنی جلدی تم نے اتنا تگڑا ناشتہ بنا بھی لیا۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تم خود ناشتہ کر رہے ہو“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”کر رہا تھا۔ آپ کے بڑھاپے کا سن کر میرے دل میں آپ کے لئے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے ناشتے سے کچھ حصہ نکال کر آپ کو بھی جوانوں والا ناشتہ کرا دیا جائے کیونکہ بوڑھوں کی دل سی نکلی ہوئی دعائیں سیدھی آسمان تک پہنچتی ہیں“...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی کھلکھلاہٹ اور زیادہ تیز ہو گئی۔

”اور ہاں وہ جانور والی بات تو رہ گئی“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جان کا مطلب روح ہوتا ہے۔ ور کا مطلب غالب ہونا‘ اور جس کی جان غلبے میں رہتی ہے وہی زندہ ہوتا ہے جسے جانور کہا جائے تو بے جا نہیں ہو گا چاہے وہ انسان ہو، چرند پرند ہوں یا پھر درندے اور سمندری حیات۔ سب کے سب جانور ہی کہلائیں گے“...... سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو عمران کی ہنسی تیز ہو گئی۔

”بہت بہتر جناب عالم فاضل علامہ سلیمان پاشا باورچی

صاحب۔ میں تمہارے اس فلسفے کو دل سے تسلیم کرتا ہوں اور آج کے بعد میں تمہیں بھی انسان کم اور جانور زیادہ سمجھوں گا“۔ عمران نے کہا تو سلیمان برے برے منہ بنانے لگا جیسے اس نے کونین کی گولیوں سے بھری ہوئی پوری بوتل منہ میں انڈیل لی ہو۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا یا عمران کوئی اور بات کرتا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ خود، اوہ سوری از فلیٹ سوپر فیاض جو بڑا ہے بے فیاض اور کرتا نہیں کسی کا لحاظ“...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”سلطان بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے سر سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔ عمران کو فون پر بات کرتے دیکھ کر سلیمان واپس کچن کی طرف چلا گیا تھا۔

”ارے۔ ابھی تک آپ بول ہی رہے ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ نے آنٹی کے ساتھ کچن میں جا کر میرے لئے تگڑا سا ناشتہ تیار کرنا شروع کر دیا ہو گا“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”فضول باتیں مت کرو اور فوراً آؤ۔ ورنہ میں خود تمہارے فلیٹ میں پہنچ جاؤں گا“...... سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

”ارے نہیں نہیں۔ یہاں پہلے ہی سلیمان نے اپنے لئے سوکھا سڑا ناشتہ تیار کیا ہے۔ اگر آپ آ گئے تو اس بے چارے کو اپنے ناشتے کی قربانی دینی پڑے گی کیونکہ میں تو آپ کے لئے کچھ

چھوڑوں گا نہیں۔ آپ رکیں میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان نے رسیور رکھ دیا۔

''لگتا ہے آج بادشاہ سلامت کا ملکہ عالیہ سے جھگڑا ہو گیا ہے اور جھگڑا سلجھانے کے لئے انہیں میری مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ڈریسنگ روم میں جا کر عمران نے لباس تبدیل کیا اور پھر وہ سلیمان کو اپنے جانے کا کہہ کر فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی کار سر سلطان کی رہائش گاہ میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے کار پورچ میں روکی تو سر سلطان کا پرانا ملازم تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''ارے فضلو بابا۔ آپ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں''۔ عمران نے بوڑھے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بڑے صاحب نے حکم دیا تھا کہ جب تک آپ نہ آ جائیں میں یہاں کھڑا رہ کر آپ کا انتظار کروں اور جب آپ آئیں تو آپ کو لے کر ان کے پاس پہنچ جاؤں''...... فضلو بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے۔ یہ آپ کے بڑے صاحب اتنے ظالم کب سے ہو گئے ہیں جو انہوں نے میرے آنے تک سزا دینے کے لئے آپ کو دھوپ میں کھڑا رہنے کا حکم دیا تھا۔ اگر میں دو چار روز اور نہ آتا تو کیا آپ اسی طرح یہاں کھڑے میرا انتظار کرتے رہتے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں بیٹا۔ بڑے صاحب ایسے نہیں ہیں کہ مجھ جیسے بوڑھے کو کوئی سزا دیں''...... فضلو بابا نے مسکرا کر کہا۔

''کہاں ہیں تمہارے بڑے صاحب۔ کہیں ان کا بیگم صاحبہ سے جھگڑا تو نہیں ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے''...... فضلو بابا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا بیگم صاحبہ اور صاحب میں واقعی لڑائی ہوئی ہے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ سر سلطان اور ان کی بیگم کو بخوبی جانتا تھا۔ سر سلطان کی بیگم انتہائی تمیز دار اور رکھ رکھاؤ والی خاتون تھی۔ پانچ وقت کی نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ سر سلطان کی بے حد عزت کرتی تھی۔ ان میں آج تک لڑائی جھگڑے کی نوبت نہیں آئی تھی اور وہ سر سلطان کی ایک سگھڑ اور اچھی بیوی کی طرح خدمت کرتی تھی پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ زندگی کے اتنے ماہ و سال گزارنے کے بعد اس بڑھاپے میں آ کر ان کے درمیان جھگڑا ہوا ہو۔

''بڑے صاحب اور بیگم صاحبہ ایک ہی کمرے میں ہیں اور بیگم صاحبہ، بڑے صاحب کو کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن صاحب ان پر غصہ ہو رہے ہیں جیسے بیگم صاحبہ کی باتوں پر انہیں یقین نہ آ رہا ہو''...... فضلو بابا نے کہا۔

''اوہ۔ کیا باتیں بتا رہی ہیں بیگم صاحبہ جن پر صاحب یقین نہیں

کر رہے ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’معلوم نہیں۔ میں نے ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا تھا اور نہ ہی مجھے ایسی عادت ہے لیکن بہرحال صاحب اور بیگم صاحبہ کو پہلی بار میں نے ایک دوسرے سے غصے میں باتیں کرتے ہوئے سنا ہے‘‘...... فضلو بابا نے کہا۔

’’صرف سنا ہے یا دیکھا بھی ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’وہ بند کمرے میں ہیں۔ ان کی باتوں کی آوازیں تو سنائی دے رہی ہیں لیکن بند کمرے سے میں بھلا انہیں کیسے دیکھ سکتا ہوں‘‘۔ فضلو بابا نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں‘‘...... عمران نے کہا اور پھر وہ فضلو بابا کے ساتھ رہائش گاہ کے رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فضلو بابا انہیں لے کر ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ فضلو بابا نے مخصوص انداز میں دستک دی۔

’’کون ہے‘‘...... اندر سے سر سلطان کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

’’میں ہوں صاحب۔ چھوٹے صاحب آ گئے ہیں‘‘...... فضلو بابا نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ سر سلطان کی غصیلی آواز سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کمرے سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر لاک کھلنے کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا اور سر سلطان دکھائی دیئے۔ انہوں نے سلیپنگ گاؤن پہن رکھا

تھا اور ان کے چہرے پر شدید الجھن کے ساتھ انتہائی غصے کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

’’السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وعلیکم السلام۔ آؤ۔ اندر آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا‘‘...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور دروازے سے ہٹ گئے۔ عمران اندر داخل ہوا تو اسے سامنے بیگم سلطان ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ خاموش اور انتہائی افسردہ انداز میں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ‘‘...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو بیگم سلطان چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

’’وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاۃ۔ آؤ بیٹا‘‘...... بیگم سلطان نے اسے دیکھ کر ہونٹوں پر زبردستی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

’’بیٹھو‘‘...... سر سلطان نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر سامنے موجود ایک صوفے پر بیٹھ گئے جو ان کی بیگم سے کافی فاصلے پر تھا۔

’’آپ کے پاس بیٹھوں یا آنٹی کے پاس‘‘...... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’جس کے پاس مرضی بیٹھ جاؤ اور یہ کیا تمہارا لہجہ اس قدر سہما ہوا کیوں ہے‘‘...... سر سلطان نے کہا اور پھر چونک کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"آپ غصے میں ہیں۔ آنٹی کا چہرہ اترا ہوا ہے۔ لگتا ہے دونوں میں جھگڑا ہوا ہے اور بڑے بزرگ کہتے ہیں کہ میاں بیوی کے جھگڑے میں کسی تیسرے کو نہیں آنا چاہئے ورنہ سب سے زیادہ جوتے اسی کو پڑتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔ بیگم سلطان بھی مسکرا دی تھیں۔

"گھبراؤ نہیں۔ ہم میاں بیوی کا جھگڑا ایسا نہیں ہے کہ تمہیں جوتے پڑنے کا خطرہ ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"تو ہوا کیا ہے۔ کہیں اس عمر میں آپ نے آنٹی کو دھوکہ تو نہیں دے دیا"...... عمران نے بیگم سلطان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دھوکہ۔ کیسا دھوکہ۔ کیا مطلب"...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔ بیگم سلطان بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ کہیں آنٹی کو یہ شک تو نہیں ہو گیا کہ اس عمر میں آپ کو کوئی دوسری آنٹی مل گئی ہے اور......" عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا تو سر سلطان اسے تیز نظروں سے گھورنے لگے۔

"فضول باتیں مت کرو۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں"...... سر سلطان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ دوسری آنٹی کے بچے زیادہ ہیں کیا"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ عمران کی اس بات پر بیگم

سلطان نے اختیار ہنس پڑیں۔ انہوں نے اپنی ہنسی روکنے کے لئے منہ میں دوپٹہ لے لیا۔

"ہنسو مت اور بتاؤ اسے کہ کیا ہوا ہے"...... سر سلطان نے بیگم صاحبہ کو ہنستے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا تو عمران یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ آپ نے کہا ہے نا کہ مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے تو میں کیا ہوا ہے کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ ماشاء اللہ اس عمر میں بھی......" عمران نے کہا تو سر سلطان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ بیگم سلطان کا رنگ بھی سرخ ہو گیا تھا اور ان کی ہنسی بھی تیز ہو گئی تھی۔

"یہ کیا حماقت ہے نانسنس۔ کیا بکواس کر رہے ہو"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم مم۔ میں نے کون سی بکواس کی ہے۔ میں تو کیا ہوا ہے کو......" عمران نے اسی انداز میں کہا تو سر سلطان غرا کر رہ گئے۔

"کچھ تو بڑوں کا لحاظ کر لیا کرو نانسنس۔ ہر وقت اوٹ پٹانگ باتیں اچھی نہیں ہوتی"...... سر سلطان نے کہا۔

"اور اس عمر میں آپ نے جو اوٹ پٹانگ کی ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوٹ پٹانگ۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا اوٹ پٹانگ کی

ہے۔ بولو''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہی کیا ہوا ہے۔ اس عمر میں کچھ ہونا اوٹ پٹانگ ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو بیگم سلطان کی کھلکھلاتی ہوئی ہنسی سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس بار انہوں نے اپنا منہ پورے دوپٹے میں چھپا لیا تھا۔

''عمران پلیز''...... سر سلطان نے زچ آتے ہوئے کہا۔

''عمران تو میرا نام ہے۔ یہ پلیز کون ہے۔ اوہ اچھا تو یہ اسی اوٹ پٹانگ کا نام ہے''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ سر سلطان چند لمحے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے رہے پھر ان کے خدوخال بھی نرم پڑتے چلے گئے۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے نانسنس۔ میں نے تمہیں ایک مسئلہ حل کرنے کے لئے بلایا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیسا مسئلہ''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنی آنٹی سے پوچھو۔ اسی نے وہ مسئلہ پیدا کیا ہے''...... سر سلطان نے بیگم سلطان کی طرف دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پپ پپ۔ پیدا کیا ہے۔ ارے باپ رے۔ مطلب یہ کہ سچ مچ کچھ پیدا ہوا ہے''...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا تو اس بار سر سلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''پلیز بیگم بتاؤ اسے ورنہ یہ اسی طرح الٹی سیدھی ہانکتا رہے گا''...... سر سلطان نے سر جھٹک کر اپنی بیگم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ ہی بتا دیں۔ میری تو کسی بات پر آپ یقین ہی نہیں کر رہے''...... بیگم صاحبہ نے ناراض لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہی بتا دیتا ہوں۔ سنو عمران تم میری بیٹی نائلہ کو تو جانتے ہی ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''کون نائلہ۔ وہ ننھی سی بچی جو دودھ کی بوتل میں چاکلیٹ ڈالے بغیر دودھ ہی نہیں پیتی تھی اور بچپن میں جس کی ہر وقت ناک بہتی رہتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''کون دودھ پیتی بچی اور کس کی بچپن میں ناک بہتی رہتی تھی''...... اچانک دروازے کے پاس سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے ساتھ سر سلطان اور بیگم صاحبہ بھی چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ دروازے پر ایک شوخ و شنگ لڑکی کھڑی تھی جس نے سیاہ جیکٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔ اس کی بڑی بڑی اور غزالی آنکھیں ہلکے نیلے رنگ کی تھیں اور اس کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو اس کے کاندھوں تک ترشے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ لڑکی کا رنگ گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ کولہوں پر رکھے عمران کو تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔ یہ سر سلطان کی اکلوتی بیٹی نائلہ تھی۔ چند لمحے وہ عمران کو اسی طرح تیز نظروں سے گھورتی رہی پھر وہ تیز تیز چلتی ہوئی آگے بڑھی اور عمران کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

”میری طرف بٹر بٹر کیا دیکھ رہے ہو۔ پہچانا نہیں تم نے مجھے مسٹر علی عمران، ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)“...... نائلہ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی شوخ لہجے میں کہا۔

”پہچاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس وقت تمہاری ناک نہیں بہہ رہی ورنہ میں یہی سمجھتا کہ تم سر سلطان کی خودسر، اکھڑ مزاج اور نالائق بیٹی ہو جس کا نام ایسا ہے جیسے کوئی کسی کو کہہ رہا ہو کہ جا نائی لا اور نائی حجام کو کہتے ہیں اب کوئی لڑکی حجام کیسے ہو سکتی ہے یہ سوچنا پڑے گا“...... عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ میں حجام نہیں نائلہ ہوں۔ سمجھے تم“...... نائلہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ نائلہ یہ نہیں میں ہوں“...... اچانک دروازے کے پاس سے ایک اور آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ دروازے پر ایک اور لڑکی کھڑی تھی۔ اس لڑکی کی نہ صرف شکل وصورت سر سلطان کی بیٹی نائلہ سے ملتی تھی بلکہ اس کے بالوں کا سٹائل بھی اسی جیسا تھا۔ دوسری لڑکی نے بھی بالکل پہلے آنے والی نائلہ کے انداز میں اپنے پہلوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور وہ نائلہ کی جانب کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔ دونوں لڑکیوں کے قد کاٹھ اور سر منہ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ایک نائلہ کے سامنے قد آدم آئینہ رکھ دیا گیا ہو اور

آئینے میں اس کا ہو بہو عکس دکھائی دے رہا ہو۔ اسے دیکھ کر پہلے آنے والی نائلہ کا چہرہ بھی بدل گیا تھا اور اس کے چہرے پر بے پناہ غصہ لہرانے لگا تھا۔

”کک کک۔ کیا مطلب۔ دو دو نائلائیں“...... عمران نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ تمہارے سامنے جو کھڑی ہے یہ نقلی ہے اور اصلی نائلہ میں ہوں“...... دوسری لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور اس کی نائلہ جیسی آواز سن کر عمران کو حقیقتاً اپنا سر چکراتا ہوا معلوم ہوا اور وہ پلٹ کر سر سلطان اور ان کی بیگم کی طرف دیکھنے لگا جو دوسری نائلہ کو اندر آتے دیکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

سیل فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر ڈسپلے دیکھ کر اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس۔ مارکو بول رہا ہوں"...... غیر ملکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سکاز بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ یس۔ بولو سکاز۔ میں تمہاری ہی کال کا انتظار کر رہا تھا"...... غیر ملکی نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"کام ہو گیا ہے باس"...... دوسری طرف سے سکاز نے کہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں نقشہ مل گیا ہے"۔ مارکو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ نقشہ میرے پاس ہے"...... سکاز نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ کہاں سے ملا ہے نقشہ اور تم نے اسے کیسے حاصل کیا ہے"...... مارکو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لمبی تفصیل ہے باس اور سیل فون پر یہ سب بتانا مناسب نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے پاس آ جاؤں"۔ سکاز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ"...... مارکو نے کہا۔

"اوکے باس۔ میں راستے میں ہوں بیس منٹ تک میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"...... دوسری طرف سے سکاز نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... مارکو نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر کے سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور کمرے کی سائیڈ میں موجود وارڈ روب کی جانب بڑھ گیا۔ وارڈ روب کھول کر اس نے سیاہ رنگ کا بریف کیس نکالا اور اسے لے کر بیڈ کے پاس آ گیا۔ اس نے بریف کیس بیڈ پر رکھا اور خود بھی سائیڈ پر بیٹھ کر بریف کیس کھولنے لگا۔ بریف کیس کھول کر اس نے سامان نکال کر بیڈ پر رکھنا شروع کر دیا۔ جب بریف کیس خالی ہو گیا تو اس نے بریف کیس کی ایک سائیڈ کو پریس کیا تو بریف کیس کے اس حصے میں ایک چھوٹا سا خانہ کھل گیا۔ اس نے خانے میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا آلہ نکال لیا۔ یہ آلہ ماچس کی ڈبیہ جیسا تھا۔ آلہ نکال کر اس نے سائیڈ پر رکھا اور پھر اس نے بریف

کیس کا خفیہ خانہ بند کیا اور باہر نکالا ہوا سامان واپس اندر رکھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے بریف کیس بند کیا اور اسے سائیڈ پر رکھ کر وہ آلہ اٹھا لیا۔ اس نے اس آلے کی ایک سائیڈ کو پریس کیا تو سائیڈ سے ایک چھوٹی سی پن ابھر کر باہر آ گئی۔ اس نے پن ایریل کی طرح کھینچ کر مزید باہر نکالی اور پھر اس نے آلے کے ایک حصہ پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد آلے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو مارکو نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... بٹن پریس ہوتے ہی آلے سے ایک تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔ یہ جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس ٹرانسمیٹر میں چونکہ مائیک اور اسپیکر دونوں موجود تھے اس لئے کال کے دوران بار بار 'اوور' کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

''مارکو بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... مارکو نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوڈ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''سلاسکا''...... مارکو نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ویٹ کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارکو نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''بلیک سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔ یہ آواز پہلے سے زیادہ کرخت اور سرد تھی۔

''مارکو بول رہا ہوں باس''...... مارکو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... بلیک نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں کسی خونخوار بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

''سکاز نے میپ تلاش کر لیا ہے باس''...... مارکو نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میپ۔ کیا مطلب۔ تمہیں تو پاکیشیا میں سلاسکا کے حصول کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پھر یہ سلاسکا کے درمیان میپ کہاں سے آ گیا''...... دوسری طرف سے بلیک کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ڈیکوزے نے سلاسکا کسی خفیہ جگہ چھپا دیا تھا باس۔ اس کی چونکہ یادداشت کمزور تھی اس لئے اس نے اس جگہ کا ایک نقشہ بنا لیا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اس نقشے کی مدد سے سلاسکا وہاں سے نکال سکے۔ جب تک ہمیں ڈیکوزے کا بنایا ہوا نقشہ نہ مل جاتا اس وقت تک ہمارا سلاسکا تک پہنچنا ناممکن تھا۔ اب چونکہ نقشہ مل گیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی سلاسکا تک پہنچ جاؤں گا''...... مارکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ اہم کامیابی ہے۔ اب تم اپنے مشن پر تیزی سے کام شروع کر سکتے ہو''...... بلیک نے کہا۔

''یس باس۔ اب میں یقینی طور پر مشن مکمل کر لوں گا''۔ مارکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا دھیان رکھنا کہ تمہاری پاکیشیا میں موجودگی اور مشن کے بارے میں کسی بھی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خبر نہیں ملنی چاہئے۔ تم یہ مشن سیکرٹ طور پر مکمل کرو گے اور مشن مکمل ہوتے ہی واپس آ جاؤ گے"...... بلیک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد سے جلد اپنا مشن مکمل کر کے سلاسکا لے کر واپس پہنچ جاؤں"...... مارکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ گڈ لک"...... بلیک نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ مارکو نے چند بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اس میں سے نکلی ہوئی ایریل نما پن اندر دھکیل دی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک پڑا۔

"یس۔ کم اِن"...... مارکو نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جینز اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ شکل وصورت سے ایکریمین نژاد دکھائی دے رہا تھا۔

"ہیلو باس"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ سکاز۔ بیٹھو"...... مارکو نے کہا تو نوجوان آگے بڑھا اور

اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب بتاؤ۔ کہاں ہے نقشہ"...... مارکو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری جیب میں ہے باس"...... سکاز نے کہا اور پھر اس نے جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر زرد رنگ کا ایک لفافہ نکال لیا۔ لفافے پر کوئی نام پتہ نہیں لکھا ہوا تھا اور وہ ایک سائیڈ سے کھلا ہوا تھا۔ مارکو نے اس سے لفافہ لیا اور اس کے کھلے ہوئے حصے میں انگلیاں ڈال کر اندر موجود تہہ شدہ رائس پیپر نکال لیا اور پھر اس نے سامنے موجود میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر رائس پیپر کی تہیں کھولنی شروع کر دیں۔ رائس پیپر پر سرخ رنگ کے قلم سے آڑی ترچھی لکیریں سی بنی ہوئی تھیں اور جگہ جگہ ڈاٹس بنے ہوئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی بچے نے سرخ رنگ کے قلم سے کاغذ پر لکیریں کھینچ کر بے ڈھنگی تصویر بنانے کی کوشش کی ہو۔ تصویر واضح نہیں تھی نہ کسی انسانی چہرے کے خدوخال تھے اور نہ ہی کسی عمارت یا کسی خاص چیز کی شباہت تھی۔ صرف لکیریں ہی لکیریں دکھائی دے رہی تھیں جو جگہ جگہ سے کٹی ہوئیں اور دائرے سے بناتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ لکیروں میں جگہ جگہ سیاہ رنگ کے ڈاٹس بھی بنے ہوئے تھے۔

"گڈ شو۔ یہ رئیل میپ ہے۔ مجھے اسی کی تلاش تھی"...... مارکو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... سکاز نے کہا۔

”اس نقشے کی مدد سے اب ہم اپنا کام شروع کر سکتے ہیں۔ ہمیں اپنا مشن جلد سے جلد مکمل کرنا ہے اور یہاں سے نکلنا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہماری بھنک مل گئی تو وہ ہمارے مشن میں حائل ہو سکتی ہے جن سے ہمیں ہر حال میں دور رہنا ہے“...... مارکو نے کہا۔

”یس باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی انتہائی خطرناک ہے۔ اس سے ہم جتنا دور رہیں گے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا رہے گا اور اگر ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آئے بغیر اپنا مشن مکمل کر کے یہاں سے نکل جائیں گے تو یہ ہماری بڑی جیت ہو گی جو کسی بھی صورت میں گریٹ وکٹری سے کم نہیں ہو گی“...... سکاز نے کہا۔

”تو پھر ہم اپنا مشن آج رات ہی مکمل کریں گے۔ میں ملکاٹ سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے یہاں سے نکلنے کی تیاری کر لے تا کہ ہمیں یہاں سے فوری طور پر نکلنے میں کوئی پریشانی نہ ہو“۔ مارکو نے کہا۔

”یس باس“...... سکاز نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو یہ نقشہ لائن اور ڈاٹ کوڈ میں تیار کیا گیا ہے“۔ مارکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ اسے سمجھ سکتے ہیں“...... سکاز نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں ہر قسم کے کوڈز کو ڈی کوڈ کرنے کا ایکسپرٹ ہوں۔ میرے لئے یہ عام سا کوڈ ہے جسے میں آسانی سے سمجھ سکتا ہوں“...... مارکو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”گڈ شو۔ پھر تو آپ کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ ڈیکوزے نے سلاسکا کہاں چھپایا ہوا ہے“...... سکاز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں“...... مارکو نے نقشہ غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر وہ نقشہ دیکھتا رہا پھر اس نے نقشہ سمیٹ کر سکاز کی طرف بڑھا دیا۔

”اسے واش روم میں لے جاؤ اور جلا کر فلیش میں بہا دو“۔ مارکو نے کہا۔

”لیکن باس......“ سکاز نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ میں نے نقشہ دیکھ لیا ہے۔ اس کا پرنٹ میری آنکھوں میں اتر آیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں آرٹ کا کتنا بڑا ماہر ہوں۔ ایک بار میں جو دیکھ لیتا ہوں اسے اپنے دماغ کے پردے پر ثبت کر لیتا ہوں اور پھر جب چاہوں اسے دوبارہ کاغذ پر اتار سکتا ہوں۔ یہ ایک معمولی سا نقشہ ہے۔ اسے ٹریس کرنے میں مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا اور اب مجھے اس نقشے کی ٹریننگ کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ ڈیکوزے نے سلاسکا کہاں چھپایا ہے“...... مارکو نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں ایک طویل سانس لے کر سکاز بھی مسکرا دیا۔ وہ لفافہ، نقشہ اور

لائٹر لے کر اٹھا اور کمرے سے ملحق واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ واپس گیا اور اس نے لائٹر لا کر مارکو کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"میں نے لفافہ اور نقشہ جلا کر راکھ بنا دیا ہے اور راکھ فلیش میں بہا دی ہے"...... سکاز نے کہا۔

"گڈ شو۔ اب تم بتاؤ تم نے یہ نقشہ کہاں سے اور کیسے حاصل کیا تھا"...... مارکو نے پوچھا۔

"اس نقشے کے بارے میں مجھے ایک مقامی آدمی سے ٹپ ملی تھی۔ ایکریمیا میں بریفنگ کے دوران چیف بلیک نے کہا تھا کہ سلاسکا کے بارے میں پاکیشیا میں موجود ایک ہی شخص جانتا ہے جس کا نام ڈیکوزے ہے۔ ڈیکوزے کسی زمانے میں پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کا بے تاج بادشاہ ہوا کرتا تھا۔ ڈیکوزے کا تعلق ایکریمیا سے تھا لیکن اس نے پاکیشیا میں آ کر اپنا ایک گروپ بنایا تھا اور پھر اس گروپ کی مدد سے اس نے پاکیشیا کے زیر زمین دنیا میں ہلچل مچا دی تھی اور اپنی بے پناہ ذہانت اور طاقت کے بل بوتے پر اس نے پاکیشیا کی زیر زمین دنیا پر قبضہ کر لیا تھا۔ ڈیکوزے نے پاکیشیا کے تمام بڑے گروپس کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور زیر زمین دنیا کے سیاہ وسفید کا مالک بن بیٹھا تھا۔ وہ پاکیشیا میں اسلحہ، منشیات اور انسانی تجارت میں پیش پیش رہتا تھا۔ پاکیشیا میں ہونے والے ہر جرم کے پیچھے اس کا بلواسطہ یا بلاواسطہ ہاتھ ضرور ہوتا تھا لیکن

جس تیزی سے اس نے پاکیشیا کی زیر زمین دنیا میں اپنے پنجے گاڑے تھے اسی تیزی سے اس کے گروپس اور اس کے دھندوں کا خاتمہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پاکیشیا میں نجانے کہاں سے کوبرا گروپ آ گیا تھا جس نے نہ صرف اس کے گروپس کا تیزی سے خاتمہ کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ اس کے کئی اہم اڈے جہاں بھاری مقدار میں منشیات اور اسلحے کا ذخیرہ ہوتا تھا تباہ ہونے شروع ہو گئے۔ کوبرا گروپ برق رفتاری سے کام کر رہا تھا اور اس کا ٹارگٹ ڈیکوزے ہی تھا۔ اس نے ڈیکوزے کے تمام چھوٹے بڑے اڈے تباہ کر دیئے تھے اور اس کے بڑے بڑے گروپس کو ختم کر دیا تھا جس سے ڈیکوزے کی کمر ٹوٹتی جا رہی تھی۔ ڈیکوزے نے ہر ممکن طریقے سے کوبرا گروپ کو ٹریس کرنے اور اسے ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کوبرا گروپ میں جیسے انسان نہیں جنات کام کر رہے تھے۔ کوشش کے باوجود ڈیکوزے کوبرا کو تو کیا اس کے ایک ساتھی کا بھی پتہ نہیں لگا سکا تھا کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آتے ہیں۔ کوبرا گروپ آندھی اور طوفان کی طرح آتا تھا اور ڈیکوزے کے گروپس کا خاتمہ کر کے یوں غائب ہو جاتا تھا جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو۔ بہرحال کوبرا گروپ ڈیکوزے کی مکمل تباہی کا باعث بن گیا جس نے ڈیکوزے کے تمام گروپس اور اس کے تمام دھندوں کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔ مسلسل نقصان اور کوبرا گروپ سے بچنے کے لئے ڈیکوزے مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہو گیا تھا۔ وہ کئی سالوں

تک انڈر گراؤنڈ رہا جس سے اس کی زیر زمین دنیا میں پھیلی ہوئی
دہشت اور اس کا نام ختم ہو گیا۔ ڈیکوزے کا نام ختم ہوتے ہی کوبرا
گروپ بھی غائب ہو گیا تھا اور آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ اس
گروپ کا باس کون تھا اور اس گروپ میں کام کرنے والے افراد
کون کون تھے۔ ڈیکوزے کی دنیا چونکہ مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی
اس لئے وہ بھی دوبارہ کبھی نظر نہیں آیا تھا۔ اس کے بارے میں
یہی سمجھا جا رہا تھا کہ یا تو ڈیکوزے کا بھی کوبرا گروپ کے ہاتھوں
خاتمہ ہو چکا ہے یا پھر کوبرا گروپ کے خوف سے وہ ملک چھوڑ کر
جا چکا ہے اس لئے آہستہ آہستہ سب ڈیکوزے کو بھول گئے
تھے“...... سکاز نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”اتنی لمبی کہانی سنانے کی کیا ضرورت تھی۔ نانسنس۔ اصل بات
بتاؤ“...... مارکو نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ سوری باس۔ میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ میں آپ کو
تفصیل سے ہر بات بتا رہا ہوں تاکہ آپ کو ہر بات کا مفصل
جواب مل جائے کیونکہ چیف بلیک نے مجھے اس سلسلے میں آپ سے
الگ بریفنگ دی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ یہ ساری تفصیل نہیں
جانتے ہوں گے“...... سکاز نے کہا تو مارکو نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

”ٹھیک ہے بتاؤ“...... مارکو نے کہا۔

”جس زمانے میں ڈیکوزے نے پاکیشائی زیر زمین دنیا پر اپنا

تسلط قائم کیا تھا ان دنوں اس نے کئی گیم رومز کھول رکھے تھے
جہاں روزانہ لاکھوں کروڑوں کا جوا ہوتا تھا۔ اس کے ایک گیم روم
میں ایک نوجوان آیا کرتا تھا۔ اسے جوا کھیلنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ
ہزاروں لاکھوں کا جوا کھیلتا تھا اور یہ شاید اس کی بدقسمتی تھی کہ وہ کبھی
جیت نہیں سکا تھا۔ ہر بار ہار ہی اس کا مقدر بنتی تھی۔ اس کے
بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ پاکیشیا کے ایک نامور سائنس دان کا
بگڑا ہوا بیٹا ہے جسے باپ کی دولت اڑانے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔
جوا کھیلنے کے ساتھ ساتھ اسے اور بھی بہت سی برائیوں کی لت لگ
چکی تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ پختہ ہوتی جا رہی تھیں۔ اس
نوجوان کا نام فرقان عالم تھا اور اس کے باپ کا نام ڈاکٹر اسرار
عالم تھا۔ فرقان عالم ڈاکٹر اسرار عالم کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا تھا۔
فرقان عالم انتہائی خود سر اور جھگڑا لو تھا۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر
بھڑک اٹھتا تھا۔ جوئے میں ہارنے کے بعد تو جیسے اس کے دماغ پر
چھپکلی سی سوار ہو جاتی تھی اور وہ کلب میں ہنگامہ آرائی شروع کر
دیتا تھا۔ ایک روز اسی ہنگامہ آرائی میں اس کے ہاتھوں ایک لڑکی کا
قتل ہو گیا جو اس کلب کی ڈانسر تھی۔ فرقان عالم اپنی حفاظت کے
لئے ایک ریوالور ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ جب وہ ٹیبل پر ہار گیا تو
اس نے بلاوجہ جیتنے والوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا شروع کر دیا۔
جھگڑے کے دوران اس نے اچانک ریوالور نکالا اور اشتعال میں
آ کر فائرنگ کرنی شروع کر دی جس کے نتیجے میں ایک گولی وہاں

موجود ڈانسر گرل کو لگ گئی اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئی تھی۔

لڑکی کی ہلاکت کے بعد وہاں بھگدڑ سی مچ گئی۔ ڈیکوزے کے آدمیوں نے فرقان عالم کو پکڑ لیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ فرقان عالم کو لڑکی کے قتل کے جرم میں پولیس کے حوالے کر دیں گے لیکن ڈیکوزے وہاں آ گیا اور اس نے اپنے آدمیوں کو کلب میں پولیس بلوانے سے منع کر دیا۔ ڈیکوزے نے فرقان عالم کو ایک تہہ خانے میں قید کرا دیا۔ ڈیکوزے کو ایکریمیا کے ایک سنڈیکیٹ گرینڈ ماسٹر نے آفر دی تھی کہ اگر وہ کلب میں آنے والے پاکیشیائی سائنس دان کے بیٹے فرقان عالم کے ذریعے اس کے سائنس دان باپ اسرار عالم سے اس کا اہم فارمولا جس کا کوڈ نام ڈبل ون ہے حاصل کر کے اسے دے دے تو وہ اسے مالا مال کر دیں گے۔ چونکہ گرینڈ ماسٹر ڈبل ون فارمولے کا نام راز رکھنا چاہتا تھا اس نے اس نے اس فارمولے کا کوڈ نام سلاسکا رکھ دیا تھا تا کہ کسی کو اس کوڈ نام کی سمجھ نہ آ سکے اور وہ اس سلسلے میں جب چاہے ڈیکوزے سے کھل کر بات کر سکے۔ گرینڈ ماسٹر کی آفر پر ڈیکوزے نے ایک دو بار فرقان عالم کو اپنے ساتھ بٹھا کر اور اسے شراب پلا کر اس سے ڈبل ون فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کی تھیں لیکن فرقان عالم شراب کے نشے میں بھی اسے فارمولے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکا تھا اور چونکہ فرقان عالم اس کے گیم روم میں بڑی بڑی رقوم لاتا تھا اس لئے ڈیکوزے

اسے نہ کوئی نقصان پہنچانا چاہتا تھا اور نہ ہی اسے ڈرا دھمکا کر فارمولا لانے کا کہہ سکتا تھا۔ لڑکی کے قتل کے بعد اسے موقع مل گیا۔ اس نے فرقان عالم سے سودے بازی کرنی شروع کر دی کہ اگر وہ اسے اپنے باپ کا ڈبل ون فارمولا لا کر دے دے تو وہ اس لڑکی کے قتل سے اسے بری الزمہ کر دے گا اور اس کی جگہ اس لڑکی کے قتل میں اپنے کسی آدمی کو پولیس کے حوالے کر دے گا۔ فرقان عالم لڑکی کے قتل سے بے حد ڈرا ہوا تھا۔ اس نے ڈیکوزے کو فارمولا لا کر دینے کا وعدہ کر لیا اور پھر اگلے ہی روز اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اس نے اپنے باپ کا ایجاد کردہ فارمولا چوری کیا اور لا کر ڈیکوزے کے حوالے کر دیا۔ اس نے فارمولا چوری کیسے کیا تھا اس کے بارے میں اس نے ڈیکوزے کو تفصیل نہیں بتائی تھی۔ فارمولا ایک نوٹ بک میں تھا۔

فارمولا ملتے ہی ڈیکوزے نے اپنے آدمیوں کو فوری طور پر فرقان عالم کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا اور پھر جیسے ہی فرقان عالم اسے فارمولا دے کر باہر گیا۔ اس کے مسلح افراد نے فرقان عالم کو راستے میں گھیر لیا اور اسے گولیوں سے بھون ڈالا۔ ڈیکوزے نے اس پر ہی قناعت نہیں کی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ڈاکٹر اسرار عالم کو بھی ہلاک کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ ڈیکوزے کا پلان تھا کہ ڈاکٹر اسرار عالم کو جب اپنے بیٹے کی ہلاکت کی خبر ملے گی اور وہ اس کی لاش دیکھنے جائے واردات پر آئے گا تو اسے وہیں ہلاک کر

دیا جائے اس مقصد کے لئے اس کے ساتھیوں نے فرقان عالم کی
کار کے نیچے ریموٹ کنٹرول بم لگا دیا اور پھر جیسے ہی متعلقہ حکام
اور سائنس دان ڈاکٹر اسرار عالم وہاں آیا۔ کار کو ریموٹ کنٹرول بم
سے اُڑا دیا گیا جس سے ڈاکٹر اسرار عالم اور بہت سے لوگوں کے
ٹکڑے اُڑ گئے تھے۔ فرقان عالم اور اس کے باپ ڈاکٹر اسرار عالم
کی ہلاکت کے بعد تمام ثبوت ختم ہو گئے تھے کہ فارمولا کس نے
چوری کیا تھا اور اب وہ کہاں تھا۔
ڈیکوزے فارمولا پا کر بہت خوش تھا۔ فارمولا چونکہ انتہائی اہم
اور قیمتی تھا اس لئے ڈیکوزے نے فارمولا خفیہ جگہ چھپا دیا تھا۔
ڈیکوزے ادھیڑ عمر تھا اور اس کی یادداشت چونکہ کمزور تھی اس لئے
اس نے یاد دہانی کے لئے خفیہ جگہ کا ایک نقشہ بنا کر اپنے پاس
محفوظ کر لیا تاکہ حالات سازگار ہونے کے بعد وہ گرینڈ ماسٹر سے
رابطہ کر کے اسے فارمولا دے کر کروڑوں ڈالرز کما سکے لیکن اس
سے پہلے ہی اس کے گروپس اور اس کے دھندوں کو کوبرا گروپ
نے ختم کرنا شروع کر دیا۔ کوبرا گروپ نے واقعی اس کی زیر زمین
دنیا کی سلطنت ختم کر کے رکھ دی تھی۔ ڈیکوزے بے یار و مددگار ہو
گیا تو وہ انڈر گراؤنڈ ہو گیا۔ سپر پاورز ممالک کو اس بات کی خبر مل
چکی تھی کہ سلاسکا کا فارمولا ڈیکوزے نامی کرمنل کے پاس موجود
ہے۔ چنانچہ کئی ممالک کے ایجنٹ پاکیشیا میں آئے اور انہوں نے
ڈیکوزے کی تلاش کرنی شروع کر دی لیکن ڈیکوزے کا کہیں کچھ

پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اس سلسلے میں ہماری تنظیم بھی کام کر رہی تھی
لیکن ڈیکوزے یوں غائب ہو چکا تھا جیسے گدھے کے سر سے
سینگ۔ اس کے مسلسل غائب ہونے سے یہی تصور کیا جا رہا تھا کہ
وہ یا تو ملک چھوڑ چکا ہے یا پھر واقعی ہلاک ہو چکا ہے اور اس کے
ساتھ ہی ڈبل ون فارمولے کا راز بھی دفن ہو چکا ہے۔ اس بار
آخری کوشش کے طور پر بلیک نے ہم دونوں کو یہاں بھیجا تھا۔ بلیک
کے حکم کے تحت میں نے اور آپ نے مل کر کام کرنا شروع کر دیا۔
میں نے بلیک کے بتائی ہوئی تمام تفصیلات کو ذہن میں رکھتے
ہوئے یہاں آتے ہی کام شروع کر دیا تھا۔ میں خاص طور پر اس
گیم روم میں گیا جہاں ڈاکٹر اسرار عالم کے بیٹے کے ہاتھوں ایک
ڈانسر کا قتل ہوا تھا۔ وہ گیم روم اب کسی اور کی ملکیت ہے لیکن اس
گیم روم میں چند افراد ایسے بھی ہیں جو ڈیکوزے کے ساتھ کام کر
چکے تھے۔ میں نے ان سے معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ شروع
کیا اور ان سے مختلف کلیوز حاصل کرتے ہوئے آخر کار میں ایک
پرانی بستی میں پہنچ گیا۔ مجھے پتہ چلا تھا کہ ڈیکوزے انڈر گراؤنڈ
ہونے کے لئے اس بستی میں چلا گیا تھا اور اس نے وہاں ایک چھوٹا
سا مکان حاصل کر لیا تھا جہاں وہ گمنامی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔
تمام دھندے اور کاروبار تباہ ہونے کی وجہ سے وہ ٹینشن سے بیمار ہو
گیا تھا۔ اس بیماری کی حالت میں وہ اسی بستی کے مکان میں پڑا
رہتا تھا۔ چونکہ اس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا اس لئے وہ اس بستی

میں ایک حکیم سے اپنا علاج کرا رہا تھا لیکن اس کی بیماری بڑھتی جا رہی تھی۔ کچھ ہی عرصے میں وہ اسی مکان میں ہلاک ہو گیا اور اسے مقامی افراد نے اسی بستی کے قبرستان میں دفن کر دیا تھا۔ ڈیکوزے نے جو مکان خریدا تھا وہ خاصا بوسیدہ تھا اور اس کے مرنے کے بعد خالی پڑا ہوا تھا۔ کسی نے نہ اس کے مکان پر قبضہ کیا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی دعوے دار سامنے آیا تھا۔ میں اس مکان کو تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور پھر جب میں نے اس مکان کی تلاشی لی مجھے وہاں ڈیکوزے کی ایک ڈائری مل گئی۔ ڈیکوزے جب سے اس مکان میں آیا تھا وہ روزانہ ڈائری لکھتا تھا۔ میں نے اس ڈائری کا مطالعہ کیا تو مجھے ایک صفحے پر سلاسکا لکھا نظر آیا۔ میں نے ڈائری پڑھی جس میں لکھا تھا کہ اس نے فارمولا حفاظت کے پیش نظر ایک خفیہ جگہ چھپایا ہوا ہے۔ جس جگہ اس نے فارمولا چھپایا ہے اس جگہ کا اس نے نقشہ بنا لیا تھا تاکہ اگر وہ اس خفیہ جگہ کو بھول بھی جائے تو اس نقشے کی مدد سے اسے یاد آ جائے کہ اس نے فارمولا کہاں چھپایا ہے۔ ڈائری میں اس نے نقشے کا ذکر بھی کیا تھا کہ اس نے وہاں موجود ایک پرانی الماری کے خفیہ خانے میں وہ نقشہ رکھا تھا۔ میں نے وہاں موجود پرانی الماری چیک کی اور تھوڑی سی ہی تلاش کے بعد مجھے وہ خفیہ خانہ مل گیا جس میں یہ نقشہ موجود تھا۔ اب ہمیں اس نقشے کو فالو کرنا ہے اور اس خفیہ جگہ کو تلاش کر کے وہاں سے ڈیکوزے کا چھپایا ہوا فارمولا حاصل کرنا ہے جسے حاصل کرتے

ہی ہمارا مشن پورا ہو جائے گا''...... سکاز نے تفصیل سے بات بیان کرتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر مارکو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''وہ ڈائری کہاں ہے''...... مارکو نے پوچھا۔

''میرے پاس ہے''...... سکاز نے کہا اور اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک پاکٹ سائز ڈائری نکال کر مارکو کو دے دی۔ مارکو نے اس سے ڈائری لی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔

''کیا اس ڈائری میں فارمولے کے بارے میں اور کچھ نہیں لکھا کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں اس نے فارمولا چھپایا ہے''...... مارکو نے پوچھا۔

''نو باس۔ میں نے ڈائری کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ فارمولے کے حوالے سے صرف اسی نقشے کا ذکر ہے اور کچھ نہیں''...... سکاز نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے اپنے حصے کا کام کر دیا ہے۔ اب وہ جگہ ڈھونڈنا میرا کام ہے جہاں فارمولا موجود ہے''...... مارکو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا اس نقشے کو دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کس جگہ کا نقشہ ہے اور سلاسکا فارمولا کہاں موجود ہو سکتا ہے''..... سکاز نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے نقشہ دیکھ کر سمجھ لیا ہے کہ یہ کہاں کا نقشہ ہو سکتا

ہے اور ڈیکوزے نے سلاسکا فارمولا کہاں چھپایا ہے"...... مارکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ پھر تو ہمارے لئے فارمولا حاصل کرنا مشکل نہیں ہو گا۔ ہم آج ہی فارمولا حاصل کر کے یہاں سے نکل جائیں گے"۔ سکاز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ نقشہ اسی مکان کا ہے جہاں سے تم نقشہ ڈھونڈ کر لائے ہو۔ سلاسکا فارمولا بھی اسی مکان میں موجود ہے"...... مارکو نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن میں نے تو اس مکان کی مکمل تلاشی لی تھی۔ مجھے تو وہاں سے کوئی فارمولا نہیں ملا تھا"...... سکاز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سلاسکا فارمولا ایک خفیہ جگہ پر ہے۔ نقشے پر ڈاٹس میں ایک تحریر لکھی ہوئی ہے۔ تحریر کے مطابق سلاسکا فارمولا جو ایک نوٹ بک کی شکل میں ہے اس پلنگ کے نیچے زمین میں دبے ہوئے ایک باکس میں ہے۔ اس جگہ کو پانچ فٹ کی گہرائی تک کھودا جائے تو وہاں سے سیاہ رنگ کا ایک باکس نکلے گا۔ اسی باکس میں سلاسکا فارمولا رکھا ہوا ہے۔ ہم آج ہی ڈیکوزے کے مکان میں جائیں گے اور وہاں سے زمین کھود کر بلیک باکس نکال لائیں گے اور پھر ملکاٹ کی مدد سے ہم آج رات ہی یہاں سے نکل جائیں گے"...... مارکو نے کہا تو سکاز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"گڈ شو۔ پھر تو ہمارا یہ مشن بے حد ایزی مشن ثابت ہوا ہے۔ نقشہ حاصل کرنے اور نقشے کی مدد سے سلاسکا فارمولا حاصل کرنے میں ہمیں چند روز کی محنت کرنے کے سوا کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے"...... سکاز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ سب کام تمہاری محنت اور لگن کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم اگر ڈیکوزے کے مکان تک نہ پہنچ جاتے تو نہ ہمیں یہ نقشہ ملتا اور نہ ہی سلاسکا فارمولے کا پتہ چلتا۔ اس ساری کامیابی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے اس لئے ایکریمیا واپس جا کر میں بلیک سے تمہاری خصوصی تعریف کروں گا اور خصوصی انعام بھی دلواؤں گا"...... مارکو نے کہا تو سکاز کے چہرے پر مسرت کے رنگ بکھرتے چلے گئے۔

"آپ کی تعریف ہی میرے لئے انعام ہے باس۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے"...... سکاز نے کہا۔

"اوکے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ ہم ابھی جا کر ڈیکوزے کے مکان سے فارمولا نکال لاتے ہیں پھر ہمیں جلد سے جلد پاکیشیا سے نکلنا ہے"...... مارکو نے کہا تو سکاز نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

"دو شیرنیاں اور ایک جیسی"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"دونہیں۔ یہاں ایک ہی شیرنی ہے اور وہ میں ہوں"۔ پہلے سے موجود نائلہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تم شیرنی ہو تو پھر میں کون ہوں"...... دوسری نائلہ نے اسے گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔

"تم چوہیا ہو ایسی چوہیا جو شیرنی کی کھال پہن کر شیرنی بننے کی کوشش کر رہی ہو"...... پہلی نائلہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ اگر تم نے مجھے دوبارہ چوہیا کہا تو میں تمہارا منہ نوچ لوں گی"...... دوسری نائلہ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تو تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمہارا لحاظ کروں گی۔ اگر تم نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں گی"...... پہلی نائلہ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان

دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں ہمشکل لڑکیوں کو دیکھ کر وہ بھی چکرا کر رہ گیا تھا۔ نائلہ کو وہ بخوبی جانتا تھا اور اس کے سامنے اب دو نائلہ تھیں۔ دونوں کی شکل، بات کرنے کا انداز اور لہجہ ایک جیسا تھا اس لئے عمران کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ان میں سے اصل نائلہ کون ہے اور دوسری لڑکی کون ہے جو نائلہ بنی ہوئی ہے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ خاموش ہو جاؤ تم دونوں"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ دونوں خاموش ہو گئیں اور ان کی طرف دیکھنے لگیں۔

"بات میں نے نہیں۔ اس فراڈ لڑکی نے شروع کی تھی ڈیڈی"...... پہلی نائلہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے ڈیڈی۔ مجھے اس کی باتوں پر غصہ آیا تھا"...... دوسری نائلہ نے کہا۔

"جھوٹ میں نہیں تم بول رہی ہو نانسنس۔ تمہارا حلیہ۔ تمہاری آواز اور تمہاری ہر بات جھوٹ ہے۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ میرے ممی ڈیڈی تم جیسی جعل ساز لڑکی کو اپنی بیٹی سمجھ کر یہاں رکھ لیں گے اور تم یہاں کی مالکن بن جاؤ گی"...... پہلی نائلہ نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی ہوں۔ تمہارے نہیں۔ جھوٹ کا پلندہ تم ہو۔ سر سے پیروں تک تم جھوٹ ہی جھوٹ ہو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم اپنی اصلیت خود بتا دو۔ ورنہ......"

دوسری نائلہ نے غراتے ہوئے کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا.....'' پہلی نائلہ نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''بس کرو دونوں۔ میں نے کہا ہے نا کہ خاموش ہو جاؤ اور جاؤ۔تم دونوں اپنے اپنے کمروں میں۔ جب مجھے ضرورت ہو گی تو میں تم دونوں کو خود ہی بلا لوں گا اور یہ فیصلہ میں خود کروں گا کہ تم میں سے میری بیٹی کون ہے اور کس نے میری بیٹی کا میک اپ کر رکھا ہے۔ جاؤ یہاں سے فوراً''...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''او کے ڈیڈی''...... پہلی نائلہ نے کہا۔

''یس ڈیڈی''...... دوسری نائلہ نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورتی ہوئیں اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئیں کمرے سے نکلتی چلی گئیں۔ سر سلطان نے ایک بار پھر اپنا سر تھام لیا تھا۔

''حیرت ہے۔ میں تو ہمیشہ یہی سمجھتا آیا تھا کہ آپ کی ایک ہی بیٹی ہے۔لیکن اب جڑواں بیٹیاں کہاں سے آ گئیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو رونا ہے۔ ہماری ایک ہی بیٹی ہے۔کوئی جڑواں نہیں ہے پھرنجانے ایک کے بعد دوسری بیٹی کہاں سے آ گئی ہے اور وہ خود کو ہماری ہی بیٹی ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے''...... سر سلطان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''اصل قصہ ہے کیا۔ نائلہ کو میں جانتا ہوں۔ آپ نے اسے اعلیٰ تعلیم کے لئے ایکریمیا بھیجا ہوا تھا۔ میرے خیال میں ابھی اس کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی ہے پھر یہ کب واپس آئی ہے اور اس دوسری نائلہ کا کیا چکر ہے''...... عمران نے سر سلطان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ سارا بیگم صاحبہ کا کیا دھرا ہے۔ انہیں اپنی بیٹی سے ملے ہوئے بہت وقت ہو چکا تھا۔ نائلہ کو بار بار یہ فون کر کے پاکیشیا بلا رہی تھیں۔ میں منع کرتا تھا کہ ابھی اسے نہ بلایا جائے۔ اس کی تعلیم مکمل ہونے میں ایک سال باقی ہے۔ ایک سال کے بعد یہ مستقل طور پر ہمارے پاس آ جاتی لیکن بیگم صاحبہ کا اسرار تھا کہ نائلہ کو کچھ دنوں کے لئے ہی سہی لیکن یہاں ضرور آنا چاہئے۔ میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود بیگم نے نائلہ کو واپسی کے لئے راضی کر لیا تھا اور پھر انہوں نے اس کے اکاؤنٹ میں بھاری رقم بھی جمع کرا دی تا کہ نائلہ کو یہاں آنے میں دقت نہ ہو۔کل رات نائلہ یہاں پہنچ گئی۔ اس کی آمد سے مجھے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ میں نائلہ کی اس طرح اچانک آمد پر حیران رہ گیا لیکن بہرحال بیٹی کو میں نے بھی کافی عرصہ بعد دیکھا تھا اس لئے مجھے اس کی آمد پر بے حد خوشی ہوئی تھی۔ ابھی نائلہ کو گھر آئے ایک گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ ہمارا بوڑھا ملازم فضلو بابا ایک اور لڑکی کو لے کر اندر آ گیا۔ اس لڑکی کی شکل بھی نائلہ جیسی تھی۔ دوسری نائلہ کو دیکھ کر ہم دم بخود رہ گئے۔

دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی ہو گئیں اور پھر ان کی آپس میں لڑائی شروع ہو گئی۔ دونوں کا یہی دعویٰ تھا کہ وہ نائلہ ہے۔ ہمیں بھی ایک ساتھ دو نائلہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہو رہی تھی۔ دونوں کی شکل صورت، ان کی آواز اور ان کے بات کرنے کا انداز ایک جیسا تھا جس سے پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ ان میں سے ہماری بیٹی کون ہے اور دوسری لڑکی کون ہے۔ ہم نے دونوں کو بٹھا کر ان سے باتیں کی۔ ان سے پرانی اور نئی باتیں پوچھیں اور تم یہ سن کر حیران رہ جاؤ گے کہ دونوں ہی بچپن سے لے کر اب تک کی تمام باتیں جانتی ہیں۔ ان کی باتیں سن کر میرا اور میری بیگم کا برا حال ہو رہا تھا کیونکہ دونوں میں سے کوئی بھی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھی کہ وہ نائلہ نہیں ہے۔ ہم نے ان دونوں سے جو سوال کئے تھے ان کے دونوں نے ہی ایک جیسے جواب دیئے تھے جس سے ہماری عقل ہی خبط ہو کر رہ گئی تھی اور میں بیگم صاحبہ پر بھڑک رہا تھا کہ یہ سارا مسئلہ اسی کا پیدا کردہ ہے۔ نہ یہ فون کر کے نائلہ کو پاکیشیا بلاتیں اور نہ ہی یہ بکھیڑا کھڑا ہوتا۔ اب ہماری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ سب کیا ہے اور ہماری دو بیٹیاں کیسے ہو گئی ہیں جبکہ ہم نے ایکریمیا میں ایک ہی نائلہ کو پڑھنے کے لئے بھیجا تھا''...... سر سلطان نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کی شکلیں اور ان کے بولنے کے انداز سے تو میں

بھی چکرا گیا ہوں واقعی دونوں میں کسی ایک بات کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں ہی اصلی معلوم ہو رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ان میں سے ایک ہماری بیٹی ہے۔ دوسری لڑکی کوئی اور ہے جس نے نائلہ کا میک اپ کر رکھا ہے اور وہ ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہی ہے''...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیسا دھوکہ''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں لیکن وہ جو کوئی بھی ہے۔ اس کے ارادے نیک نہیں ہیں اور وہ کسی خاص مقصد کے لئے ہی ہماری بیٹی کے روپ میں یہاں آئی ہے''...... سر سلطان نے تلخ لہجے میں کہا۔

''تو کیا آپ کو اس بات کا بھی اندازہ نہیں ہے کہ دوسری لڑکی کا اس طرح آپ کی بیٹی بن کر یہاں آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے کوئی اندازہ نہیں ہے۔ سچ پوچھو تو ان دونوں کو لڑتے جھگڑتے دیکھ کر میری عقل خبط ہو کر رہ گئی ہے۔ کچھ سجھائی نہیں دے رہا کہ کسے اپنی بیٹی کہوں اور کسے دھوکے باز''...... سر سلطان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں تو کہتا ہوں کہ دونوں کو اپنا لیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ کو دو بیٹیاں مل گئی ہیں اور وہ بھی ایک جیسی۔ دونوں کی

باتوں سے لگ رہا ہے کہ ایک سیر ہے تو دوسری سوا سیر ہے۔ دونوں کی بک بک سن کر آپ کا بھی دل لگا رہے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ دوسری لڑکی نجانے کون ہے۔ اس کا مقصد نجانے کیا ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''سوچیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کی جڑواں بیٹیاں ہی ہوئی ہوں اور آپ دونوں کو پتہ نہ چلا ہو۔ میٹرنٹی ہوم اور ہسپتالوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس کی جڑواں اولاد ہوتی ہے۔ اس ہسپتال کا کوئی فرد یا نرس ایک بچے کو اٹھا کر غائب کر دیتی ہے اور پھر اسے کسی ایسے جوڑے کو فروخت کر دیا جاتا ہے جو بے اولاد ہو۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے ساتھ بھی یہی ہوا ہو یا پھر......'' عمران کہتے کہتے رک گیا اس کے چہرے پر ایک بار پھر شرارت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''یا پھر کیا۔ اور یہ تم نے کیا نانسنس باتیں شروع کر دی ہیں۔ ہماری ایک ہی بیٹی ہوئی تھی اور وہ بھی گھر میں۔ نارمل ڈلیوری تھی جس کے لئے مجھے بیگم صاحبہ کو کسی ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں پڑی تھی''...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میری یا پھر والی بات ہی ٹھیک لگتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کون سی بات''...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

''آپ مجھے کھل کر بتائیں۔ یقین کریں میں آنٹی کو منا لوں گا۔ وہ میری بات مان جائیں گی۔ کیوں آنٹی''...... عمران نے پہلے سر سلطان اور پھر بیگم سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری آنٹی کا کیا تعلق''...... سر سلطان نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

''مانا کہ آپ آنٹی کو بے حد پسند کرتے ہیں لیکن یہ بات آنٹی بھی جانتی ہیں کہ مرد ذات کا کیا اعتبار۔ اسے کب اور کہاں کوئی اور پسند آ جائے اور......'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں پہلے ہی مر جانے کی حد تک سنجیدہ ہوں اوپر سے تم نے اپنی بکواس شروع کر دی ہے''...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ سر سلطان واقعی اس وقت پریشانی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں ورنہ وہ عام حالات میں اس انداز میں بات نہیں کرتے تھے۔

''علامات تو عشق نسواں والی ہی لگ رہی ہیں''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''عشق نسواں۔ کیا مطلب۔ اوہ اوہ۔ اب سمجھا تو تم اس لئے یہ ساری بکواس کر رہے تھے کہ میں نے کہیں اور بھی شادی کر رکھی ہے اور آنے والی دوسری لڑکی بھی میری بیٹی ہے۔ شٹ اپ یو نانسنس۔ دفع ہو جاؤ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ میں خود ہی اس معاملے سے نپٹ لوں گا''...... سر سلطان نے چیختے ہوئے کہا اور دونوں

ہاتھوں سے ایک بار پھر اپنا سر تھام لیا۔

"تو پھر کون ہے یہ دوسری لڑکی"...... عمران نے کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ اسی لئے تو تمہیں بلایا ہے کہ تم اس مسئلے کو کسی طرح سے سلجھاؤ اور تم نے یہاں آتے ہی الٹی سیدھی بکواس کرنی شروع کر دی ہے"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آنٹی۔ کیا آپ بھی ان دونوں کو نہیں پہچانتیں کہ ان میں سے آپ کی بیٹی نائلہ کون سی ہے"...... عمران نے بیگم سلطان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے دونوں ایک جیسی ہی لگ رہی ہیں۔ میں نے بھی دونوں کو الگ الگ بٹھا کر ان سے بہت سی ایسی باتیں پوچھیں ہیں جو میں اور نائلہ ہی جانتی تھیں لیکن دونوں نے ہر بات کا صحیح جواب دیا تھا۔ دونوں سب کچھ جانتی ہیں"...... بیگم سلطان نے کہا۔

"آپ نے ان کے ٹکٹس اور پاسپورٹ چیک کئے ہیں"۔ عمران نے سر سلطان سے پوچھا۔

"دونوں کے پاسپورٹس گم ہو گئے ہیں"...... سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

"گم ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"دونوں کا کہنا ہے کہ ان کے پاسپورٹس ان کے ہینڈ بیگ میں تھے اور وہ ایئر پورٹ سے جس ٹیکسی میں یہاں آئی تھیں ان کے ہینڈ بیگ اسی ٹیکسی میں رہ گئے تھے"...... سر سلطان نے کہا۔

"تو کیا دونوں ایئر پورٹ سے ٹیکسی میں آئی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بیگم صاحبہ نے مجھے سرپرائز دینا تھا اس لئے انہوں نے مجھے نائلہ کی واپسی کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ پاکیشیا پہنچ کر نائلہ نے انہیں فون کیا تھا تو انہوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ ٹیکسی لے کر گھر آ جائے"...... سر سلطان نے ایک بار پھر اپنی بیگم کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نائلہ نے آپ کو خود فون کیا تھا یا آپ نے اس سے رابطہ کیا تھا"...... عمران نے بیگم سلطان سے پوچھا۔

"اسی نے کیا تھا مجھے فون"...... بیگم سلطان نے جواب دیا۔

"کس نمبر سے۔ میرا مطلب ہے لوکل نمبر تھا یا سیل فون کا نمبر تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"لوکل نمبر تھا شاید"...... بیگم سلطان نے کہا۔

"آپ ایک بیٹی کی ماں ہیں۔ کیا آپ نائلہ کی کوئی ایسی نشانی نہیں جانتی جسے دیکھ کر آپ کو پتہ چل سکے کہ وہی اصلی نائلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"نائلہ کی کمر پر سیاہ رنگ کا ایک دھبہ ہے جو بچپن سے ہی اس کی کمر پر موجود تھا۔ میں نے دونوں کو دیکھا تھا دونوں کی ہی کمر پر وہ دھبہ موجود ہے"...... بیگم سلطان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ دوسری لڑکی جو کوئی بھی ہے وہ نائلہ کی ہر بات جانتی ہے اور وہ یہاں سوچ سمجھ کر اور باقاعدہ پلاننگ کر کے آئی ہے“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”یہی تو میں کہہ رہا ہوں“...... سر سلطان نے کہا۔

”اب آپ کیا چاہتے ہیں“...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ سر سلطان نے جو باتیں بتائی تھیں وہ واقعی انتہائی الجھا دینے والی تھیں۔ ان کی ایک ہی بیٹی تھی جو اعلیٰ تعلیم کے لئے ایکریمیا گئی ہوئی تھی اب جب وہ واپس آئی تو ایک کی بجائے دو نائلہ واپس پہنچی تھیں۔ جن میں سے ایک ظاہر ہے اصلی نہیں تھی۔ وہ کون تھی اور اسے نائلہ کا میک اپ کرنے یا اس کی جگہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ سب باتیں عمران کو بھی الجھن میں مبتلا کر رہی تھیں۔

”تم بھی نائلہ کو بخوبی جانتے ہو۔ تم ان دونوں سے جا کر ملو اور ان سے باتیں کرو اور پھر شناخت کرو کہ ان میں سے ہماری بیٹی نائلہ کون ہے اور دوسری لڑکی کون ہے اور اس کے کیا عزائم ہیں اور وہ یہاں کیوں آئی ہے“...... سر سلطان نے کہا۔

”اس کے لئے تو مجھے ان دونوں کے باقاعدہ انٹرویو کرنے پڑیں گے“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”تو کرو۔ کس نے روکا ہے۔ تم سچ سامنے لاؤ تاکہ پتہ چل

سکے کہ آخر اس دھوکے باز لڑکی کے عزائم کیا ہیں اور وہ کیا چاہتی ہے“...... سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پہلے نائلہ نمبر ون سے بات کروں گا“۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نائلہ نمبر ون۔ کیا مطلب“...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

”اس گھر میں دو نائلہ موجود ہیں۔ جب میں یہاں آیا تھا تو پہلے جو نائلہ یہاں آئی تھی اس کا نمبر ایک ہے اور بعد میں آنے والی نائلہ نمبر ٹو۔ اب اسی طرح ان دونوں کا فرق کیا جا سکتا ہے ورنہ مشکل ہو جائے گی“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے جو کرنا ہے کرو لیکن ہماری بیٹی ہمیں ملنی چاہئے بس“...... سر سلطان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”جو حکم سلطان معظم“...... عمران نے انکساری سے کہا۔

”میں نے وقتی طور پر ان دونوں کو الگ الگ کمرے دے دیئے ہیں تاکہ وہ ایک دوسرے سے دور رہ سکیں اور ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کر سکیں۔ میں فضلو بابا کو بلاتا ہوں وہ تمہیں پہلی نائلہ کے کمرے میں لے جائیں گے“...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر سلطان نے فضلو بابا کو بلایا اور انہیں کہا کہ وہ عمران کو دونوں لڑکیوں کے کمرے دکھا دے۔ فضلو بابا نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران فضلو بابا کے ہمراہ ہو لیا۔ تھوڑی دیر بعد

وہ ایک کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔

''اب کیسے پتہ چلے گا کہ یہ نائلہ نمبر ون کا کمرہ ہے یا نائلہ نمبر ٹو کا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے''...... فضلو بابا نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ آپ جائیں۔ ضرورت ہو گی تو میں آپ کو بلا لوں گا''...... عمران نے کہا تو فضلو بابا نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف بڑھ گئے۔ عمران چند لمحے کھڑا رہا پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے۔ دفع ہو جاؤ۔ میں کسی سے نہیں ملنا چاہتی''۔ اندر سے نائلہ کی جھنجلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ تو میں غلطی سے نائلہ نمبر ٹو کے کمرے کے پاس آ گیا ہوں''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''نائلہ نمبر ٹو۔ یہ کیا بکواس ہے۔ میں نائلہ نمبر ٹو نہیں ہوں نانسنس''...... اندر سے نائلہ کی تیز آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔

''اب یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ جاؤ۔ اسی حرافہ کے پاس جاؤ جسے ممی اور ڈیڈی کے سامنے ٹکر ٹکر دیکھ رہے تھے''...... نائلہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب کیا کرتا۔ ایک ہی روپ میں دو حسینائیں جب سامنے آ

جائیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے پھر سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کس کو دیکھا جائے اور کس کو نظر انداز کیا جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گیا اور کمرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

''وہ جھوٹی، مکار اور چالاک لڑکی ہے۔ اس نے میرا میک اپ کیا ہوا ہے''...... نائلہ نے اس کے پیچھے اندر آتے ہوئے اسی طرح غصیلے انداز میں کہا۔

''لیکن کیوں۔ اس نے تمہارا میک اپ کیوں کیا ہے''..... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے کیا معلوم۔ اسی سے پوچھو جا کر''...... نائلہ نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بات اس نے بھی کر دینی ہے کہ مجھے کیا معلوم۔ تم سے پوچھوں جا کر تو میں کیا کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''تم مجھے بخوبی جانتے ہو عمران۔ میں ہی سر سلطان کی بیٹی ہوں۔ نجانے یہ لڑکی کون ہے اور کیوں میرے میک اپ میں یہاں آئی ہے۔ تم اس کا میک اپ چیک کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا اصلی چہرہ تمہارے سامنے آ جائے گا اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون جھوٹ بول رہا ہے اور کون سچ''...... نائلہ نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ تو ثابت کرو کہ تم ہی اصلی نائلہ ہو پھر میں دوسری سے بھی جا کر پوچھ لوں گا''...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں بھی یقین نہیں ہے کہ میں ہی اصلی نائلہ ہوں۔ کیا تم بھی ممی اور ڈیڈی کی طرح مجھ پر شک کر رہے ہو"...... نائلہ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"حقیقت پرکھنے کے لئے تھوڑا بہت شک تو جائز ہی ہوتا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ کرو۔ تم بھی کرو شک۔ میں کر بھی کیا سکتی ہوں۔ مجھے تو یہی غم کھائے جا رہا ہے کہ اپنے گھر میں ہی میں پرائی ہو کر رہ گئی ہوں"...... نائلہ نے جذباتی لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی تھی۔

"تمہیں وہ سبق یاد ہے جو میں اور تم بچپن میں ایک ساتھ بیٹھ کر یاد کیا کرتے تھے"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سبق۔ کون سا سبق اور ہم نے کب ایک ساتھ بیٹھ کر کوئی سبق یاد کیا تھا"...... نائلہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہی الف انار بے بکری۔ جسے تم الف انال اور بے بکلی کہتی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے نانسنس۔ میں کب ہکلاتی تھی۔ میری زبان بچپن سے ہی صاف ہے"...... نائلہ نے جھلا کر کہا۔

"مطلب تمہیں یاد نہیں ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے سب کچھ یاد ہے نانسنس۔ کوئی ڈھنگ کا سوال کرو جو میرے اور تمہارے سوا کوئی نہ جانتا ہو تب تمہیں یقین آئے گا کہ میں ہی نائلہ ہوں"...... نائلہ نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس بے ڈھنگے معاملے میں اب میں ڈھنگ کا سوال کہاں سے لاؤں"...... عمران نے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو"...... نائلہ نے جھلا کر کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں وہ واقعہ یاد ہے جب تمہیں ایک بار اغوا کیا گیا تھا"...... عمران نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"ہاں۔ سب یاد ہے مجھے"...... نائلہ نے کہا۔

"تو بتاؤ کہ اغوا ہونے سے پہلے تم کہاں جا رہی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میں چناب کلب جا رہی تھی۔ راستے میں میری کار گھیر لی گئی تھی اور چند مسلح افراد نے مجھے گن پوائنٹ پر ایک بند باڈی کی وین میں ڈال دیا تھا"...... نائلہ نے جواب دیا۔

"تمہیں ان مسلح افراد سے کس نے بچایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"بلیک پرنس۔ ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ بلیک پرنس ہے اس نے ہی مجھے گھر پہنچایا تھا اور میرے ہاتھ ڈیڈی کے لئے سلام بھی بھیجا تھا"...... نائلہ نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ تمہیں تو واقعی سب کچھ یاد ہے۔ تمہاری یادداشت

واقعی بہت اچھی ہے کیونکہ بلیک پرنس والا واقعہ بے حد پرانا ہے“...... عمران نے اس کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو اب بھی کہو کہ میں اصلی نائلہ نہیں ہوں“...... نائلہ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ تم اصلی نہیں ہو۔ تم بھی اصلی ہو اور وہ بھی اصلی ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ بھی اصلی ہے۔ کیا مطلب۔ اگر وہ بھی اصلی ہے تو پھر نقلی کون ہے“...... نائلہ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہی تو معلوم کرنا ہے۔ اب میرے ایک اور سوال کا جواب دو۔ اس کے بعد تمہاری چھٹی“...... عمران نے کہا۔

”چھٹی۔ کیا مطلب۔ کس بات کی چھٹی“...... نائلہ نے چونک کر کہا۔

”مطلب تم سے سوال و جواب بند۔ باقی سوال میں نائلہ نمبر ۲ سے کروں گا“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو نائلہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”پوچھو۔ اب کیا پوچھنا باقی ہے“...... نائلہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

”جب تم اعلیٰ تعلیم کے لئے ایکریمیا روانہ ہونے والی تھی تمہارے ممی ڈیڈی کے ساتھ میرے ڈیڈی بھی موجود تھے۔ میں

ان کے ساتھ ہی آیا تھا اور میں نے تمہیں ایک چھوٹا سا تحفہ دیا تھا جسے دیکھ کر تم نے خاصا ناک منہ چڑھایا تھا۔ بتاؤ میں نے تمہیں کیا تحفہ دیا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”میں جانتی تھی۔ تم یہی سوال کرو گے اور تمہارے سوال کا جواب ہے میرے پاس۔ رکو ایک منٹ“...... نائلہ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑی اور بیڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے بیڈ کے نیچے سے ایک سوٹ کیس نکالا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر رکھ دیا اور پھر وہ سوٹ کیس کھول کر اس میں موجود سامان نکالنے لگی۔ کچھ دیر وہ سوٹ کیس میں ہاتھ مارتی رہی پھر وہ کوئی چیز نکال کر تیز تیز چلتی ہوئی عمران کی طرف آ گئی۔ اس نے مٹھی بند کر رکھی تھی۔

”یہ ہے تمہارا تحفہ“...... نائلہ نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مٹھی کھول کر عمران کے سامنے کر دی۔ اس کی ہتھیلی پر ایک پرانا سکہ تھا جو دس پیسے کا تھا۔ اسے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”مجھے یہ بھی یاد ہے۔ جب تم نے یہ سکہ میرے ہاتھ پر رکھا تو کہا اگر میں نے اسے کبھی خرچ نہ کیا تو یہ ہمیشہ میرے پاس رہے گا۔ دیکھ لو۔ میں نے اسے خرچ نہیں کیا ہے اور یہ اب بھی میرے پاس ہے“...... نائلہ نے تلخ لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی ہتھیلی سے سکہ اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا ابھی وہ سکے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے اپنے پیچھے کوئی چیز گرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ

تیزی سے پلٹا۔ اسی لمحے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور دھماکا ہوتے ہی
عمران کی آنکھوں کے سامنے یکلخت اندھیرا چھا گیا۔ عمران نے سر
جھٹک کر آنکھوں کے سامنے چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی
کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے اپنا دماغ اندھیرے میں ڈوبتا ہوا
محسوس ہوا اور پھر ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح فرش پر
گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے نائلہ کی تیز چیخنے
کی آواز سنی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بڑی سی میز کے پیچھے اونچی پشت کی
ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا ایک گینڈے نما آدمی بے اختیار چونک
پڑا۔ اس کے سامنے شراب کی ایک بڑی سی بوتل پڑی تھی جو آدھی
سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔ فون کی گھنٹی بجتے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا
اور میز پر رکھے ہوئے کئی رنگوں کے فون میں سے سفید رنگ کے
فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اس گینڈے نما آدمی نے حلق پھاڑ کر کہا جیسے اسے
فون کرنے والے پر شدید غصہ آ رہا ہو۔

''راڈنی کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کون راڈنی''...... گینڈے نما آدمی نے اور زیادہ گرجدار لہجے
میں کہا۔

''کارلس راڈنی کی بات کر رہا ہوں باس''...... دوسری طرف

سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا ہوا ہے اسے۔ کیا اسے کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔ کراؤ بات"...... باس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک لمحے کے لئے رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

"راڈنی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیوں کال کی ہے"...... باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آرام سے بات کرو بلیک۔ میں تمہارا غلام نہیں ہوں جن کے سامنے تم اس طرح دھاڑ کر بات کرتے ہو"...... دوسری طرف سے راڈنی کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"میں اسی طرح بات کرنے کا عادی ہوں نانسنس۔ تم مطلب کی بات کرو۔ کیوں کال کی ہے تم نے"...... بلیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے گرینڈ ماسٹر کو دھوکا دیا ہے بلیک اور گرینڈ ماسٹر دھوکا دینے والے کا انتہائی عبرتناک انجام کرتا ہے"...... راڈنی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"دھوکا۔ کیا مطلب۔ کیسا دھوکا۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں نے گرینڈ ماسٹر کو کون سا دھوکا دیا ہے"...... بلیک نے تیز انتہائی

غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں فون پر زیادہ بات نہیں کر سکتا اس لئے میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ وہیں بات ہو گی"...... راڈنی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک نے رسیور کان سے ہٹایا اور چند لمحے حیرت سے اسے گھورتا رہا پھر اس نے غصے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"کیا بول رہا تھا نانسنس۔ میں نے گرینڈ ماسٹر سے کون سا دھوکا کیا ہے۔ لگتا ہے اس احمق کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ نانسنس"...... بلیک نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی بوتل اٹھائی اور اسے منہ سے لگا لیا۔ اس نے بوتل منہ سے تب ہٹائی جب شراب کا ایک ایک قطرہ اس کے حلق میں اتر گیا۔ خالی بوتل اس نے سائیڈ میں رکھ دی اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں اپنا سر کرسی کی پشت پر ٹکایا اور ریلیکس موڈ میں آنکھیں بند کر لیں۔ دس منٹ کے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"یس۔ کم ان"...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے اور کسرتی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کے چہرے پر زخموں کے بے شمار پرانے نشان تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔

"تم"...... بلیک نے اسے دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیوں مجھے دیکھ کر ڈر گئے ہو کیا“...... نوجوان نے اسے درشت نظروں سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”نانسنس۔ تم کوئی خلائی مخلوق نہیں ہو جس سے میں ڈر جاؤں اور بلیک نے ڈرنا نہیں صرف ڈرانا ہی سیکھا ہے۔ ایکریمیا میں بلیک کا نام ڈر اور دہشت کی علامت ہے“...... بلیک نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔ نوجوان آگے بڑھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں بلیک کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں۔

”گرینڈ ماسٹر کے سامنے بلیک کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بلیک جیسی بے شمار تنظیمیں گرینڈ ماسٹر کے انڈر کام کرتی ہیں اور اس سے خوف زدہ رہتی ہیں“...... نوجوان نے کہا۔

”لیکن ان تنظیموں میں تم بلیک کو شامل نہیں کر سکتے راڈنی۔ تم جانتے ہو کہ بلیک اپنے قوت بازو پر بھروسہ کرتی ہے اور اس نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر ایکریمیا کی زیر زمین دنیا میں اپنا نام بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کے بھی بڑے بڑے کام بلیک سے ہی کرائے جاتے ہیں“...... بلیک نے کہا۔

”جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ گرینڈ ماسٹر دوسری تمام تنظیموں سے کہیں بڑھ کر تمہیں فوقیت دیتی ہے بلیک۔ گرینڈ ماسٹر تم سے جو بھی کام لیتی ہے اس کا تمہیں بھرپور معاوضہ بھی ادا کیا جاتا ہے جو تمہارے بتائے ہوئے معاوضے سے

دوگنا ہوتا ہے۔ اس لئے تمہارا بھی فرض ہے کہ تم گرینڈ ماسٹر کے لئے جو بھی کام کرو۔ پوری دیانتداری اور ایمانداری سے کرو اور گرینڈ ماسٹر کے اعتماد کو کسی بھی صورت میں ٹھیس نہ پہنچاؤ کیونکہ گرینڈ ماسٹر کے اعتماد کو جو ٹھیس پہنچاتا ہے یا اسے دھوکا دیتا ہے اس کی منزل موت ہوتی ہے۔ بھیانک موت“...... راڈنی نے کہا۔

”ہونہہ۔ فضول باتیں مت کرو اور یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے اور تم نے فون پر کیا کہا تھا کہ میں نے گرینڈ ماسٹر کو دھوکا دیا ہے۔ کس دھوکے کی بات کی تھی تم نے۔ بولو“...... بلیک نے سر جھٹک کر انتہائی جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سلاسکا فارمولا“...... راڈنی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”سلاسکا فارمولا۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے سلاسکا فارمولے کو میں نے وہ نوٹ بک تمہیں دے تو دی تھی جس میں فارمولا موجود ہے“...... بلیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ اصلی نوٹ بک نہیں ہے بلیک“...... راڈنی نے غرا کر کہا تو بلیک بری طرح سے چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کون سی نوٹ بک اصلی نہیں ہے“۔ بلیک نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”جس میں سلاسکا فارمولا درج تھا“...... راڈنی نے اسی انداز میں کہا تو بلیک کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ مجھے مارکو نے جو نوٹ بک لا کر دی تھی میں نے وہی تمہارے حوالے کر دی تھی پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی نوٹ بک ہو اور اس میں سلاسکا فارمولا درج نہ ہو“...... بلیک نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہ میں نہیں جانتا۔ نوٹ بک کوڈ میں ہے۔ گرینڈ ماسٹر نے نوٹ بک کو ڈی کوڈ کرا لیا ہے لیکن اس میں سلاسکا فارمولا نہیں ہے“...... راڈنی نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو کیا درج ہے اس نوٹ بک میں“...... اس بار بلیک نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”نوٹ بک پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر اسرار عالم کی ہی ہے۔ اس میں اس نے ان فارمولوں کے حوالے لکھے ہیں جن پر وہ کام کرتا آیا تھا۔ نوٹ بک میں اس کی ایجادات کا ذکر ہے۔ اس میں کوئی فارمولا درج نہیں ہے“...... راڈنی نے کہا۔

”اوہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ نوٹ بک ڈیکوزے کے پاس تھی جسے اس نے انتہائی محفوظ جگہ چھپایا ہوا تھا۔ یہ نوٹ بک اسے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر اسرار کے بیٹے نے چوری کر کے لا کر دی تھی اور اس نے ڈیکوزے کو یہی بتایا تھا کہ نوٹ بک میں ڈبل ون فارمولا ہے جسے کوڈ میں سلاسکا کہا جاتا ہے“...... بلیک نے کہا۔

”نہیں۔ نوٹ بک میں سلاسکا نامی فارمولا نہیں ہے۔ یہ وہ

نوٹ بک نہیں ہے جس کی گرینڈ ماسٹر کو ضرورت تھی“...... راڈنی نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈیکوزے کے ساتھ پاکیشیائی سائنس دان کے بیٹے نے دھوکا کیا تھا اور اسے سلاسکا فارمولے کی بجائے کوڈ میں لکھی ہوئی دوسری نوٹ بک لا کر دے دی تھی جسے ڈیکوزے نے سلاسکا فارمولے کی نوٹ بک سمجھ کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا“...... بلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ممکن ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصل فارمولے والی نوٹ بک تمہارے پاس ہو اور تم نے جان بوجھ کر گرینڈ ماسٹر سے مزید دولت حاصل کرنے کے لئے نقلی نوٹ بک دے دی ہو“...... راڈنی نے کہا تو بلیک کا چہرہ غصے سے بگڑتا چلا گیا۔

”یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں بلیک کا چیف ہوں اور بلیک اپنا جو بھی کام کرتا ہے انتہائی ایمانداری اور دیانتداری سے کرتا ہے۔ میں نے تمہیں وہی نوٹ بک دی تھی جو مجھے پاکیشیا سے میرے آدمیوں مارکو اور سکاز نے لا کر دی تھی سمجھے تم“۔ بلیک نے گرجتے ہوئے کہا۔

”میں یہاں کچھ سمجھنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلیک بلکہ سمجھانے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے دی ہوئی تمہاری نوٹ بک جعلی ہے۔ یہ نوٹ بک تم اپنے پاس رکھو اور ہمیں وہ نوٹ بک دو جس میں سلاسکا فارمولا موجود ہے۔ گرینڈ ماسٹر نے تمہیں سلاسکا فارمولے

کے لئے تمہاری ڈیمانڈ سے بڑھ کر معاوضہ دیا تھا۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم گرینڈ ماسٹر کو وہی چیز لا کر دو جس کے لئے معاوضہ دیا گیا ہے“...... راڈنی نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک نوٹ بک نکال کر بلیک کے سامنے میز پر پھینک دی۔ بلیک چند لمحے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے نوٹ بک اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔

”ہاں۔ یہ وہی نوٹ بک ہے جو میں نے تمہیں دی تھی اور یہی نوٹ بک مجھے مارکو نے دی تھی“...... بلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مارکو کو بلاؤ اور اس سے پوچھو کہ یہ نوٹ بک اس نے کہاں سے لی ہے اور سلاسکا فارمولے والی نوٹ بک کہاں ہے“۔ راڈنی نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں بلاتا ہوں اسے“...... بلیک نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھایا اور میز کی سائیڈ پر پڑے انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”مارکو کو کال کرو اور اس سے کہو کہ سکاز کو لے کر فوراً میرے آفس پہنچے۔ اٹ از موسٹ ارجنٹ“...... بلیک نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اور میرے آفس میں بلیک سکاچ کی دو فل بوتلیں بھیج دو“۔ بلیک نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک نے انٹرکام آف کر دیا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ اس معاملے میں کہاں غلطی ہوئی ہو گی۔ کیا مارکو نے نوٹ بک بدلی ہے یا پھر اسے پاکیشیا سے جو نوٹ بک ملی ہے وہی جعلی ہے“...... راڈنی نے بلیک کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مارکو میرا اعتماد کا آدمی ہے۔ وہ مجھے دھوکا دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس نے مجھے وہی نوٹ بک لا کر دی ہے جو اسے ڈیکوزے کی چھپائی ہوئی جگہ سے ملی تھی۔ یہ لازماً اسی سائنس دان کے بیٹے کا چکر ہو گا۔ ڈیکوزے سائنس کی ابجد سے بھی واقف نہیں تھا۔ اسے ایک کوڈ نوٹ بک دے دی گئی ہو گی جسے اس نے فارمولا سمجھ لیا ہو گا اور ڈیکوزے نے اسے ہی اصلی فارمولے والی نوٹ بک سمجھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا ہو گا“...... بلیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہوا ہے تو بہت برا ہو گا“...... راڈنی نے کہا۔

”کیوں۔ کیا برا ہو گا۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں

نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی۔ اب اگر ڈیکوزے ۔
پاس اصل نوٹ بک نہیں آئی تھی تو اس میں، میں کیا کر س
ہوں''...... بلیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گرینڈ ماسٹر نے تم سے سلاسکا فارمولے کے حصول کا معا
کیا تھا جس کی تمہیں پوری پے منٹ کر دی گئی تھی۔ اب اگر گر
ماسٹر کو سلاسکا فارمولا نہ ملا تو پھر تمہیں وہ ساری پے منٹ وا
کرنی پڑے گی''...... راڈنی نے کہا تو بلیک نے غصے اور پر
سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو''...... بلیک نے اسے
نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم جانتے ہو کہ گرینڈ ماسٹر تمہارے ساتھ کیا کرے
تمہاری تنظیم یوں ہوا میں غائب ہو جائے گی کہ کسی کو اس کا ن
تک نہیں ملے گا''...... راڈنی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہ
کہا تو بلیک غرا کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ بلیک ہر کام ایمانداری سے کرتا ہے۔ میں نے
ماسٹر سے واقعی سلاسکا فارمولے کا سودا کیا تھا۔ اگر میں گرینڈ
تک سلاسکا فارمولا نہیں پہنچا سکا ہوں تو یہ میری غلطی ہے ا
اس غلطی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے گرینڈ
کہے گا تو میں اس سے لی ہوئی ساری رقم اسے واپس کر دو
اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ میرا اصول بھی ہے

کام کے لئے رقم لی جائے اسے پورا کیا جائے ورنہ رقم واپس کر
کے معذرت کر لی جائے''...... بلیک نے کہا۔

''گڈ شو۔ تمہاری اسی اصول پسندی کو گرینڈ ماسٹر پسند کرتا ہے
اسی لئے گرینڈ ماسٹر کے زیادہ تر کام بلیک سے ہی لئے جاتے ہیں
اور گرینڈ ماسٹر بھی بلیک کو ہر کام کا اس کی توقع سے بڑھ کر معاوضہ
دیتا ہے''...... راڈنی نے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا
تو بلیک کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی
بجی تو بلیک نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... بلیک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مارکو اور سکاز ٹریس نہیں ہو رہے ہیں باس۔ ان دونوں کے
سیل فون آف ہیں''...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری
نے کہا تو بلیک بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ان دونوں کے سیل فون بند ہیں۔ لیکن
کیوں''...... بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا باس۔ میں نے بلیکی کو ان کے ٹھکانوں پر بھیج
دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں فلیٹ میں شراب پی کر پڑے
ہوئے ہوں اور انہوں نے سیل فون آف کر دیئے ہوں''...... پی
اے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بلیکی سے کہو کہ وہ دونوں ملیں تو انہیں لے کر
فوری طور پر میرے آفس میں آ جائے''...... بلیک نے کہا۔

"یس باس"...... پی اے نے کہا اور بلیک نے انٹرکام آف کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مارکو اور سکاز سے معلومات حاصل کرو۔ اگر انہیں اصلی نوٹ بک کا معلوم ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سلسلے میں گرینڈ ماسٹر تم سے خود ہی بات کر لے گا"...... راڈنی نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے تمہارے لئے سپیشل بلیک سکاچ منگوائی ہے"...... بلیک نے کہا۔

"پھر کبھی سہی۔ ابھی مجھے جا کر گرینڈ ماسٹر کو رپورٹ کرنی ہے۔ اس نے مجھے یہ نوٹ بک تمہارے پاس پہنچانے کا حکم دیا تھا جو میں نے پورا کر دیا ہے"...... راڈنی نے کہا تو بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور راڈنی مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کو ہوش آیا تو وہ ایک بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے سرہانے کے پاس سر سلطان موجود تھے جو اس کی جانب انتہائی تشویش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا ہے عمران بیٹے۔ ورنہ میں تمہارے لئے بے حد پریشان تھا"...... اسے ہوش میں آتے دیکھ کر سر سلطان نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا مجھے"...... عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں نائلہ کے کمرے میں گئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ میں اور بیگم کافی دیر تمہارا انتظار کرتے رہے پھر ہم دونوں یہاں آئے تو کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ہم اندر داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر گھبرا گئے کہ تم اور نائلہ فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہو۔ ہم نے فوری طور پر تمہیں اٹھایا اور الگ الگ کمروں میں لے جا کر بیڈ پر ڈال

دیا۔ میں نے تمہیں اور نائلہ کو ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن تم دونوں کو کسی بھی طرح ہوش نہیں آ رہا تھا۔ اب میں نے اپنے فیملی ڈاکٹر کو فون کیا ہے۔ وہ آنے ہی والا ہے“...... سر سلطان نے کہا۔

”کیا نائلہ ون کو ابھی تک ہوش نہیں آیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ ابھی تک بے ہوش ہی ہے۔ اس کے پاس اس کی ماں موجود ہے“...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اور دوسری لڑکی۔ میرا مطلب ہے نائلہ نمبر ٹو“...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”وہ چلی گئی ہے“...... سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”چلی گئی ہے۔ کیا مطلب۔ کہاں چلی گئی ہے وہ اور آپ نے اسے کیوں جانے دیا یہ معلوم کئے بغیر کہ وہ کون ہے اور یہاں کس مقصد کے لئے آئی تھی“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا ایک مقصد تھا جو اس نے پورا کر لیا ہے۔ مقصد پورا ہونے کے بعد وہ بھلا یہاں کیسے رک سکتی تھی“...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ سمجھا نہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب میں تم دونوں کو دیکھنے کے لئے یہاں آیا تھا تو پہلے میں

نے دوسرے کمرے میں جا کر دوسری لڑکی کو دیکھا تھا لیکن وہ کمرے میں نہیں تھی۔ میں نے ملازموں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ باہر لان میں ٹہل رہی تھی کہ کال بیل بجی تو وہ خود باہر گئی تھی۔ باہر ایک کوریئر سروس والا آیا تھا۔ اس نے کوریئر سروس سے دستخط کر کے ایک پیکٹ وصول کیا اور پھر اندر آ کر اس نے تمہاری آنٹی کی کار لی اور یہاں سے نکل گئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نائلہ کے میک اپ میں اسی لئے یہاں آئی تھی کہ وہ کوریئر سروس کے ذریعے یہاں آنے والا پیکٹ وصول کر سکے جو اسے شاید نائلہ کے دستخط کرنے پر ہی مل سکتا تھا۔ جیسے ہی اسے پیکٹ ملا اس نے یہاں سے نکلنے میں دیر نہیں لگائی“...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ پیکٹ نائلہ کے لئے آیا تھا“...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ گیٹ پر موجود گارڈ نے بتایا ہے کہ اس نے اپنا تعارف نائلہ سلطان کے طور پر ہی کرایا تھا۔ جس پر کوریئر سروس والے نے ایک فارم پر اس کے دستخط لئے تھے اور پھر وہ اسے ایک پیکٹ دے کر چلا گیا تھا۔ گارڈ کے کہنے کے مطابق پیکٹ پا کر وہ بے حد خوش نظر آ رہی تھی اور اس نے ایک لمحے کے لئے بھی رکنے کی کوشش نہیں کی تھی“...... سر سلطان نے کہا۔

”جب آپ کو اس بات کا پتہ نہیں تھا کہ ان میں سے کون سی

آپ کی بیٹی ہے اور کون سی نہیں تو پھر آپ نے اسے پیکٹ کیوں لینے دیا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اس نے یہ کام پوری پلاننگ سے کیا ہے اسے پہلے سے معلوم تھا کہ کب کوریئر سروس والا آئے گا۔ اسی لئے وہ پہلے سے ہی لان میں اس کا انتظار کر رہی تھی''...... سر سلطان نے کہا۔

''اور اس پیکٹ کو حاصل کرنے کے لئے اس نے مجھے اور نائلہ کو بے ہوش کر دیا تھا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم دونوں کو اس لڑکی نے بے ہوش کیا تھا''...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نائلہ سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک کمرے میں کوئی چیز آ کر گری۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھتا کمرے میں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے میرا دماغ ماؤف ہو گیا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔ شاید اسے خطرہ تھا کہ مجھے اس کی اصلیت کا پتہ چل جائے گا اس لئے اس نے مجھے بات کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا اور کمرے میں بے ہوشی کی گیس والا بم پھینک کر نکل گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر وہ نائلہ کے میک اپ میں نہ ہوتی تو میں کبھی اسے اپنی کوٹھی میں گھسنے نہ دیتا''...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیکن اس پیکٹ میں تھا کیا جسے اس نے کوریئر سروس والے

سے وصول کیا تھا۔ کس نے بھیجا تھا وہ پیکٹ''...... عمران نے کہا۔

''اس بات کا جواب تو اب نائلہ ہی دے سکتی ہے۔ اسے ہوش آ جائے تو پوچھ لینا اس سے''...... سر سلطان نے کہا۔

''پہلے مجھے یہ دیکھنا ہو گا کہ وہ تھی کون اور اس پیکٹ میں ایسا کیا تھا جس کے لئے اس نے اتنا لمبا چوڑا چکر چلایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''کیسے معلوم کرو گے کہ وہ کون تھی اور پیکٹ میں کیا تھا''۔ سر سلطان نے پوچھا۔

''آپ نے بتایا ہے کہ وہ آنٹی کی کار لے گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ وہی سلور کلر کی کار ہے جو تمہاری آنٹی کی پسندیدہ ہے اور اس کار کو وہ کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتی''...... سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کار لے کر کہاں تک جاتی ہے''...... عمران نے کہا اور فوراً بیڈ سے اتر آیا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس باس۔ ٹائیگر سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سنو ٹائیگر۔ تمہیں فوری طور پر شہر میں سلور کلر کی ایک کار تلاش کرنی ہے۔ یہ کار سر سلطان کی بیگم کی ہے جسے ایک لڑکی لے

گئی ہے۔ میں تمہیں کار کا نمبر بتا دیتا ہوں۔ اسے فوری طور پر ٹریس کرو اور پتہ کرو کہ وہ لڑکی کون تھی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ٹائیگر کو سر سلطان کی رہائش گاہ میں آنے والی دوسری نائلہ کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''یس باس۔ میں تلاش کرتا ہوں اسے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کرو''...... عمران نے کہا پھر اس نے کان سے سیل فون ہٹایا اور سر سلطان کی طرف دیکھنے لگا۔

''کس کوریئر سروس سے آپ کی رہائش گاہ پر پیکٹ ڈلیور کیا گیا تھا''...... عمران نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''مجھے معلوم تھا کہ تم یہ سوال ضرور کرو گے اس لئے میں نے گارڈ سے پوچھ لیا تھا۔ نائٹ ایگل کوریئر سروس کا نمائندہ آیا تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

''سر سلطان کے گھر نائٹ ایگل کوریئر سروس سے ایک پیکٹ ڈلیور کیا گیا ہے۔ پتہ لگاؤ کہ یہ پیکٹ کس نے بھیجا تھا اور کہاں سے بک کرایا گیا تھا''...... عمران نے سیل فون کان سے لگا کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں معلوم کر کے آپ کو کال کرتا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''آئیں۔ اب نائلہ کو دیکھ لیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسے ہوش آ گیا

ہو''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں کمرے سے نکل کر دائیں طرف دوسرے کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کمرے میں نائلہ اور اس کی ماں موجود تھی۔ نائلہ ہوش میں تھی اور انتہائی پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

''شکر ہے تمہیں بھی ہوش آ گیا''...... سر سلطان نے نائلہ کو ہوش میں دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے لئے شکر کیوں کر رہے ہیں آپ۔ جبکہ آپ کو اس بات کا یقین ہی نہیں ہے کہ میں ہی آپ کی بیٹی ہوں''...... نائلہ نے غصیلے لہجے میں کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ایسی بات نہیں ہے بیٹی۔ حالات نے ہمیں کنفیوژ کر دیا تھا۔ تم خود ہی سوچو کہ جو سچویشن تھی اس میں ہم بھلا کیا کر سکتے تھے۔ وہ تمہارے روپ میں تھی۔ اس کی آواز تم جیسی تھی اور وہ تمہاری طرح ہر بات جانتی تھی جیسے اس میں اور تم میں معمولی سا بھی فرق نہ ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''تو اب آپ کیسے مجھ پر یقین کر رہے ہیں کہ میں آپ کی ہی بیٹی ہوں اور وہ نہیں''...... نائلہ نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''اس کی اصلیت سامنے آ چکی ہے''...... بیگم سلطان نے کہا تو نائلہ چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگی۔

''اصلیت۔ کیا مطلب۔ کیا اصلیت سامنے آئی ہے اس کی''۔ نائلہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ سب تمہیں بعد میں بتایا جائے گا پہلے تم بتاؤ کہ یہ سب چکر ہے کیا"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"چکر۔ کیسا چکر"...... نائلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کوریئر سے ایک پیکٹ بھیجا گیا تھا۔ کیا تم جانتی ہو کہ پیکٹ کس نے بھیجا تھا اور اس میں کیا تھا"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔

"کوریئر۔ پیکٹ۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھی نہیں"...... نائلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں کو بے ہوش کرنے کے بعد تمہاری ہمشکل لڑکی لان میں جا کر ٹہلنے لگی۔ کچھ دیر کے بعد باہر نائٹ ایگل کوریئر سروس کا نمائندہ آیا تو اس نے اس سے تمہارے دستخط کر کے پیکٹ وصول کیا اور پھر وہ پیکٹ سمیت تمہاری ماں کی کار لے کر چلی گئی"...... سر سلطان نے کہا۔

"کیا کہا۔ وہ بدبخت کار لے کر بھاگ گئی ہے۔ کہاں گئی ہے وہ۔ میں اس کا خون پی جاؤں گی"...... نائلہ نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"جب وہ مل جائے گی تو میں خود تمہیں اس کی رگوں سے خون کا گلاس بھر کر دے دوں گا۔ جی بھر کر پی لینا اس کا خون۔ اس پیکٹ کے بارے میں بتاؤ اگر تمہیں کچھ معلوم ہے تو"...... عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ کہیں وہ پیکٹ مجھے رخشندہ عالم نے تو نہیں بھیجا تھا"...... نائلہ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"کون رخشندہ عالم"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ میری فرینڈ ہے۔ ایکریمین یونیورسٹی میں وہ میری کلاس فیلو ہے۔ میرا چونکہ اچانک پاکیشیا آنے کا پروگرام بن گیا تھا اس لئے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں پاکیشیا جا رہی ہوں تو میں اس کا بھی ایک کام کر دوں۔ وہ مجھے ایک پیکٹ دینا چاہتی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ میں اس سے پیکٹ لے کر اپنے ڈیڈی کو دے دوں۔ اس پیکٹ میں ان کے لئے ایک اہم راز ہے۔ میں نے اس سے راز کے بارے میں پوچھنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ میں بھی خاموش ہو گئی۔ وہ ونگٹن سے دور کسی اور علاقے میں گئی ہوئی تھی اس لئے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ پیکٹ مجھے ایئر پورٹ پر پہنچا دے گی۔ ایئر پورٹ پر میں نے اس کا بہت انتظار کیا لیکن وہ نہیں آئی۔ جب میری فلائٹ روانہ ہوئی تو اس نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ ٹریفک میں پھنس گئی تھی اس لئے اسے ایئر پورٹ پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی۔ پیکٹ اس کے پاس تھا۔ وہ پیکٹ ہر صورت میں ڈیڈی کو دینا چاہتی تھی اس لئے اس نے مجھے بتایا کہ اس نے پیکٹ سپیشل کوریئر کے ذریعے میرے نام کوٹھی

پر بھیج دیا ہے۔ میرے پہنچنے تک پیکٹ بھی پہنچ جائے گا اور میں پیکٹ وصول کر کے اسے ڈیڈی کو دے دوں''...... نائلہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا نام بتایا تھا تم نے اپنی فرینڈ کا''...... عمران نے پوچھا جو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

''رخشندہ عالم''...... نائلہ نے کہا۔

''یہ نام کچھ سنا ہوا سا لگ رہا ہے۔ تم اس کے ڈیڈی کا نا جانتی ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے باپ کا نام ڈاکٹر اسرار عالم تھا۔ وہ پاکیشیا کے ایک معروف سائنس دان تھے''...... نائلہ نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو یہ اسی ڈاکٹر اسرار عالم کی بیٹی ہے جنہیں اس کا سمیت بم سے اُڑا دیا گیا تھا جس میں ان کے بیٹے فرقان عالم لاش پڑی ہوئی تھی''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ فرقان، رخشندہ عالم کا بھائی تھا جسے بیچ سڑک پ نامعلوم افراد نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اور جب ڈاکٹر اسر عالم اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے وہاں پہنچے تو فرقان عالم کی کار دھما سے تباہ ہو گئی تھی اور ڈاکٹر اسرار عالم بھی ہلاک ہو گئے تھ رخشندہ ان دنوں پاکیشیا میں ہی تھی۔ اپنے باپ اور بھائی کی مو کا اسے شدید غم تھا۔ وہ کئی ماہ تک فرسٹریشن کا شکار رہی تھی۔ ا کے عزیز رشتہ داروں نے اسے اپنے ساتھ لے جانے کی ب

کوشش کی لیکن رخشندہ کہیں نہیں جانا چاہتی تھی۔ پھر اس نے اپنے ڈیڈی کی خواہش پوری کرنے کے لئے ایکریمیا جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا اور پھر وہ سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر ایکریمیا پہنچ گئی۔ وہیں اس سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی اور ہماری فرینڈشپ ہوئی تھی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی انتہائی کلوز فرینڈز بن گئی تھیں اور اب بھی ہیں''...... نائلہ نے کہا۔

''تو کیا کبھی اس نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ اس کے باپ اور بھائی کو کس نے ہلاک کیا تھا اور ان کی ہلاکت کی وجہ کیا تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس بارے میں وہ کم ہی بات کرتی تھی۔ لیکن اسے دیکھ کر مجھے بعض اوقات ایسا ضرور لگتا تھا جیسے وہ دل میں کوئی بہت بڑا راز چھپائے ہوئے ہے''...... نائلہ نے کہا۔

''تو تم نے وہ راز معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی''...... عمران نے پوچھا۔

''بہت کوشش کی تھی لیکن وہ کچھ نہیں بتاتی تھی''...... نائلہ نے کہا۔

سر سلطان کو، میرا مطلب ہے تمہارے ڈیڈی کو وہ جو پیکٹ دینا چاہتی تھی کیا اس کے بارے میں اس نے پہلے تم سے کوئی بات کی تھی''...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''نہیں۔ اس بارے میں اس نے مجھ سے کبھی کوئی بات نہیں کی

تھی لیکن وہ اکثر مجھ سے ڈیڈی کے بارے میں پوچھتی رہتی تھی کہ میرے ڈیڈی کیا کرتے ہیں اور کس سرکاری عہدے پر فائز ہیں اور ان کی حکومت میں کس حد تک قدر و منزلت ہے''...... نائلہ نے کہا۔

''تم نے اس سے وجہ نہیں پوچھی کہ وہ تمہارے ڈیڈی کے بارے میں یہ سب کیوں پوچھتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا ضرورت تھی۔ وہ اپنے ڈیڈی کے بارے میں بتاتی تھی اور میرے ڈیڈی کے بارے میں پوچھتی تھی اور میں نے کہا تو ہے کہ ہم ایک دوسرے کی کلوز فرینڈز تھیں اس لئے ہم ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کرتی تھیں''...... نائلہ نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن پیکٹ والی بات تو اس نے تم سے شیئر نہیں کی''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ واقعی میرے لئے حیرت انگیز بات ہے۔ وہ مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتی تھی لیکن......'' نائلہ نے کہا۔

''اس کا فون نمبر ہے تمہارے پاس''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... نائلہ نے اسے گھور کر کہا۔

''اس سے بات کروں گا۔ وہ بے چاری اکیلی ہے نہ اس کا باپ ہے اور نہ بھائی۔ ایسے میں اس نیک خاتون کو کسی نیک آدمی کے سہارے کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا تم اس کا سہارا بنو گے''...... نائلہ نے اسے گھور کر کہا۔

''تو کیا حرج ہے''...... عمران نے کہا۔

''اپنی شکل دیکھی ہے تم نے کبھی آئینے میں۔ وہ حور ہے حور۔ اس کے سامنے تم لنگور ہی لگو گے''...... نائلہ نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''جب ایک حور لنگور کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دے تو لنگور کو دوسری حور کے پہلو میں بیٹھنے کی کوشش تو کرنی ہی چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے تمہیں کب اپنے قریب آنے سے منع کیا ہے''...... نائلہ نے تیز لہجے میں کہا۔ عمران کی بات سن کر اس کا چہرہ یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ نائلہ بھی ان لڑکیوں میں سے تھی جو عمران کو پسند کرتی تھیں لیکن اسے بھی عمران کا پتہ تھا کہ عمران اس معاملے میں قطعی طور پر پتھر دل واقع ہوا ہے۔ وہ ان سب جھمیلوں سے دور رہنا ہی پسند کرتا تھا۔

''عمران پلیز۔ یہ میری بیٹی ہے''...... سر سلطان نے نائلہ کے چہرے پر شگفتگی کے تاثرات نمایاں ہوتے دیکھ کر عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''تو میں نے کب کہا ہے کہ یہ میری بیٹی ہے۔ میں اس کا بھائی بھی تو ہو سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس نے بھی نائلہ کے چہرے کا رنگ دیکھ لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ نائلہ کی سوچ کسی اور طرف چلی جاتی عمران نے فوراً بات کرنے کا انداز بدل دیا۔ بھائی

کا سن کر نائلہ کے چہرے پر بکھرا ہوا رنگ بدل گیا اور اس کی آنکھوں کی چمک یکلخت مفقود سی ہو کر رہ گئی۔

''عمران نے تم سے رخشندہ کا نمبر مانگا ہے۔ اسے نمبر دو تاکہ اس سے بات کی جا سکے کہ اس نے پیکٹ میں میرے لئے کیا بھیجا تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

''اسے رخشندہ سے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں آپ کو نمبر دے دیتی ہوں۔ آپ خود اس سے بات کر لیں''...... نائلہ نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے بتاؤ نمبر۔ میں بات کرتا ہوں''...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو نائلہ نے اپنے سرہانے کے نیچے سے اپنا سیل فون نکالا اور اس میں سے رخشندہ کا نمبر دیکھ کر سر سلطان کو بتا دیا۔

''او کے۔ اب تم ریسٹ کرو۔ میں پھر آؤں گا''...... عمران نے کہا تو نائلہ نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

''اس کا دھیان رکھنا۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ آؤ عمران''...... سر سلطان نے پہلے اپنی بیگم اور پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ عمران کے ساتھ تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

''کیا چکر ہو سکتا ہے''...... سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کوئی بڑا گہرا چکر ہے۔ رخشندہ عالم، ڈاکٹر اسرار عالم کی بیٹی

ہے اور یہ وہی سائنس دان ہیں جنہوں نے ایک اہم ایجاد کی تھی اور اسے ڈبل ون کا نام دیا تھا۔ ان کی ہلاکت کے بعد سے وہ فارمولا بھی غائب ہے جسے آج تک تلاش نہیں کیا جا سکا''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ ڈبل ون ماسٹر بلاسٹر کا فارمولا تھا جس کے تحت ڈاکٹر اسرار عالم پاکیشیا کے لئے ایک ایسا بم بنا رہے تھے جس کی طاقت ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے بھی بڑھ کر تھی۔ اگر پاکیشیا یہ بم ایجاد کر لیتا تو اس بم کے سامنے ایٹم اور ہائیڈروجن بموں کی کوئی حیثیت نہ رہ جاتی اور پاکیشیا دفاعی لحاظ سے انتہائی طاقتور ملک بن جاتا۔ اس بم کے سامنے سپر پاورز ممالک کی بھی کوئی حیثیت باقی نہ رہ جاتی اور پاکیشیا سپریم پاور بن جاتا لیکن افسوس ایسا نہیں ہو سکا۔ ماسٹر بلاسٹر کی ایجاد سے پہلے ہی اس کا موجد ہلاک کر دیا گیا اور اس کا فارمولا بھی اُڑا لیا گیا''...... سر سلطان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''اس فارمولے کی تلاش کے لئے حکومتی سطح پر ملٹری انٹیلی جنس کو آگے کیا گیا تھا۔ اگر ہمیں کوشش کرنے دی گئی ہوتی تو اب تک ہم فارمولا حاصل کر کے لا چکے ہوتے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ڈاکٹر اسرار عالم اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل وجاہت کا آپس میں خون کا رشتہ تھا۔ ڈاکٹر اسرار عالم، کرنل وجاہت کے

بڑے بھائی تھے اس لئے انہوں نے سپیشل طور پر حکومت سے اس کیس کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اس لئے یہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا تھا''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال۔ ملٹری انٹیلی جنس اب تک اس کیس کو حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ کرنل وجاہت نہ تو ڈاکٹر اسرار عالم اور ان کے بیٹے فرقان عالم کے قاتلوں کا کوئی سراغ لگا سکے ہیں اور نہ ہی انہیں ڈبل ون فارمولا ملا ہے''...... عمران نے کہا۔

''چھوڑو ان باتوں کو۔ اس لڑکی کے بارے میں سوچو جو نائلہ کے روپ میں یہاں آئی تھی اور کوریئر سروس سے پیکٹ لے گئی ہے۔ کیا وہ محض کوریئر سروس سے پیکٹ وصول کرنے کے لئے ہی یہاں نائلہ کے روپ میں آئی تھی''...... سر سلطان نے کہا۔

''بظاہر تو یہی معلوم ہو رہا ہے۔ اس پیکٹ کی حقیقت کیا ہے۔ جب اس کا پتہ چلے گا تب ہی اس پیکٹ کی اہمیت کا اندازہ ہو گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو پھر نائلہ کی فرینڈ کو تم کال کرو گے یا میں کروں''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''آپ کر لیں''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے سیل فون نکال کر نائلہ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگے۔ دوسری طرف سے سیل فون بند تھا۔

''اس کا سیل فون تو آف ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''پھر کوشش کریں''...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگے۔ چند لمحے وہ سیل فون کان سے لگائے سنتے رہے پھر انہوں نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''آف ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''نائلہ سے اس کی یونیورسٹی کا نمبر معلوم کریں۔ جس ڈیپارٹمنٹ میں وہ پڑھتی تھی اس کا بھی پوچھیں اور جس ہاسٹل میں وہ ایک ساتھ رہتی ہیں اس کا بھی نمبر لے لیں۔ کہیں نہ کہیں تو رخشندہ بی بی مل ہی جائے گی''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور پلٹ کر ایک بار پھر اس کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں نائلہ موجود تھی۔ سر سلطان کے جانے کے بعد عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ اس لان کی طرف آ گیا جہاں نائلہ کوریئر سروس کے نمائندے کے انتظار میں بے چینی سے ٹہلتی رہی تھی۔

عمران کی نظریں گراسی پلاٹ کی گھاس پر جمی ہوئی تھیں اور وہ گہری نظروں سے گھاس کا جائزہ لے رہا تھا۔ گھاس صاف تھی اسے وہاں کوئی قابل ذکر چیز دکھائی نہ دی۔ تھوڑی دیر میں سر سلطان وہاں آ گئے۔ ان کے چہرے پر حد درجہ پریشانی کے تاثرات تھے۔

''بری خبر ہے''...... سر سلطان نے عمران کے نزدیک آتے

ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''نائلہ نے ہاسٹل میں موجود اپنی ایک اور فرینڈ کو کال کی ہے۔ اس کا نام ریحانہ ملک ہے۔ اس نے ایک حیرت انگیز اطلاع دی ہے کہ جس روز رخشندہ، نائلہ کو ایئر پورٹ پر نہ ملنے کے بعد ایئر پورٹ سے واپس آ رہی تھی تو اس کی کار کو راستے میں کچھ افراد نے گھیر لیا تھا اور پھر وہ اسے گن پوائنٹ پر زبردستی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ریحانہ بھی اس وقت رخشندہ کے ساتھ تھی۔ بدمعاشوں نے ریحانہ کے سر پر پسٹل کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ جب ریحانہ کو ہوش آیا تو وہ ہسپتال میں تھی جبکہ رخشندہ کا کچھ پتہ نہیں تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

''تو کیا متعلقہ پولیس نے رخشندہ کی تلاش کے لئے کچھ نہیں کیا اور وہ ابھی تک غائب ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ریحانہ کا کہنا ہے کہ اس نے رخشندہ کے اغوا کی متعلقہ پولیس کو رپورٹ کر دی تھی لیکن تاحال اس معاملے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''جن افراد نے رخشندہ کو اغوا کیا تھا ان کی تعداد کتنی تھی''۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''دو افراد تھے اور دونوں بدمعاش ٹائپ تھے''...... سر سلطان

نے جواب دیا۔

''کیا ریحانہ نے ان دونوں کے چہرے دیکھے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ مجھے ریحانہ ملک کا نمبر دے دیں۔ میں اپنے طور پر پتہ کراتا ہوں کہ رخشندہ کس نے اور کس مقصد کے لئے اغوا کیا ہے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا کر اسے ایک نمبر نوٹ کرا دیا پھر عمران نے ان سے اجازت لی اور اپنی کار میں سوار ہو کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا دماغ ان حیرت انگیز واقعات میں بری طرح سے الجھ کر رہ گیا تھا۔ نائلہ کے ڈبل رول کا مقصد تو اسے سمجھ آ گیا تھا کہ کوئی لڑکی اس کا میک اپ کر کے کوریئر وصول کرنے کے لئے سر سلطان کی رہائش گاہ میں داخل ہوئی تھی اور اس نے اپنا کام کیا اور وہاں سے نکل گئی لیکن عمران کے دماغ میں رخشندہ عالم کا اغوا چبھنا شروع ہو گیا تھا۔ رخشندہ عالم کو اس وقت اغوا کیا گیا تھا جب وہ نائلہ ایک ایسا پیکٹ کوریئر سروس کے ذریعے بک کرانے کے بعد واپس جا رہی تھی جس میں اس نے سر سلطان کے لئے کوئی خاص تحفہ بھیجا تھا۔ اب وہ تحفہ کیا تھا۔ کیا رخشندہ کو اس پیکٹ کے لئے اغوا کیا گیا تھا یا اس کے اغوا کے پیچھے کوئی اور راز پنہاں تھا۔

عمران انہی خیالوں میں ڈوبا دانش منزل پہنچ گیا۔ دانش منزل پہنچ کر اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر آپریشن روم میں آ گیا۔ اسے آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کافی سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں“...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایک معاملے میں الجھا ہوا ہوں“...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”کیا معاملہ ہے“...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”یقیناً نائلہ کی ہمشکل آپ کو دیکھ کر ڈر گئی ہو گی۔ آپ اس کا میک اپ چیک کر کے اس کا راز نہ کھول دیں اس لئے اس نے کمرے میں گیس کیپسول پھینک کر آپ کو بے ہوش کر دیا تھا“۔ تفصیل سن کر بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں اور کوریئر سروس کے نمائندے کے آنے کا وقت بھی اسے معلوم تھا۔ میری اور اصلی نائلہ کی موجودگی میں وہ کوریئر حاصل نہیں کر سکتی تھی لہٰذا اس نے مجھے اور نائلہ کو بے ہوش کر دیا تا کہ وہ آسانی سے پیکٹ حاصل کر کے وہاں سے نکل سکے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جب آپ نے نائلہ کے ساتھ دوسری لڑکی کو دیکھا تھا تو کیا

آپ کو اس وقت اس پر شک نہیں ہوا تھا کہ وہ میک اپ میں ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اس نے یقیناً انتہائی جدید میک اپ کر رکھا تھا جسے میں بھی چیک نہیں کر سکا تھا“...... عمران نے کہا۔

”حیرت کی بات ہے۔ ایک ایسی لڑکی جس نے سر سلطان کی بیٹی نائلہ کا میک اپ کیا تھا وہ نائلہ کی ہر بات جانتی تھی۔ آپ بتا رہے ہیں کہ سر سلطان اور ان کی بیگم نے دونوں سے الگ الگ ان کے بارے میں پوچھا تھا تو دونوں کے تمام جوابات ایک جیسے ہی تھے اس لئے سر سلطان اور ان کی بیگم کے لئے بھی یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ ان کی بیٹی نائلہ کون ہے اور دوسری لڑکی کون ہے۔ اس لڑکی کو نائلہ کے بارے میں ان سب باتوں کا کیسے پتہ چل گیا یہ سب باتیں تو وہی بتا سکتا ہے جو بچپن سے نائلہ کے قریب رہا ہو اور پھر آپ کے کہنے کے مطابق بیگم سلطان نے نائلہ کے جسم کا مخصوص نشان بھی دیکھا تھا۔ دونوں کے جسموں پر وہ نشان موجود تھا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے“...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہی سب باتیں تو مجھے بھی الجھا رہی ہیں۔ ادھر رخشندہ کے اغوا کی وجہ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اسے اس وقت کیوں اغوا کیا گیا تھا جب وہ ایئر پورٹ سے واپس آ رہی تھی۔ نائلہ کے کہنے کے مطابق رخشندہ، سر سلطان کے لئے اسے جو پیکٹ دینے آئی تھی

وہ اس نے ایئر پورٹ سے ہی پاکیشیا کے لئے کوریئر کرا دیا تھا تاکہ نائلہ جب پاکیشیا پہنچے تو اسے پیکٹ بھی مل جائے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے اس پیکٹ کے لئے ہی رخشندہ کو اغوا کیا گیا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس پیکٹ میں کیا تھا اور رخشندہ نے سر سلطان کو وہ پیکٹ کیوں بھیجا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ رخشندہ کے پاس کچھ ایسے ثبوت ہوں جن سے اس کے والد اور بھائی کے قاتلوں کا کوئی سراغ مل سکتا ہو۔ جب وہ دونوں قتل ہوئے تھے تب رخشندہ پاکیشیا میں ہی موجود تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ فرقان عالم کو راستے میں کار رکوا کر فائرنگ سے قتل کیا گیا تھا جبکہ ڈاکٹر اسرار عالم کو اسی کار میں لگے ہوئے ریموٹ کنٹرولڈ بم سے اُڑایا گیا تھا جب وہ اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے اس کی کار کے پاس آیا تھا۔ رخشندہ کو ان کی ہلاکتوں کا کافی دیر بعد پتہ چلا تھا۔ کرنل وجاہت نے اس سے پوچھ گچھ کی تھی اگر رخشندہ کے پاس قاتلوں کا کوئی کلیو ہوتا تو وہ اس کے بارے میں کرنل وجاہت کو ضرور بتا دیتی۔ کرنل وجاہت اس کا چچا ہے کوئی غیر نہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں ممبران کو اس لڑکی کی تلاش پر لگا دوں جو نائلہ کے میک اپ میں تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے ٹائیگر کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ وہ خود ہی سب

کچھ معلوم کر لے گا۔ تم مجھے لانگ رینج ٹرانسمیٹر لا دو۔ میں ایکریمیا کے فارن ایجنٹ سے معلوم کراتا ہوں کہ رخشندہ عالم کو کس نے اغوا کیا ہے۔ جب تک رخشندہ عالم سے یہ پتہ نہیں چلے گا کہ اس نے سر سلطان کو کیا تحفہ بھیجا تھا تب تک صحیح صورت حال کا اندازہ لگانا مشکل ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے عمران کو ٹرانسمیٹر دیا تو عمران اسے آن کر کے اس پر فارن ایجنٹ کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ فرام پاکیشیا۔ ہیلو۔ اوور"...... عمران نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ایگل ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی ایکریمیا میں موجود پاکیشیائی فارن ایجنٹ کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ کراسکو بول رہا ہوں۔ اوور"...... ایگل ون نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو کراسکو۔ اوور"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"میں وِنگٹن میں اپنے مخصوص ٹھکانے پر ہوں چیف۔ اوور"۔ کراسکو نے جواب دیا۔

"میں تمہیں ایک لڑکی کے بارے میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ اسے

دو بدمعاشوں نے اغوا کیا ہے۔ تمہیں پتہ لگانا ہے کہ اس لڑکی کو اغوا کرنے والے بدمعاش کون تھے اور وہ اس لڑکی کو کہاں لے گئے ہیں۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... کراسکو نے کہا اور پھر عمران نے اسے رخشندہ عالم کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی کہ وہ اپنی ایک سہیلی ریحانہ ملک کے ساتھ ایئر پورٹ سے واپس آ رہی تھی کہ راستے میں اس کی کار روک لی گئی اور دو بدمعاش ریحانہ ملک کو بے ہوش کر کے جبراً رخشندہ عالم کو اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ عمران نے کراسکو کو اس یونیورسٹی اور ہاسٹل کے بارے میں بھی بتا دیا جہاں رخشندہ عالم، ریحانہ ملک اور سر سلطان کی بیٹی نائلہ ایک ساتھ پڑھتی اور رہتی تھیں۔

''سنو۔ تم ریحانہ ملک کے پاس چلے جانا۔ اس نے یقیناً ان بدمعاشوں کو دیکھا ہو گا جنہوں نے رخشندہ عالم کو اغوا لیا تھا۔ ریحانہ ملک سے تم ان بدمعاشوں کے حلیئے معلوم کر لینا اس طرح تمہیں ان دونوں کو ڈھونڈنے میں آسانی رہے گی۔ اوور''۔ ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ میں جلد ہی آپ کو ان بدمعاشوں کے بارے میں اطلاع دے دوں گا جنہوں نے رخشندہ عالم کو اغوا کیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں اپنے طور پر رخشندہ عالم کو ان بدمعاشوں کی قید سے نکالنے کی کوشش بھی کر سکتا ہوں۔ اوور''...... کراسکو نے کہا۔

''نہیں۔ تم ان کے بارے میں صرف معلومات حاصل کرو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ رخشندہ عالم زندہ ہے یا نہیں۔ اگر وہ زندہ ہے تو کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ اگر وہ زندہ ہوئی تو تمہاری اطلاع کے بعد میں پاکیشیا سے عمران کو بھیج دوں گا۔ وہ خود ہی ان بدمعاشوں کی قید سے رخشندہ عالم کو آزاد کرا لے گا۔ اوور''...... ایکسٹو نے اپنے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... کراسکو نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ سارا کام تم نے انتہائی راز داری سے کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بدمعاشوں کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم سنڈیکیٹ سے ہو۔ اگر انہیں پتہ چل گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لڑکی کی بازیابی کے لئے کام کر رہی ہے تو وہ اسے نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ اوور''۔ ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ہر معاملے میں احتیاط کروں گا۔ اوور''۔ کراسکو نے کہا۔ ایکسٹو نے اسے چند مزید ہدایات دے کر اوور اینڈ آل کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

''چائے بنا کر لاؤں آپ کے لئے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ بنا لاؤ۔ میں ٹائیگر کی رپورٹ ملنے تک یہیں رکنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اثبات میں سر ہلا کر اٹھا اور

آپریشن روم سے نکل کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو کو گئے ابھی چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے فوراً جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہوتے دیکھ کر اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”کچھ پتہ چلا“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ سر سلطان کی بیگم کی کار مل گئی ہے۔ لڑکی اسے ایک کمرشل پلازہ کی پارکنگ میں چھوڑ گئی ہے۔ پارکنگ میں پارکنگ بوائے موجود تھا۔ اس نے مجھے اس لڑکی کا حلیہ بتایا ہے جو کار لے کر پارکنگ میں آئی تھی۔ یہ حلیہ نائلہ سے بالکل مختلف ہے۔ شاید اس نے کار میں ہی چہرے پر لگا ہوا ماسک اتار کر سر سلطان کی بیٹی نائلہ کا میک اپ ختم کر دیا تھا۔ میں نے پارکنگ بوائے کے بتائے ہوئے حلیئے والی لڑکی کی تلاش کے لئے زیر زمین دنیا کے افراد کو متحرک کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی کی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ اس حلیئے کی لڑکی ہوٹل وائٹ پیلس کے ایک کمرے میں موجود ہے“...... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ کیا نام ہے اس لڑکی کا اور وہ ہوٹل کے کس کمرے میں ہے“...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لڑکی کا نام معلوم نہیں ہو سکا ہے وہ اس ہوٹل میں نہیں رہتی۔ مخبر نے بتایا ہے کہ لڑکی اس ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو بیس میں گئی

ہے جہاں ایک غیر ملکی ڈیوڈ نامی شخص موجود ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو وہ لڑکی اس ڈیوڈ سے ملنے گئی ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم اب کہاں ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”میں ہوٹل وائٹ پیلس کی طرف ہی جا رہا ہوں باس“۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہاں پہنچ کر اس ڈیوڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔ اور سنو۔ اپنے اس مخبر کو کال کر کے کہو کہ وہ اس کمرے پر نظر رکھے۔ وہاں سے مرد یا عورت جو بھی باہر آئے اس کی نگرانی کرے“...... عمران نے کہا۔

”اس کام کے لئے میں اسے پہلے ہی کہہ چکا ہوں باس“۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”او کے۔ تم پہنچو میں بھی آ رہا ہوں“...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم کرتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ارے۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لایا ہوں“...... اسی لمحے بلیک زیرو نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں چائے کے دو کپ تھے۔

"فی الحال میرے حصے کی چائے بھی تم پی لو۔ واپس آ کر میں بھی ڈبل پی لوں گا"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن آپ جا کہاں رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ٹائیگر سے ملنے والی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"تم کراسکو کی کال کا انتظار کرنا۔ اگر اس کی طرف سے کوئی رپورٹ ملے تو مجھے فوراً بتا دینا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

ہوٹل کے ایک بڑے سے کمرے میں ایک آرام کرسی پر چھریرے اور لمبے قد کا ایک نوجوان تقریباً نیم دراز تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا اور وہ جام سے شراب کی چسکیاں وقفے وقفے سے لے رہا تھا۔ اس کی نظریں سائیڈ دیوار کے پاس رکھے ہوئے ٹیلی ویژن پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر ایک تھرلر مووی چل رہی تھی۔ نوجوان اس مووی کو دیکھنے میں محو تھا کہ اچانک دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا شراب کا آدھے سے زیادہ خالی گلاس میز پر رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے"...... دروازے کے قریب آ کر اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"فلیا"...... باہر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو نوجوان کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ اس نے لاک کھول کر دروازہ کھولا تو باہر

ایک نوجوان اور انتہائی حسین نقش و نگار کی غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی۔ لڑکی کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی۔ لڑکی کے ہونٹوں پر انتہائی دلفریب مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

''آؤ اندر''...... نوجوان نے اسے راستہ دیتے ہوئے کہا تو لڑکی مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔ اس کے اندر آتے ہی نوجوان نے دروازہ بند کیا اور پھر اس نے لاک لگا دیا اور پلٹ کر لڑکی کے پیچھے چلنے لگا۔

''بیٹھو''...... نوجوان نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی آرام کرسی کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی اور نوجوان آگے بڑھ کر آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔

''خاصی پرجوش دکھائی دے رہی ہو۔ لگتا ہے تم نے اپنا کام پورا کر لیا ہے''...... نوجوان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم جانتے ہو فیلے کہ میں ایک بار جس کام کے پیچھے پڑ جاؤں تو اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتی جب تک کہ میں اپنا کام پورا نہ کر لوں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا جس کا نام فیلیا تھا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سلاسکا حاصل کر چکی ہو''۔ نوجوان نے کہا جو فیلے تھا۔

''ہاں۔ سلاسکا اب میرے پاس ہے''...... فیلیا نے کہا ساتھ ہی اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک مائیکرو فلم نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فیلے کے سامنے کر دی۔ فیلے نے ہاتھ بڑھا کر اس کی ہتھیلی سے مائیکرو فلم اٹھائی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ سلاسکا فارمولا اسی مائیکرو فلم میں ہے''...... فیلے نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ ایکریمیا میں جس لڑکی کو پکڑا گیا تھا اس نے یہی بتایا تھا کہ سلاسکا فارمولا ایک مائیکرو فلم میں ہے جسے اس نے سپیشل کوریئر کے ذریعے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ کے پتے پر بھیجا ہے اور یہ کوریئر سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی بیٹی نائلہ کے نام پر بک کرایا ہے۔ میں نے سر سلطان کی رہائش گاہ میں نائلہ کے روپ میں ہی کوریئر سروس کے نمائندے سے یہ پیکٹ حاصل کیا ہے اور اسے لے کر وہاں سے فوراً نکل آئی تھی۔ راستے میں، میں نے پیکٹ کھول لیا تھا اور مائیکرو فلم اپنے پاس محفوظ کر لی تھی''۔ فیلیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ تم نے واقعی دلیری اور ذہانت سے کام کیا ہے فیلیا۔ ورنہ سیکرٹری خارجہ کی رہائش گاہ میں گھسنا اور اس کی بیٹی کے میک اپ میں سر سلطان کے سامنے رہنا اور سر سلطان، ان کی بیگم اور خاص طور پر اس لڑکی نائلہ کی موجودگی میں ان سب کو فیس کرنا تمہارا ہی حوصلہ تھا ورنہ سر سلطان کی رہائش گاہ میں داخل ہونا اتنا

آسان نہیں ہے''...... فیلے نے اس کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ اتفاق ہی ہے فیلے کہ نائلہ اور رخشندہ ایکریمیا کی جس یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں میں بھی ان کے ساتھ ہی پڑھتی تھی۔ چیف نے مجھے خصوصی طور پر رخشندہ عالم کی نگرانی کے لئے کہا تھا جس پر نظر رکھنے کے لئے مجھے اسی یونیورسٹی میں داخلہ لینا پڑا تھا۔ میں، رخشندہ، نائلہ اور ریحانہ ملک ایک ہی سیشن کی طلبہ تھیں اور ہاسٹل میں بھی ایک ساتھ رہتی تھیں۔ ہم ایک دوسرے کی روم میٹ تھیں۔ رخشندہ کے ساتھ ساتھ میری نائلہ اور ریحانہ ملک سے بھی اچھی دوستی ہوگئی تھی۔ میرا مقصد چونکہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا نہ تھا اس لئے میں زیادہ وقت ہاسٹل میں ہی گزارتی تھی۔ میں نے رخشندہ، نائلہ اور ریحانہ ملک کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا تھا۔ نائلہ روزانہ ڈائری لکھتی تھی جو اس نے سکول کے زمانے سے ہی تحریر کرنی شروع کر دی تھی۔ اس کی غیر موجودگی میں، میں اس کی الماری سے ڈائری نکال لیتی تھی اور اس کا مطالعہ شروع کر دیتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مجھے نائلہ کے بارے میں ہر بات کا علم ہو گیا تھا۔

رخشندہ جتنی ذہین تھی وہ اتنی ہی چالاک تھی۔ انتہائی کلوز ہونے کے باوجود وہ اپنے راز کسی کو نہیں بتاتی تھی۔ اس کی سب سے زیادہ کلوز فرینڈ نائلہ ہی تھی۔ چیف کو سلاسکا فارمولے کی ضرورت تھی۔

ڈاکٹر اسرار عالم اور اس کے بیٹے کی ہلاکت کے بعد گم ہو چکا تھا۔ لیکن چیف کا خیال تھا ڈاکٹر اسرار عالم نے یقینی طور پر فارمولے کی کوئی نہ کوئی کاپی ضرور رکھی ہو گی۔ میں نے بھی ان کے ساتھ رہ کر اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ رخشندہ اندر ہی اندر کسی بات سے پریشان رہتی تھی اور اس کے پاس ضرور کوئی نہ کوئی راز موجود تھا۔ میں نے اس سے بہت اگلوانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ مجھے اس کے ساتھ رہتے ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا اور میں اس سے کچھ معلوم نہیں کر سکی تھی۔ چیف کو پاکیشیا میں ایک مشن درپیش تھا اس لئے اس کے کہنے پر میں نے یونیورسٹی چھوڑ دی''...... فیلیا نے کہا اور پھر وہ سانس لینے کے لئے رک گئی۔

''یونیورسٹی چھوڑنے کے بعد چیف نے تمہیں میرے ساتھ ایک مشن پر پاکیشیا بھیج دیا تھا۔ پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کی ایک مجرم تنظیم جس کا سربراہ سنکھارا تھا کو چیف نے ایکریمیا سے سپیشل سپلائی کی تھی جس کی پے منٹ کرنے میں سنکھارا ٹال مٹول سے کال لے رہا تھا۔ چیف نے ہم دونوں کو اس سے پے منٹ لینے اور اسے آف کرنے کا حکم دیا تھا۔ ہم دونوں نے سنکھارا تک رسائی حاصل کی اور اس سے نہ صرف اس سپلائی کا معاوضہ حاصل کیا جس کا وہ نادہندہ تھا بلکہ ہم نے اسے ہلاک بھی کر دیا۔ اس کے بعد ہم واپسی کی تیاری کر رہے تھے کہ چیف کی کال آئی اور چیف نے مجھے بتایا کہ سیکرٹری خارجہ کی بیٹی نائلہ پاکیشیا کے لئے روانہ ہو رہی

ہے۔ چیف نے یہ بھی بتایا کہ جب نائلہ پاکیشیا کے لئے پرواز کر گئی ہے تو ڈاکٹر اسرار عالم کی بیٹی رخشندہ اسے ایک پیکٹ دینے کے لئے ایئر پورٹ پہنچی تھی۔ وہ اس پیکٹ میں سر سلطان کو کوئی اہم چیز بھیجنا چاہتی تھی۔ رخشندہ ایئر پورٹ اکیلی نہیں آئی تھی۔ اس کے ساتھ ریحانہ ملک بھی تھی اور چیف نے اب مجھے بتایا ہے کہ ریحانہ ملک بھی ہماری ہی ساتھی ہے جو میری طرح نائلہ ملک کے ساتھ لگی ہوئی تھی تا کہ کسی طرح سے اس سے سلاسکا فارمولے کا راز معلوم کیا جا سکے۔ ریحانہ ملک نے ہی چیف کو اطلاع دی تھی کہ رخشندہ عالم نے ایئر پورٹ جاتے ہوئے ایک بنک کے سپیشل لاکر سے ایک پیکٹ نکالا تھا اور اسے لے کر نائلہ سلطان کے پاس ایئر پورٹ کی طرف جا رہی تھی تا کہ وہ نائلہ سلطان کے ہاتھ وہ پیکٹ سیکرٹری خارجہ سر سلطان تک پہنچ سکے۔ ریحانہ ملک کا پیغام ملتے ہی چیف نے فوری طور پر ان کے پیچھے اپنے آدمی بھیج دیئے لیکن ان آدمیوں کو رخشندہ اور ریحانہ ملک تک پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ رخشندہ عالم ایئر پورٹ پہنچ گئی لیکن اسے بھی ایئر پورٹ پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی۔ اس وقت تک نائلہ طیارے میں سوار ہو کر پاکیشیا کے لئے روانہ ہو چکی تھی۔ رخشندہ عالم کو نائلہ سلطان کے نکل جانے کا بے حد افسوس ہوا تھا۔ اس نے ایئر پورٹ پر موجود سپیشل کوریئر سروس کا رخ کیا اور ریحانہ ملک کے لاکھ منع کرنے کے باوجود پیکٹ سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ کے پتے پر نائلہ کے نام بک کرا دیا۔

اس طرح پیکٹ وہاں سے نکل گیا۔ چیف کو شک تھا کہ اس پیکٹ میں ضرور کوئی اہم راز ہے۔ چیف ہر حال میں وہ پیکٹ حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے چیف نے مجھے کال کیا کہ میں ہر صورت میں سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ پہنچ جاؤں اور ایکریمیا سے رخشندہ عالم کا نائلہ کے نام پر بک کرایا ہوا پیکٹ وصول کروں۔ چونکہ میں نائلہ سلطان کے بے حد قریب رہ چکی تھی اور اس کی پرسنل ڈائری کا مطالعہ بھی کر چکی تھی اس لئے میں نے فوری طور پر نائلہ کا میک اپ کیا اور نائلہ سلطان بن کر سر سلطان کی رہائش گاہ پہنچ گئی۔ نائلہ وہاں پہنچ چکی تھی لیکن میری آمد نے سر سلطان کی رہائش گاہ میں بھونچال سا پیدا کر دیا تھا۔ سر سلطان اور ان کی بیگم کے لئے یہ سمجھنا انتہائی مشکل ہو گیا تھا کہ ہم دونوں میں سے کون سی ان کی بیٹی ہے۔ وہ مجھ سے جو بھی سوال کرتے تھے میں ان کے ہر سوال کا آسانی سے جواب دے دیتی تھی اور مجھے نائلہ سلطان کے ایک خفیہ نشان کا بھی پتہ تھا جو میں نے میک اپ کے دوران اپنے جسم پر لگا لیا تھا۔ بیگم سلطان نے خصوصی طور پر میرا وہ نشان دیکھا تھا اور وہ دونوں الجھ کر رہ گئے تھے۔ میرا مقصد وہاں اس وقت تک رکنا تھا جب تک سپیشل کوریئر کا پیکٹ نائلہ سلطان کے نام وہاں نہ پہنچ جاتا۔ میں پیکٹ حاصل کرتے ہی وہاں سے نکل جاتی۔ چیف نے مجھے اس کوریئر سروس کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی۔ میں نے کوریئر سروس کا فون نمبر بھی حاصل کر لیا تھا۔

فون کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ کوریئر سروس کا نمائندہ پیکٹ لے کر نکل چکا ہے اور وہ کسی بھی وقت سر سلطان کی رہائش گاہ پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ میں اس کا انتظار کرنے لگی۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوریئر سروس کا نمائندہ وہاں پہنچتا۔ سر سلطان کی رہائش گاہ میں دنیا کا خطرناک ترین سمجھا جانے والا ایجنٹ علی عمران آ گیا۔ علی عمران کی آمد کا سن کر میں پریشان ہوگئی۔ اس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ عقاب کی نظریں رکھتا ہے اور میں جانتی تھی کہ میں میک اپ اور نائلہ کی آواز کا سہارا لے کر نائلہ اور اس کے والدین کو تو احمق بنا سکتی ہوں لیکن میری اداکاری علی عمران کے سامنے زیادہ دیر نہیں چل سکے گی اور اس کی عقابی نظریں میرا میک اپ بھی چیک کر لیں گی۔ ادھر کوریئر سروس کے نمائندے کے آنے کا وقت ہو رہا تھا اور ادھر سر سلطان کی رہائش گاہ میں علی عمران پہنچا ہوا تھا۔ وہ نائلہ کے کمرے میں تھا اور اس سے بات چیت کر رہا تھا۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ میں یا تو علی عمران کو گولی مار کر ہلاک کر دوں یا پھر اسے نائلہ کے ساتھ اس کے کمرے میں بے ہوش کر دوں تاکہ کوریئر سروس کے نمائندے سے وہ پیکٹ حاصل کر سکوں جو رخشندہ عالم نے نائلہ سلطان کو بھیجا تھا۔ چنانچہ میں نے گیس پسٹل سے اس کمرے میں ایک گیس کیپسول فائر کیا جہاں علی عمران اور نائلہ بات چیت کر رہے تھے۔ ان دونوں کو بے ہوش کر کے میں باہر آ گئی اور لان میں رک کر کوریئر سروس کے

نمائندے کا انتظار کرنے لگی۔ اس کے آتے ہی میں نے اس سے پیکٹ وصول کیا اور پھر وہاں رکے بغیر میں مسز سلطان کی کار لے کر وہاں سے نکل آئی''...... فیلیا نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن علی عمران وہاں کیسے پہنچ گیا تھا''...... ساری تفصیل سن کر فیلے نے چونکتے ہوئے کہا۔

''شاید اسے سر سلطان نے فون کر کے بلایا تھا۔ دو بیٹیوں کے معاملے نے اسے اور اس کی بیگم کو بے حد پریشان کر دیا تھا اور وہ جلد سے جلد اس معاملے کو سلجھانا چاہتے تھے''...... فیلیا نے کہا۔

''گیس کیپسول فائر کرنے کے بعد کیا تم نے یہ چیک کیا تھا کہ عمران واقعی بے ہوش ہوا ہے یا نہیں''...... فیلے نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے کمرے میں جا کر اس کی نبض چیک کی تھی۔ وہ بے ہوش ہی تھا''...... فیلیا نے جواب دیا۔

''تب ٹھیک ہے۔ ورنہ میں پریشان ہو گیا تھا کہ تمہارے رہائش گاہ سے نکلتے ہی کہیں وہ خطرناک انسان تمہارے پیچھے نہ لگ گیا ہو اور تمہارا پیچھا کرتا ہوا یہاں نہ پہنچ جائے''...... فیلے نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے راستے میں ہی نائلہ والا میک اپ ختم کر دیا تھا اور پھر میں نے مسز سلطان کی کار ایک پلازہ کی پارکنگ میں چھوڑ دی تھی۔ میں یہاں ٹیکسیاں بدلتی ہوئی آئی ہوں''...... فیلیا نے کہا۔

”پھر بھی ہمیں رسک نہیں لینا چاہئے اور جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ اب ہمارے پاس ایک اہم اور خطرناک ایجاد کا فارمولا ہے جسے ہم نے ہر حال میں اور با حفاظت چیف تک پہنچانا ہے“...... فیلے نے سنجیدگی سے کہا۔

”ہاں۔ واقعی عمران کے معاملے میں ہمیں کوئی رسک نہیں لینا چاہئے“......فیلیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے احتیاط کے طور پر یہاں دو ناموں سے دو کمرے بک کرا رکھے ہیں۔ ایک کمرہ ڈیوڈ کے نام سے ہے جس میں ہم موجود ہیں اور دوسرا کمرہ ساتھ والا ہے جو کروسن کے نام سے ہے۔ اس کمرے میں جانے کے لئے میں نے واش روم کی دیوار ایک ریز سے کاٹ دی تھی تاکہ ضرورت کے وقت ہم اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں جا سکیں اور میک اپ بدل کر وہاں سے نکل سکیں۔ اب ہم نے ایسا ہی کرنا ہے۔ وقتی طور پر ہم اس ہوٹل کو چھوڑ کر کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہو جائیں گے اور پھر فوری طور پر پاکیشیا سے نکل جائیں گے“...... فیلے نے کہا تو فیلیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں نے اپنا سامان سمیٹا اور پھر وہ واش روم کی کٹی ہوئی دیوار سے ہوتے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں آ کر انہوں نے میک اپ کئے اور پھر ڈریسنگ روم میں جا کر لباس بدلے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ کمرے سے باری باری نکل کر باہر آ گئے۔ کمرے سے نکلتے ہوئے فیلے

نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جو انتہائی بے چین دکھائی دے رہا تھا اور بار بار ان کے کمرے کے دروازے اور پھر لفٹوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس کے کمرے کی نگرانی کر رہا ہو اور اس نے اپنی مدد کے لئے کسی کو بلایا ہو اور وہ اسی کا منتظر ہو۔ اسے دیکھ کر فیلے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور خاموشی سے اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ اس آدمی نے اسے ایک نظر دیکھا تھا اور پھر وہ اسی کمرے کے دروازے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جو فیلے نے ڈیوڈ کے نام پر بک کرایا تھا۔ فیلیا بھی بڑے لاپرواہانہ انداز میں اس کے قریب سے گزرتی چلی گئی اور پھر وہ دونوں لفٹ میں سوار ہو کر نیچے آئے اور فیلے نے کروسن کے نام سے بک کرائے ہوئے کمرے کی کلیئرنس کرائی اور پھر وہ دونوں بڑے اطمینان بھرے انداز میں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

ایک گھنٹے کے بعد وہ دونوں ایک اور ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ اس ہوٹل میں آنے سے پہلے ان دونوں نے کئی ٹیکسیاں بدلی تھیں اور پھر ایک کمرشل پلازہ کے واش رومز میں جا کر اپنے میک اپ بھی تبدیل کر لئے تھے۔ اس ہوٹل میں فیلے نے نئے نام سے کمرہ بک کرایا تھا اور فیلیا کو اپنی مسز کے طور پر متعارف کرایا تھا۔

”اب ٹھیک ہے۔ عمران اگر تمہارا سراغ لگاتا ہوا وائٹ پیلس ہوٹل پہنچ بھی جائے گا تو اسے وہاں سے میرا اور تمہارا کوئی سراغ

نہیں ملے گا''...... فیلے نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے
اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
''امید تو یہی ہے۔ لیکن ٹھکانے بدلنے کی بجائے ہمیں فوری
طور پر پاکیشیا چھوڑ دینا چاہئے''...... فیلیا نے کہا۔
''تم فکر نہ کرو۔ آج شام تک ہم پاکیشیا سے نکل جائیں گے۔
میں نے اس کی پہلے سے ہی تیاری مکمل کر رکھی ہے''...... فیلے نے
کہا تو فیلیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی اب
بے فکری اور اطمینان کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام
میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
''آپ کے چہرے پر بدستور پریشانی اور الجھن کے تاثرات
نمایاں ہیں۔ لگتا ہے آپ جس کام کے لئے گئے تھے وہ پورا نہیں
ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ وہ لڑکی انتہائی چالاک ثابت ہوئی ہے۔ ہوٹل وائٹ
پیلس کے جس کمرے میں وہ گئی تھی وہ ایک ایکریمین سیاح ڈیوڈ
کے نام پر بک تھا۔ ٹائیگر کا مخبر اس کمرے کی نگرانی کر رہا تھا۔
جب ہم وہاں پہنچے تو مخبر نے ہمیں بتایا کہ وہ دونوں کمرے میں ہی
موجود ہیں۔ چونکہ معاملہ انتہائی گمبھیر ہوتا جا رہا تھا اس لئے میں نے
ٹائیگر سے کہہ کر پہلے کمرے میں بے ہوشی کی گیس فائر کرائی تھی
تاکہ کمرے میں موجود لڑکی اور اس کا ساتھی فوراً بے ہوش ہو جائیں
اور ہم انہیں وہاں سے نکال کر یہاں لے آئیں۔ کچھ دیر کے بعد

ٹائیگر نے ماسٹر کی، کی مدد سے کمرے کا دروازہ کھولا اور ہم دونوں اندر داخل ہوئے لیکن کمرہ خالی تھا۔ وہ دونوں ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل چکے تھے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے۔ آپ تو کہہ رہے ہیں کہ مخبر بدستور ان کی نگرانی کر رہا تھا پھر اس کی نظروں میں آئے بغیر وہ کمرے سے کیسے نکل گئے"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں بے حد چالاک ہیں۔ ڈیوڈ نامی غیر ملکی نے ساتھ والا کمرہ بھی بک کرا رکھا تھا جو دوسرے نام سے بک تھا اس نے دونوں کمروں کے واش روم کی دیوار کسی ریز سے کاٹ دی تھی۔ شاید انہیں نگرانی کرنے والے پر شک ہو گیا تھا اس لئے وہ اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں گئے اور پھر وہاں سے میک اپ بدل کر باہر نکل گئے۔ مخبر نے وہاں سے ایک غیر ملکی مرد اور عورت کو جاتے دیکھا تھا۔ چونکہ وہ مختلف میک اپ میں تھے اس لئے مخبر نے ان پر کوئی توجہ نہیں دی تھی"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اب پتہ نہیں چلا ہے کہ وہ دونوں کہاں گئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اتنے بڑے شہر میں ایسے افراد کو ڈھونڈنا آسان نہیں ہوتا جو بار بار میک اپ اور ٹھکانے بدل رہے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اب کیسے پتہ چلے گا کہ نائلہ سلطان کے میک اپ میں آنے والی لڑکی کون تھی اور اس پیکٹ میں کیا تھا جسے اس نے نائلہ سلطان بن کر کوریئر سروس کے نمائندے سے وصول کیا تھا"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھتے ہیں۔ تم بتاؤ۔ کراسکو کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے یا نہیں"...... عمران نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو اس نے رابطہ نہیں کیا ہے۔ میں بھی اسی کی کال کا منتظر ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس معاملے کا کوئی سر پیر دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ عجیب و غریب اور نہ سمجھ آنے والے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ بظاہر اس معاملے میں کوئی اہم پوائنٹ سامنے نہیں آیا ہے لیکن اس کے باوجود نجانے کیوں میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ میری سوچ سے زیادہ گمبھیر اور خطرناک ہے۔ رخشندہ عالم نے سر سلطان کو جو پیکٹ بھیجا تھا اس میں ضرور کوئی ایسا راز تھا جو ملک و قوم کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل تھا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ احساس آپ کو شاید اس لئے ہے کہ ایک تو ڈاکٹر اسرار عالم کا ڈبل ون فارمولا غائب ہے اور اب اس کی بیٹی کو بھی ایکریمیا میں اغوا کر لیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ رخشندہ عالم نے سر سلطان کو جو پیکٹ بھیجا تھا مجھے اس کی زیادہ فکر ہے۔ میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن

نجانے مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے جیسے اس پیکٹ میں وہی فارمولا تھا جسے ملٹری انٹیلی جنس ابھی تک تلاش نہیں کر سکی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ اگر اس پیکٹ میں ڈبل ون فارمولا تھا تو رخشندہ عالم نے اسے ابھی تک اپنے پاس کیوں رکھا ہوا تھا۔ جب وہ پاکیشیا میں تھی تو وہ فارمولا یا تو کرنل وجاہت کے سپرد کر دیتی یا پھر کسی اعلیٰ سرکاری افسر کو دے دیتی۔ اتنا عرصہ فارمولا اسے اپنے پاس رکھنے کی کیا ضرورت تھی‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اس راز کا پردہ اٹھے گا تو سب باتیں کلیئر ہو جائیں گی۔ فی الحال ہمیں اس پیکٹ کو تلاش کرنا ہے اگر وہ پیکٹ یہاں سے نکل گیا اور اس میں واقعی ڈاکٹر اسرار عالم کا فارمولا تھا تو پھر ہمیں اس کی تلاش میں جانا پڑے گا‘‘...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے آپریشن روم میں تیز سیٹی کی آواز ابھری تو وہ دونوں چونک پڑے۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر ابھی تک وہیں میز پر موجود تھا جو بلیک زیرو نے عمران کو لا کر دیا تھا۔

’’شاید کراسکو کی کال ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے عمران کے اشارے پر ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے دے دیا۔

’’ہیلو ہیلو۔ کراسکو کالنگ۔ ہیلو۔ اوور‘‘...... عمران نے بٹن پریس

کر کے ٹرانسمیٹر آن کیا تو دوسری طرف سے کراسکو کی آواز سنائی دینے لگی۔

’’یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ۔ اوور‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا

’’چیف۔ میں نے اس لڑکی کا پتہ کر لیا ہے جسے ایکریمیا میں اغوا کیا گیا تھا۔ اوور‘‘...... کراسکو نے جواب دیا۔

’’کہاں ہے وہ لڑکی اور اسے کس نے اغوا کیا تھا۔ اوور‘‘۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

’’اسے اغوا کرنے میں گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کا ہاتھ ہے۔ دو بدمعاشوں جن کے نام ریمنڈ اور جیرالڈ ہیں آئے تھے اور انہوں نے کار روک کر رخشندہ عالم نامی لڑکی کو اغوا کیا اور اس کے ساتھ موجود دوسری لڑکی کو بے ہوش کر دیا تھا۔ اوور‘‘...... کراسکو نے کہا۔

’’رخشندہ کو کس مقصد کے لئے اغوا کیا گیا ہے اور تمہیں ان کا کلیو کیسے ملا ہے۔ اوور‘‘...... ایکسٹو نے پوچھا۔

’’میں نے یونیورسٹی اور ہاسٹل جا کر اس لڑکی سے ملنے کی کوشش کی تھی جس کا نام آپ نے ریحانہ ملک بتایا تھا لیکن وہ لڑکی نہ تو مجھے یونیورسٹی میں ملی تھی اور نہ ہاسٹل میں۔ چنانچہ میں نے اس لڑکی کی مدد کے بغیر رخشندہ عالم کو اغوا کرنے والوں کا سراغ لگانا شروع کر دیا۔ میں نے اس سڑک پر آ کر قریبی دکانداروں سے پوچھ گچھ کی جو اس واقعے کے چشم دید گواہ تھے۔ ان افراد سے مجھے دونوں

بدمعاشوں کے حلیوں کا بھی پتہ چل گیا تھا اور ان کی کار کا نمبر اور ماڈل کا بھی علم ہو گیا تھا۔ وہ سیاہ رنگ کی کار تھی جس کی عقبی سکرین پر ایک نقاب پوش کا اسٹیکر لگا ہوا تھا۔ اس اسٹیکر کی وجہ سے مجھے پتہ چل گیا کہ اس واردات کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ نقاب پوش کی تصویر کا اسٹیکر عام طور پر یہاں موجود کریگ بار کے بدمعاش استعمال کرتے ہیں جو کسی ماسک مین کے لئے کام کرتے ہیں۔ میں فوری طور پر کریگ بار پہنچ گیا اور میں نے ان دونوں بدمعاشوں کی تلاش شروع کر دی۔ ریمنڈ کا تو مجھے کوئی سراغ نہ ملا لیکن بار میں مجھے جیرالڈ مل گیا۔ میں نے بار میں جا کر جیرالڈ کو شراب پلا کر آؤٹ کر دیا اور پھر اسے نشے کی حالت میں اپنے مخصوص اڈے پر لے گیا۔ اڈے پر لا کر مجھے خصوصی طریقے سے اس کا منہ کھلوانا پڑا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے اور ریمنڈ نے اپنے باس ماسک مین کے حکم پر اس لڑکی کو اغوا کیا تھا اور لڑکی کو بے ہوشی کی حالت میں لا کر ماسک مین کے سپرد کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہاں گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کا ایک آدمی آیا تھا جسے جیرالڈ بخوبی پہچانتا تھا۔ ماسک مین نے لڑکی اس کے حوالے کر دی تھی اور وہ اسے لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ اوور“...... کراسکو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کون تھا وہ آدمی جو جیرالڈ کے کہنے کے مطابق گرینڈ ماسٹر کا آدمی تھا“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”اس آدمی کا نام ویانگو ہے چیف۔ وہ گرینڈ ماسٹر کا رائٹ ہینڈ سمجھا جاتا ہے اور ماسک مین کے پاس وہ خود لڑکی لینے پہنچا تھا اور اسے بے ہوشی کی ہی حالت میں لے گیا تھا۔ اوور“...... کراسکو نے کہا۔

”کیا جیرالڈ سے اس بات کا پتہ نہیں چلا ہے کہ لڑکی کو کس مقصد کے لئے اٹھایا گیا تھا۔ اوور“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”نہیں چیف۔ اس کے بارے میں جیرالڈ کچھ نہیں جانتا ہے۔ اوور“...... کراسکو نے کہا۔

”جیرالڈ ابھی زندہ ہے یا تم نے اسے آف کر دیا ہے۔ اوور“۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

”وہ مجھے جانتا ہے چیف۔ اس لئے میں نے معلومات حاصل کرتے ہی اسے آف کر دیا تھا۔ اوور“...... کراسکو نے کہا۔

”اوکے۔ میں عمران اور اس کے شاگرد ٹائیگر کو ایکریمیا بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہارے ساتھ مل کر گرینڈ ماسٹر کے خلاف کارروائی کریں گے اور ان کی قید سے لڑکی کو آزاد کرائیں گے۔ تب تک تم ماسک مین پر نظر رکھو اور اگر ممکن ہو سکے تو ویانگو کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرو کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے اور وہ کن لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اوور“...... ایکسٹو نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے یہ کام پہلے ہی شروع کر دیا ہے۔ میں نے ویانگو کے پیچھے اپنے آدمی لگا دیئے ہیں جو اس کے بارے میں

معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ اوور''...... کراسکو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ عمران اور اس کا شاگرد جلد ہی تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''ابھی تک یہ واضح نہیں ہوا ہے کہ رخشندہ زندہ ہے یا نہیں اور اسے کس مقصد کے لئے اغوا کیا گیا ہے پھر بھی آپ ایکریمیا گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کے خلاف کام کرنے جا رہے ہیں''۔ عمران کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا یہ مشن بلائنڈ ہے بلیک زیرو لیکن اس معاملے میں گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کا نام حیرت کا باعث ہے۔ گرینڈ ماسٹر ایکریمیا کا انتہائی فعال، خطرناک اور طاقتور سنڈیکیٹ ہے اور یہ سنڈیکیٹ اسلحہ اور منشیات کے ساتھ ساتھ انسانی اسمگلنگ کا بھی کام کرتا ہے اس کے علاوہ اس سنڈیکیٹ کے کچھ ایسے افراد ہیں جو غیر ملکی سائنس دانوں کو بھی اغوا کرتے ہیں اور ان کی ایجادات اور فارمولے بھی چوری کرتے ہیں جنہیں وہ مہنگے داموں سپر پاورز ممالک کو فروخت کر دیتے ہیں۔ اگر رخشندہ کو واقعی گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ نے ہی اغوا کرایا ہے تو پھر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معاملہ میری سوچ کے عین مطابق ہے۔ رخشندہ عالم کو یقینی طور پر ڈبل ون فارمولے کا پتہ ہے۔ یا تو اس نے فارمولا کہیں چھپا دیا ہے یا پھر میرے خیال

کے مطابق اس نے سر سلطان کو سپیشل کوریئر کے ذریعے جو پیکٹ بھیجا تھا اس میں ڈبل ون فارمولا تھا یا پھر اس تک پہنچنے کا راز تا کہ سر سلطان اس جگہ کا پتہ چلا سکیں جہاں ڈاکٹر اسرار عالم کا ڈبل ون فارمولا موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب تو آپ کا اپنا تجزیہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پیکٹ میں فارمولا یا فارمولے تک پہنچنے کا راز نہ ہو کچھ اور ہی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پیکٹ میں جو بھی ہے انتہائی اہمیت کا حامل ہے ورنہ اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی لڑکی نائلہ بن کر سر سلطان کی رہائش گاہ میں نہ آتی اور مجھے اس طرح بے ہوش کر کے پیکٹ وصول کرتے ہی نہ نکل جاتی''...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

''اگر اس پیکٹ میں فارمولا یا فارمولے تک پہنچنے کا راز ہے تو یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہے کہ وہ پیکٹ ابھی پاکیشیا میں ہی موجود ہے۔ اگر ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کام پر لگا دیں تو وہ اس لڑکی کو یقیناً تلاش کر لیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر اس لڑکی کا تعلق بھی گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ سے ہے تو پھر سیکرٹ سروس کے لئے بھی اس کا سراغ لگانا مشکل ہو گا۔ گرینڈ ماسٹر کے تمام افراد اپنے فن میں یکتا ہیں اور انتہائی ذہین اور منجھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے معمولی سا بھی سراغ نہیں چھوڑتے ہیں اور ایسا ہی ہوا ہے۔ میں اور ٹائیگر بھی ان کا کوئی سراغ نہیں لگا

سکے ہیں۔ ورنہ جس کمرے میں وہ ٹھہرے ہوئے تھے ان کا کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جاتا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ وہ لڑکی اور اس کا ساتھی ڈیوڈ پیکٹ لے کر پاکیشیا سے نکل گئے ہوں گے“...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”نکل گئے ہوں گے کا تو پتہ نہیں لیکن وہ یہاں سے نکلنے کی تیاری میں ضرور ہوں گے اور وہ ڈائریکٹ ایکریمیا جانے کی بجائے دوسرا کوئی راستہ اختیار کریں گے۔ جب تک ممبران کو ان کا کوئی سراغ ملے گا اس وقت تک وہ پاکیشیا سے نجانے کہاں پہنچ چکے ہوں گے“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ کو اپنے ممبران پر بھروسہ نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کا سراغ لگا سکیں گے“...... بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے لیکن میں نے بتایا ہے کہ گرینڈ ماسٹر کے افراد انتہائی فعال اور تیز ہیں۔ ان کا ہاتھ آنا مشکل ہے بلکہ بہت مشکل۔ بہرحال اگر تم کوشش کرنا چاہتے ہو تو ضرور کرو اور ممبران کو ان کی تلاش پر لگا دو۔ تب تک میں ٹائیگر کو لے کر ایکریمیا جاتا ہوں۔ پیکٹ کی طرح ڈاکٹر اسرار عالم کی بیٹی کو بھی گرینڈ ماسٹر سے رہائی دلانا ضروری ہے۔ بس یہ دعا کرنا کہ وہ ابھی زندہ ہو“...... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بجی تو چھریرے مگر انتہائی مضبوط جسم کا مالک ادھیڑ عمر جس کا سر گنجا تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں کی طرف دیکھا جن میں سے سرخ رنگ کے فون پر لگا ایک بلب سپارک کر رہا تھا۔ اس بلب کے سپارک کرنے کا مطلب تھا کہ گھنٹی اسی فون کی بج رہی ہے۔

”یس گرینڈ ماسٹر سپیکنگ“...... اس آدمی نے ہاتھ بڑھ کر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے خونخوار بھیڑیئے کی طرح غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

”راڈنی بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس راڈنی۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے“...... گرینڈ ماسٹر نے پہلے سے زیادہ کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

”چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی

عمران اور اس کے شاگرد ٹائیگر کو ڈی سان میں دیکھا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے راڈنی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو گرینڈ ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"علی عمران۔ ٹائیگر۔ کیا مطلب۔ وہ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔ گرینڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ دونوں اس لڑکی کے پیچھے آئے ہیں جنہیں کریگ بار کے ماسک مین نے ہمارے لئے اغوا کیا تھا"...... راڈنی نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں اس لڑکی کے لئے یہاں آئے ہیں"...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

"وہ کریگ بار میں گئے تھے اور انہوں نے ماسک مین کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ ماسک مین کے پاس جا کر انہوں نے ڈائریکٹ اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تھا جسے ماسک مین نے ویانگو کے حوالے کر دیا تھا۔ ویانگو نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا جس پر ان دونوں نے ماسک مین پر مخصوص تشدد کیا اور پھر انہوں نے اس سے ویانگو کے بارے میں اگلوانا شروع کر دیا۔ جاتے ہوئے انہوں نے ماسک مین کو گولی مار دی تھی۔ جس وقت وہ دونوں ماسک مین کے پاس پہنچے تھے اس وقت ماسک مین سے میری اس کے سیل فون پر بات ہو رہی تھی۔ ماسک مین نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ہولڈ کروں اور پھر اس نے شاید سیل فون میز پر یا دراز میں رکھ دیا تھا۔ فون آن تھا اس لئے میں نے ان کے

درمیان ہونے والی ہر بات سن لی تھی"...... راڈنی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ کیا ان دونوں نے ماسک مین کو بتایا تھا کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں"...... گرینڈ ماسٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ وہ دونوں میک اپ میں تھے۔ ماسک مین نے ان سے پوچھا تھا کہ وہ کون ہیں تو عمران نے اسے اپنے اور اپنے ساتھی کے بارے میں بتا دیا تھا"...... راڈنی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ماسک مین نے کیا بتایا ہے انہیں"...... گرینڈ ماسٹر نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ماسک مین کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہم نے لڑکی کو کیوں اغوا کیا تھا لیکن اسے گرینڈ ماسٹر کے ویانگو کے کہنے پر اغوا کیا اور اس کی تحویل میں دیا گیا تھا اس کے بارے میں ماسک مین نے انہیں ساری تفصیل بتا دی ہے اور انہیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ انہیں ویانگو کہاں مل سکتا ہے۔ اب شاید وہ ویانگو تک پہنچنے کی کوشش کریں گے"...... راڈنی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران کو سلاسکا فارمولے کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ گرینڈ ماسٹر تک پہنچ چکا ہے۔ اسی لئے وہ ٹائیگر کو لے کر یہاں پہنچ گیا ہے"...... گرینڈ ماسٹر نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ ایسا ہی لگ رہا ہے"...... راڈنی نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں پر ہو"...... گرینڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"میں ویلاگو کلب میں ہوں چیف"...... راڈنی نے جواب دیا۔

"اور ویانگو کہاں ہے"...... گرینڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"وہ اس وقت آر ایم کلب میں اپنے آفس میں موجود ہے چیف"...... راڈنی نے کہا۔

"اوکے۔ تم فوراً جاؤ اور ویانگو کو آف کر دو۔ اس کے آفس میں موجود ہر چیز کو بھی جلا کر راکھ کر دو تاکہ عمران اور ٹائیگر جب وہاں آئیں تو انہیں گرینڈ ماسٹر کے بارے میں کوئی بھی کلیو نہ مل سکے"...... گرینڈ ماسٹر نے غرا کر کہا۔

"یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم"...... راڈنی نے بغیر کسی تردد کے کہا۔ اسے شاید گرینڈ ماسٹر کی کسی بات پر اعتراض کرنے یا کچھ پوچھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

"عمران اور اس کے ساتھی کو اس لڑکی کا بھی کوئی سراغ نہیں ملنا چاہئے جو ویانگو کے قبضے میں ہے۔ لڑکی کو بھی فوراً ہلاک کر دو"۔ گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

"اس سلسلے میں میری ویانگو سے بات ہوئی تھی چیف۔ ویانگو نے مجھے بتایا تھا کہ لڑکی پر تشدد کرنے کی وجہ سے اس کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ ویانگو کو لڑکی بے حد پسند آئی تھی وہ اسے اپنے لئے زندہ رکھنا چاہتا تھا لیکن لڑکی حالت خراب ہونے کی وجہ سے خود ہی ہلاک ہو گئی تھی جس کی لاش اس نے برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی تھی"...... راڈنی نے کہا۔

"گڈ شو۔ یہ اس نے اچھا کام کیا ہے۔ اب تم بھی اس کی لاش جلا دو تاکہ عمران اور اس کے ساتھی کو آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہ مل سکے"...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس چیف۔ میں ابھی جا کر اس کے آفس میں فلیش بم پھینک دیتا ہوں۔ اس بم سے نہ صرف ویانگو بلکہ اس کا سارا آفس ایک لمحے میں جل کر راکھ بن جائے گا"...... راڈنی نے کہا۔

"اوکے۔ ویانگو کو ہلاک کرنے کے بعد تم بھی انڈر گراؤنڈ ہو جانا۔ میں گرینڈ ماسٹر کے تمام اہم افراد کو بھی وقتی طور پر انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دے دیتا ہوں تاکہ عمران ان میں سے کسی ایک تک بھی نہ پہنچ سکے اور اسے یہاں سے مکمل طور پر ناکام واپس لوٹنا پڑے"...... گرینڈ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم"...... راڈنی نے کہا تو گرینڈ ماسٹر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ بلیک کلب"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بلیک سے بات کراؤ"...... گرینڈ ماسٹر نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کون بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت

لہجے میں پوچھا گیا۔
''گرینڈ ماسٹر''...... گرینڈ ماسٹر نے غرا کر کہا۔
''اوہ اوہ۔ آپ۔ یس سر۔ ایک منٹ سر۔ میں ابھی بات کراتا ہوں۔ ایک منٹ ہولڈ رکھیں سر''...... گرینڈ ماسٹر کا سن کر دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائی اور سہمی ہوئی آواز میں کہا گیا جیسے گرینڈ ماسٹر کی جگہ اس نے موت کا نام سن لیا ہو۔
''یس۔ بلیک سپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک کرخت لیکن قدرے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''گرینڈ ماسٹر بول رہا ہوں''...... گرینڈ ماسٹر نے مخصوص لہجے میں کہا۔
''یس۔ گرینڈ ماسٹر۔ ہیری نے بتایا ہے مجھے لیکن مجھے ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا ہے کہ اتنے بڑے سنڈیکیٹ کا چیف ڈائریکٹ مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے کیونکہ تم اپنے کام کے لئے میرے پاس ہمیشہ راڈنی کو بھیجا کرتے تھے''...... دوسری طرف سے بلیک نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔
''سنو۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے''...... گرینڈ ماسٹر نے غرا کر کہا۔
''بولو گرینڈ ماسٹر۔ اب کیا کام پڑ گیا مجھ سے''...... بلیک نے کہا۔
''تم نے مجھے سلاسکا تو مہیا نہیں کیا تھا۔ راڈنی کے کہنے پر تم

نے مجھ سے سلاسکا کے سلسلے میں جو معاوضہ ایڈوانس لیا تھا وہ بھی تم واپس کر چکے ہو۔ میں تمہاری اس اصول پسندی سے خوش ہوں اسی لئے میں نے تمہیں ایک اور کام کے لئے منتخب کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم میرا یہ کام ضرور کرو گے''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔
''کام کیا ہے''...... بلیک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
''تمہارا گروپ اس وقت ڈی سان میں مقبول ترین گروپ ہے اور تم اپنے دشمنوں کا انتہائی صفائی سے خاتمہ کرنے میں مشہور ہو۔ تمہارے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمہارا گروپ اپنے پیچھے ایسا کوئی کلیو نہیں چھوڑتا جس سے سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیاں تمہارے پیچھے لگ سکیں۔ اس وقت مجھے تم سے ایسے ہی ایک کام کی ضرورت ہے''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔
''تو کیا تم میرے گروپ کے ہاتھوں کسی کا صفایا کرانا چاہتے ہو''...... بلیک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ دو آدمی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان دونوں کو اس طریقے سے ہلاک کراؤ کہ ان کا نشان بھی باقی نہ رہے''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔
''صرف دو آدمی۔ بس۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم سو دو سو آدمیوں کو ہلاک کراؤ گے''...... بلیک نے اس انداز میں کہا جیسے محض دو افراد کو ہلاک کرانا اس کے لئے مزاج کے خلاف ہو۔
''وہ دو آدمی بھی دو سو افراد پر بھاری ہیں۔ ان دونوں کو ہلاک

کرو گے تو تمہیں احساس ہو گا کہ تم نے دو نہیں بلکہ دو سو آدمیوں کو ہلاک کرایا ہے''...... گرینڈ ماسٹر نے غرا کر کہا۔

''اوہ۔ ایسے کون سے افراد ہیں جو دو ہونے کے باوجود دو سو افراد پر بھاری پڑ سکتے ہیں''...... بلیک کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ان کے نام علی عمران اور ٹائیگر ہیں اور یہ دونوں میرے سنڈیکیٹ کے خلاف کام کرنے آئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ دونوں میرے خلاف کام کریں میں انہیں ہر حال میں ہلاک کرا دینا چاہتا ہوں''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

''علی عمران کا نام تو کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا ہے لیکن یہ ٹائیگر۔ یہ نام میرے لئے نیا ہے۔ کون ہیں یہ دونوں جو تمہارے خلاف کام کر رہے ہیں۔ کیا ان کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے''...... بلیک نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی سمجھ لو''...... گرینڈ ماسٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

''مجھے ان دونوں کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ گرینڈ ماسٹر تاکہ میں ان کے خلاف بھرپور انداز میں کارروائی کر سکوں۔ جب تک مجھے ان دونوں کے بارے میں تفصیل کا علم نہیں ہو گا میں اس بات کا اندازہ نہیں کر سکوں گا کہ ان کے خلاف مجھے کس انداز سے کارروائی کرنی ہے''...... بلیک نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے جبکہ ٹائیگر اس کا ساتھی اور شاگرد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب تمہیں سمجھ آ گیا ہو گا کہ میں کس علی عمران کی بات کر رہا ہوں''...... گرینڈ ماسٹر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ علی عمران، گرینڈ ماسٹر کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اب سمجھ میں آیا کہ گرینڈ ماسٹر کو مجھ جیسے کلر کی ضرورت کیوں پڑی ہے''...... بلیک نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم میرا کام کرو گے یا نہیں۔ مجھے سیدھا جواب دو''...... گرینڈ ماسٹر نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''کروں گا۔ ضرور کروں گا گرینڈ ماسٹر۔ یہ بتاؤ کہ دونوں کہاں ہیں''...... بلیک نے کہا۔

''میں تمہیں اپنے ایک آدمی کا نمبر بتا دیتا ہوں۔ وہ تمہیں عمران اور اس کے ساتھی کے بارے میں معلومات مہیا کر دے گا اس کے بعد تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم ان دونوں کو ہلاک کرنے کے لئے کیا پلاننگ کرتے ہو''...... گرینڈ ماسٹر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ نمبر اور نام بتاؤ اپنے آدمی کا''...... بلیک نے کہا تو گرینڈ ماسٹر نے اسے راڈنی کا نام اور اس کے سیل فون کا نمبر بتا دیا۔

''گڈ شو۔ میں اس سے رابطہ کر لوں گا۔ اب تم بتاؤ کہ ان دونوں کی ہلاکت کا معاوضہ کتنا دو گے''...... بلیک نے پوچھا۔

"تم بتاؤ۔ کتنا معاوضہ لو گے"...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے یہ دو آدمی واقعی دو سو افراد پر بھاری پڑ سکتے ہیں اس لئے مجھے اسی تناسب سے معاوضہ چاہئے۔ مطلب یہ کہ میں تم سے دو سو آدمیوں کے قتل کا معاوضہ لوں گا اور میں ایک آدمی کی ہلاکت کا ایک لاکھ ڈالر لیتا ہوں"...... بلیک کی لالچ اور حرص سے بھرپور آواز سنائی دی تو گرینڈ ماسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے۔ تم کام کرو۔ کام ختم ہوتے ہی میں تمہارے اکاؤنٹ میں دو کروڑ ڈالرز جمع کرا دوں گا"...... گرینڈ ماسٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

"سوری گرینڈ ماسٹر۔ میں اصول پسند انسان ہوں اور اصولوں کے تحت ہی کام کرتا ہوں۔ میرا اصول ہے کہ میں معاوضہ ایڈوانس لیتا ہوں لیکن تم چونکہ مجھ سے پہلی بار براہ راست کام لے رہے ہو اور تم نے مجھ پر اعتماد کیا ہے اس لئے میں تم سے اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ آدھا معاوضہ میں کام کرنے سے پہلے لوں اور آدھا کام پورا ہونے کے بعد اور مجھے یقین ہے کہ اس پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... بلیک نے کہا تو گرینڈ ماسٹر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ۔ میں ایک کروڑ ڈالرز ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیتا ہوں لیکن اس بات کی کیا

گارنٹی ہے کہ تم ہر حال میں ان دونوں کو ہلاک کر دو گے"۔ گرینڈ ماسٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

"بلیک کا نام ہی گارنٹی ہوتا ہے گرینڈ ماسٹر۔ بلیک ایک بار جو کام اپنے ہاتھ لے لیتا ہے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک کام پورا نہ ہو جائے۔ تم ایک کروڑ ڈالرز میرے اکاؤنٹ میں منتقل کراؤ پھر میرا کام دیکھو۔ جلد ہی میں نے عمران اور اس کے ساتھی ٹائیگر کی لاشیں لا کر تمہارے قدموں میں نہ پھینک دیں تو میرا نام بدل دینا"...... بلیک نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں تین دن کا وقت دیتا ہوں۔ تین دن تک ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھی کو ہلاک ہو جانا چاہئے۔ ان تین دنوں تک میں مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ رہوں گا۔ تین دنوں کے بعد اگر مجھے ان دونوں کے زندہ ہونے کی خبر ملی تو پھر نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا گروپ۔ سمجھے تم"...... گرینڈ ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے منظور ہے"...... بلیک کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس نے گرینڈ ماسٹر کو اپنے بنک اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دی۔ گرینڈ ماسٹر نے تفصیل نوٹ کر کے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ اپنے سنڈیکیٹ کے تمام چیدہ چیدہ افراد کو انڈر گراؤنڈ کرنے کے لئے انہیں فون کر کے احکامات دینے لگا۔ تمام افراد کو احکامات دے کر اس نے سکون کا سانس لیا اور کرسی کی

پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"بلیک گروپ انتہائی طاقتور اور خطرناک گروپ ہے علی عمران۔ میں نے اسے تمہارے پیچھے لگا دیا ہے۔ تم نے میرے پیچھے ایکریمیا آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ بلیک گروپ تمہیں اور تمہارے ساتھی کے پیچھے اس وقت تک لگا رہے گا جب تک تم دونوں قبروں تک نہیں پہنچ جاتے۔ اس گروپ سے تمہارا بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے"...... گرینڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ میں انتہائی غراہٹ اور غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

لمبے قد اور طاقتور جسم کا مالک نوجوان ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رکا اور اس نے انگلی کا ہک بنا کر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کراسکو"...... نوجوان نے کہا تو چند لمحوں کے بعد دروازہ کھل گیا اور کسرتی جسم کے مالک ایک نوجوان کا چہرہ دکھائی دیا۔

"آ جاؤ"...... اس نوجوان نے کہا اور کراسکو سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ نوجوان دروازہ بند کر کے اسے لے کر سٹنگ روم کے طرز پر سجے ہوئے کمرے میں آ گیا جہاں ایک اور نوجوان بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔ دوسرا نوجوان بھی انتہائی چست اور طاقتور جسم کا مالک دکھائی دے رہا تھا۔

"میں آ گیا ہوں عمران صاحب"...... کراسکو نے صوفے پر بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا لیکن عمران نے اس کی

طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا وہ بدستور اخبار کے مطالعے میں مصروف رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کراسکو کی آواز سنی ہی نہ ہو۔

"عمران صاحب"...... کراسکو نے آگے بڑھ کر عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس نے عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھا عمران اس بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک اس کے پیروں کے قریب بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کے ہاتھوں سے اخبار نکل کر نیچے گر گیا تھا اور عمران صوفے پر بری طرح سے سمٹ کر انتہائی سہمی ہوئی نظروں سے کراسکو کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ تم۔ میں سمجھا کہ ملک الموت آیا ہے اور اس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہے"...... عمران نے کراسکو کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ عمران کی اس حرکت پر کراسکو مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"آپ تو ایسے ڈر گئے تھے جیسے میں واقعی ملک الموت ہوں"...... کراسکو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ جبکہ جس نوجوان نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا وہ ٹائیگر تھا۔ عمران اور ٹائیگر میک اپ میں تھے اور وہ ایک خصوصی فلائٹ سے پہلے لنگٹن اور پھر ایکریمیا کی ریاست ڈی سان پہنچے تھے۔ ان کی رہائش کا ایک عام سے ہوٹل میں کراسکو نے ہی بندوبست کیا تھا۔ عمران چونکہ یہاں بلائنڈ مشن پر آیا تھا اس لئے

اس نے بڑے اور معروف ہوٹل میں ٹھہرنے کی بجائے اس عام اور چھوٹے ہوٹل کو ترجیح دی تھی۔ کراسکو کی مدد سے وہ دونوں کریگ بار پہنچے تھے جہاں انہیں ماسک مین تک پہنچنے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ ماسک مین کے آفس میں جاتے ہی ٹائیگر نے اس پر حملہ کر کے اسے قابو کر لیا تھا اور پھر اسے باندھ کر جب عمران نے اپنا اور ٹائیگر کا تعارف کرانے کے بعد اپنے مخصوص انداز میں سوال کئے تو ماسک مین نے جو عمران کی شخصیت سے پہلے ہی متاثر تھا۔ عمران کا نام سنتے ہی لڑکی کے اغوا کرنے کے بارے میں تمام تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس کی تفصیل کے مطابق اس کے آدمیوں نے گرینڈ ماسٹر کے ویانگو نامی بدمعاش کے کہنے پر اس لڑکی کو اغوا کیا تھا جس کا ویانگو نے اسے بھرپور معاوضہ ادا کیا تھا۔ ویانگو کو اس لڑکی کی کیا ضرورت تھی اور اس نے اسے کیوں اغوا کرایا تھا اس کے بارے میں ماسک مین کچھ نہیں جانتا تھا لیکن انہیں ماسک مین سے یہ ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ ویانگو کہاں اٹھتا بیٹھتا ہے اور اس کا کلب کہاں ہے۔ اس سے معلومات ملتے ہی عمران کے حکم پر ٹائیگر نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد عمران نے کراسکو کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ ویانگو کے بارے میں معلومات حاصل کرے تا کہ وہ اس تک پہنچ سکیں اور اس سے ڈاکٹر اسرار عالم کی بیٹی رخشندہ عالم کو بازیاب کرا سکے اور اب کافی دیر کے بعد کراسکو وہاں آیا تھا۔

”اخبار پڑھتے پڑھتے میں نیند کی وادی میں پہنچ گیا تھا۔ خواب میں میرا گرینڈ ماسٹر کے ایک طاقتور بدمعاش سے مقابلہ ہو رہا تھا۔ لڑتے لڑتے اس نے اچانک جیب سے خنجر نکال کر میرے کاندھے پر مار دیا اور عین اسی وقت تم نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور میں یہی سمجھا تھا کہ بدمعاش کا خنجر میرے کاندھے میں اتر گیا ہے اسی لئے میں بوکھلا گیا تھا“...... عمران نے شرمندہ شرمندہ سے لہجے میں کہا تو کراسکو بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں چند بری خبریں لایا ہوں“...... کراسکو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”چند۔ میرے ہاتھ میں بری خبروں سے بھرا ہوا پورا نیوز پیپر ہے۔ اس میں بھی پاکیشیائی نیوز پیپروں کی طرح ڈاکے، چوری، قتل، راہزنی اور بردہ فروشی کی خبریں بھری ہوئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے پوری دنیا کے پرنٹ میڈیا نے نیوز پیپروں میں بری خبریں ہی چھاپنے کے ٹھیکے لے رکھے ہوں۔ کوئی اچھی خبر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”آپ کے لئے پہلی بری خبر تو یہ ہے کہ آپ جس لڑکی کی تلاش میں یہاں آئے ہیں وہ قتل ہو چکی ہے اور ویانگو نے اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بنا دی ہے“...... کراسکو نے سنجیدگی سے کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”دوسری بری خبر کیا ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہو گئی ہے“۔ کراسکو نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اور کوئی بات“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”اور یہ کہ ویانگو کو ہلاک کر دیا گیا ہے“...... کراسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب۔ تفصیل بتاؤ“...... عمران نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سے چیف کا حکم ملتے ہی میں نے ویانگو کے بارے میں معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں تھیں۔ میں نے ویانگو کے کلب کے ایک آدمی تک رسائی حاصل کی جو ویانگو کے بہت قریب تھا اور وہ ویانگو کا ہر راز جانتا تھا۔ مجھے اس تک پہنچنے میں تھوڑا وقت تو لگا تھا لیکن بہرحال میں اس تک پہنچ گیا تھا اور اس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے اس پر بھاری رقم خرچ کرنی پڑی تھی لیکن بہرحال میں اس سے بہت سی کام کی باتیں معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں“...... کراسکو نے کہا۔

”کیا نام ہے اس آدمی کا“...... عمران نے پوچھا۔

”فاگ۔ میلر فاگ“...... کراسکو نے کہا۔

”کیا بتایا ہے اس فاگ نے“...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے بتایا ہے کہ رخشندہ عالم جو پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر اسرار عالم کی بیٹی تھی۔ گرینڈ ماسٹر کو اطلاع ملی تھی کہ اس لڑکی کے پاس ایک پیکٹ میں اہم راز ہے جسے وہ پاکیشیا جانے والی اپنی سہیلی جو پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی بیٹی ہے کو دینے کی کوشش کی تھی لیکن ایئر پورٹ پہنچنے میں وہ لیٹ ہو گئی تھی اور اس دوران پاکیشیا جانے والا طیارہ پرواز کر چکا تھا تو رخشندہ عالم نے پیکٹ واپس لانے کی بجائے ایئر پورٹ کے سپیشل کوریئر کاؤنٹر سے سر سلطان کی رہائش گاہ کے پتے پر ارسال کر دیا ہے۔ گرینڈ ماسٹر کو انتہائی تجسس تھا کہ اس پیکٹ میں کیا ہے جسے رخشندہ عالم اس قدر پراسرار انداز میں سر سلطان کی بیٹی کے ذریعے سر سلطان تک پہنچانا چاہتی تھی۔ چنانچہ گرینڈ ماسٹر نے فوری طور پر ویانگو کو رخشندہ عالم کے اغوا کا حکم دے دیا۔ ویانگو نے یہ کام خود کرنے کی بجائے ماسک مین کے سپرد کر دیا اور ماسک مین نے فوری طور پر رخشندہ عالم کو راستے میں اغوا کرا لیا اور اپنے پاس قید کر لیا۔ رخشندہ عالم کو اغوا کرنے کے بعد اس نے ویانگو کو اطلاع دی تو ویانگو اس لڑکی کو لینے خود ماسک مین کے پاس پہنچ گیا اور پھر وہ اسے لے کر اپنے ٹھکانے پر آ گیا تھا۔

لڑکی بے ہوش تھی۔ ماسک مین سے لڑکی لے کر خاص ٹھکانے تک پہنچانے کے لئے فاگ بھی ویانگو کے ساتھ تھا۔ مخصوص ٹھکانے پر لا کر ویانگو نے لڑکی کو ہوش میں لا کر اس سے اس پیکٹ کے

بارے میں پوچھنا شروع کر دیا لیکن لڑکی اسے کچھ بھی بتانے پر راضی نہیں ہو رہی تھی جس پر ویانگو نے اسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ تشدد کرنے کے باوجود جب اس لڑکی نے زبان نہ کھولی تو ویانگو نے فاگ کی مدد سے لڑکی کو ایک نشہ آور انجکشن لگا دیا۔ انجکشن میں نشے کی ڈوز دوگنی رکھی گئی تھی جس سے رخشندہ عالم کا مائنڈ آؤٹ ہو گیا تھا۔ ویانگو اس حالت میں اس سے جو پوچھ رہا تھا رخشندہ عالم اسے ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔ ویانگو کے پوچھنے پر رخشندہ عالم نے اسے بتایا تھا کہ اس کا باپ ایک اہم سائنسی ایجاد کر رہا تھا جس کا اس نے مکمل فارمولا ترتیب دے دیا تھا۔ اس کا بھائی جوئے اور شراب کی لت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں کلب میں کسی لڑکی کا قتل ہو گیا تو کلب کے مالک نے اس کی رہائی کے عیوض وہ فارمولا اسے لا کر دینے کے لئے کہا۔ رخشندہ عالم کا بھائی اپنے باپ کا ڈبل ون فارمولا دینے پر تیار ہو گیا اور اس کا یہ کام رخشندہ کر سکتی تھی کیونکہ ڈاکٹر اسرار عالم اپنے بیٹے سے زیادہ اپنی بیٹی رخشندہ عالم پر بھروسہ کرتا تھا۔ ڈاکٹر اسرار عالم اپنے فارمولے اور قیمتی چیزیں جس تجوری میں رکھتا تھا اسے رخشندہ عالم بھی کھول سکتی تھی۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی سے بھی بے حد محبت کرتی تھی''...... کراسکو نے کہا۔

''اس قدر تمہید مت باندھو۔ اصل بات کی طرف آؤ''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اسی طرف آ رہا ہوں"...... کراسکو نے کہا پھر وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا اور پھر دوبارہ تفصیل بتانے لگا۔

"فرقان عالم جو رخشندہ کا بھائی تھا اسے قتل کی سزا سے بچنے کے لئے ہرصورت میں ڈبل ون فارمولے کی ضرورت تھی۔ رخشندہ عالم اپنے باپ کو بھی دھوکہ نہیں دینا چاہتی تھی اور اپنے بھائی کو بھی ہرصورت میں بچانا چاہتی تھی اس لئے اس نے باپ کی تجوری کھول کر اس میں رکھا ہوا ڈبل ون فارمولا نکالا اور فوری طور پر اس کی ایک مائیکروفلم بنا لی اور پھر اس نے اپنے باپ کی مختلف فارمولوں کے حوالے سے لکھے گئے نوٹس والی نوٹ بک نکال کر اپنے بھائی کے سپرد کر دی۔ اس نوٹ بک میں سوائے چھوٹے موٹے نوٹس کے کچھ نہیں تھا۔ چونکہ فرقان عالم سائنس کی ابجد سے بھی واقف نہیں تھا اس لئے اس نے نوٹ بک لی اور چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رخشندہ کو اس کے ہلاک ہونے کی اطلاع ملی۔ اس کا باپ اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے گیا تو وہ بھی ہلاک کر دیا گیا۔ رخشندہ کو یقین تھا کہ یہ دونوں ہلاکتیں اسی ڈبل ون فارمولے کے لئے ہی ہوئی ہیں اس لئے اس نے فارمولے والی مائیکروفلم اپنے پاس محفوظ کر لی۔ چونکہ اس کے پاس فارمولا مائیکروفلم میں محفوظ تھا اس لئے اس نے اپنے باپ کا تحریر کردہ فارمولا جلا دیا تھا اور پھر وہ اس مائیکروفلم کو لے کر فوری طور پر ایکریمیا روانہ ہوگئی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے بعد ڈبل ون فارمولے کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ وہ کہاں

گیا اور نہ ہی رخشندہ عالم نے اس فارمولے کے بارے میں کسی کو کچھ بتایا تھا۔ ایکریمیا میں اس کی ملاقات پاکیشیائی سیکرٹری خارجہ سرسلطان کی بیٹی نائلہ سے ہوئی اور جب رخشندہ عالم کو پتہ چلا کہ سرسلطان پاکیشیا کے انتہائی با اختیار اور محبّ وطن انسان ہیں تو اس نے فارمولا سرسلطان کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے مائیکروفلم ایکریمیا کے ایک بنک کے لاکر میں محفوظ کر رکھی تھی۔ بنک سے اس نے مائیکروفلم نکال کر اسے ایک پیکٹ میں ڈالا اور سرسلطان کی بیٹی نائلہ جو پاکیشیا جانے کے لئے روانہ ہونے والی تھی کو دینے کے لئے ایئر پورٹ روانہ ہوگئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ایئر پورٹ پہنچتی نائلہ کا طیارہ پرواز کر چکا تھا۔ چونکہ رخشندہ عالم فارمولا ہرصورت میں سرسلطان تک پہنچانا چاہتی تھی اس لئے اس نے پیکٹ واپس لے جانے کی بجائے ایئر پورٹ سے ہی سپیشل کوریئر کرا دیا اور واپسی پر اسے ماسک مین کے آدمیوں نے اغوا کر لیا تھا"...... کراسکو نے کہا اور خاموش ہوگیا۔

"ہونہہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ میرا تجزیہ غلط نہیں تھا۔ رخشندہ عالم نے سرسلطان کو جو پیکٹ بھیجا تھا اس میں ڈبل ون کا ہی فارمولا موجود تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ڈبل ون فارمولے کا راز آشکارا نہ ہو جائے اس لئے گرینڈ ماسٹر نے اس فارمولے کا کوڈ نام رکھا ہوا ہے تاکہ اس کوڈ کو کوئی نہ سمجھ سکے"...... کراسکو نے کہا۔

''کیا ہے کوڈ نام''...... عمران نے پوچھا۔

''سلاسکا''...... کراسکو نے کہا۔

''سلاسکا۔ اوہ۔ یہ تو ایک قدیم دیوتا کا نام ہے جو انتہائی تیز رفتار اور تباہی پھیلانے والے دیوتا کی حیثیت سے مشہور تھا۔ ڈبل ون فارمولا بھی ماسٹر بلاسٹر بم کا ہے جو انتہائی تیزی سے ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا سکتا ہے اسی لئے گرینڈ ماسٹر نے اس کا کوڈ نام سلاسکا رکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''فاگ نے یہ بھی بتایا ہے کہ ویانگو کو جیسے ہی تفصیلات کا علم ہوا اس نے فوری طور پر گرینڈ ماسٹر کر ٹرانسمیٹر کال کر کے بتا دیا تھا کہ رخشندہ عالم نے جو پیکٹ پاکیشیا روانہ کیا ہے اس میں سلاسکا فارمولا موجود ہے۔ پیکٹ چونکہ پاکیشیا کے لئے روانہ ہو چکا ہے اس لئے انہیں یہ فارمولا اب پاکیشیا جا کر ہی حاصل کرنا پڑے گا جس پر گرینڈ ماسٹر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ گرینڈ ماسٹر کے دو اہم رکن پاکیشیا میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ جن میں سے ایک لڑکی ہے جس کا نام فیلیا ہے اور دوسرا مرد ہے جس کا نام فیلے ہے۔ وہ فیلے اور فیلیا کی مدد سے پیکٹ پاکیشیا سے خود ہی حاصل کرا لے گا جس پر ویانگو مطمئن ہو گیا تھا''...... کراسکو نے کہا۔

''رخشندہ عالم سے معلومات حاصل کرنے کے بعد کیا ویانگو نے اسے گولی ماری تھی یا وہ اس کے شدید تشدد سے ہلاک ہوئی تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''ویانگو ایشیائی لڑکیوں کو بے حد پسند کرتا تھا۔ اسے رخشندہ عالم بے حد پسند آئی تھی۔ وہ اسے اپنے لئے زندہ رکھنا چاہتا تھا لیکن اس سے تفصیلات حاصل کرنے کے لئے اسے رخشندہ پر تشدد بھی کرنا پڑا تھا اور اسے ڈرگز کی ڈبل ڈوز دینی پڑی تھی جس سے رخشندہ کے دماغ پر برا اثر پڑا تھا اور وہ ہلاک ہو گئی تھی۔ اس کی ہلاکت پر ویانگو کو بے حد افسوس ہوا تھا اور رخشندہ کی لاش جو اس نے برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دیا تھا''...... کراسکو نے کہا۔

''تو اب ویانگو کو کس نے ہلاک کیا ہے اور کیوں''...... عمران نے پوچھا۔

''گرینڈ ماسٹر کو آپ کی اور ٹائیگر کی یہاں آنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ اسے یہ بھی معلوام ہے کہ آپ نے ماسک مین سے ویانگو کا پتہ چلا لیا ہے اور آپ کسی بھی وقت ویانگو تک پہنچ سکتے ہیں۔ ویانگو، گرینڈ ماسٹر کا رائٹ ہینڈ تھا جس کے ذریعے آپ گرینڈ ماسٹر تک پہنچ سکتے تھے اس لئے گرینڈ ماسٹر نے فوری طور پر اسے ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے ہلاک ہوتے ہی گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ انڈر گراؤنڈ ہو گیا ہے''...... کراسکو نے کہا۔

''یہ سب بھی تمہیں اسی فاگ نے ہی بتایا ہو گا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں چونکہ پہلے ہی فاگ تک پہنچ چکا تھا اور اسے اپنے کنٹرول میں لے چکا تھا اس لئے اس نے مجھے اپنے ایک خفیہ

ٹھکانے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ وہ بھی گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کا
اہم رکن ہے اس لئے گرینڈ ماسٹر کے حکم پر وہ بھی انڈر گراؤنڈ ہو
گیا ہے لیکن اس کے باوجود اب بھی میری اس تک رسائی ہے۔
اس نے اپنے خفیہ ٹھکانے کے بارے میں خود ہی مجھے بتا دیا تھا کہ
ضرورت کے وقت میں اس سے وہیں مل سکتا ہوں''...... کراسکو نے
کہا۔

''تو پھر اسے گرینڈ ماسٹر کے باقی ارکان کا بھی پتہ ہو گا کہ وہ
کہاں چھپے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اسے باقی ارکان کا تو نہیں پتہ البتہ وہ راڈنی نامی ایک
آدمی کو جانتا ہے۔ ویانگو کے بعد اب راڈنی ہی گرینڈ ماسٹر کا رائٹ
ہینڈ ہے اور فاگ کے کہنے کے مطابق راڈنی نے ہی ویانگو کو ہلاک
کیا تھا۔ وہ ویانگو کے آفس میں گیا تھا اور اس نے وہاں ایک فائر
بم پھینک دیا تھا جس سے ویانگو کے آفس میں آگ لگ گئی تھی اور
وہ وہیں جل کر بھسم ہو گیا تھا''...... کراسکو نے جواب دیا۔

''تو تم نے اس سے راڈنی کے بارے میں کوئی معلومات حاصل
نہیں کیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کی ہیں۔ راڈنی اس وقت اپنی رہائش گاہ میں موجود ہے اور
اس کی رہائش گاہ فارگ کالونی کی کوٹھی نمبر سات سو بیس ہے۔ وہ
وہاں نئے میک اپ اور ڈاکٹر لاساک کے نام سے رہائش پذیر
ہے''...... کراسکو نے کہا۔

''ڈاکٹر لاساک''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ چاہیں تو میں اسے اٹھا کر لا سکتا ہوں۔ اس
ں مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا''...... کراسکو نے کہا۔

''اگر یہ کام ہو جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ ہم راڈنی سے
رینڈ ماسٹر کا معلوم کر کے اس تک پہنچ جائیں گے اور اس سے
لاسکا فارمولا حاصل کر لیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
کراسکو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں یہ کام آج ہی کر لیتا ہوں۔ راڈنی آج ہی
پ کے پاس پہنچ جائے گا''...... کراسکو نے کہا۔

''کیا تم خود لاؤ گے اسے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ کام سائم کرے گا۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر
ہے''...... کراسکو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا فاگ بھی گرینڈ ماسٹر کو جانتا ہے''...... چند لمحے توقف
کے بعد عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ فاگ کو گرینڈ ماسٹر کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔
گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کے چند افراد ہی ایسے ہیں جو گرینڈ ماسٹر کو
جانتے ہیں ورنہ گرینڈ ماسٹر کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس کے
بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔ فاگ کے کہنے کے مطابق ویانگو
کے بعد راڈنی ہی ایسا انسان ہے جس پر گرینڈ ماسٹر سب سے زیادہ
بھروسہ کرتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ گرینڈ ماسٹر کو ضرور

جانتا ہو گا''...... کراسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سائم سے کہو کہ وہ جلد سے جلد راڈنی کو اٹھا کر ہمارے پاس پہنچا دے تا کہ ہم اپنا کام پورا کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ راڈنی آج ہی آپ کے پاس پہنچ جائے گا''...... کراسکو نے کہا۔

''گڈ شو۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے ہماری رہائش کا کیا انتظام کیا ہے۔ گرینڈ ماسٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے ہمیں کسی خفیہ اور محفوظ رہائش گاہ کی ضرورت ہے۔ یہ کام ہم ہوٹل میں رہ کر نہیں کر سکتے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ سوری۔ میں باتوں میں آپ کو یہ بتانا بھول ہی گیا تھا کہ میں نے آپ کے لئے رہائش گاہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ میں آپ کو ایڈریس بتا دیتا ہوں یہ ایک جدید طرز کی کوٹھی ہے۔ اس کوٹھی میں آپ کے لئے میں نے ضرورت کا تمام سامان بھی پہنچا دیا ہے''...... کراسکو نے کہا اور اس نے عمران کو ایک نئی اور جدید کالونی کا پتہ اور کوٹھی کا نمبر بتا دیا۔

''تو کیا تم ہمارے ساتھ وہاں نہیں چلو گے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں بھی جلد ہی آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''...... کراسکو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کوٹھی میں جانے کے لئے کیا ہمیں ٹیکسی کا انتظام کرنا پڑے

گا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ آپ میری سپیشل کار میں چلے جائیں جو اس ہوٹل کے پارکنگ میں موجود ہے۔ یہ کار کی چابی ہے۔ آپ اس کار کے ذریعے کوٹھی پہنچ جائیں۔ میں اپنے لئے ٹیکسی کا انتظام کر لوں گا''...... کراسکو نے کہا اور جیب سے کار کی چابی نکال کر عمران کو دے دی۔

''سپیشل کار سے تمہاری کیا مراد ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ کار بلٹ اور بم پروف ہے اور اس کار میں کچھ ایسے فنکشنز ہیں جن کے استعمال سے آپ کار کو منی بکتر بند گاڑی بھی بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کار میں چھپا ہوا اسلحہ اوپن کر کے اسے دشمنوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے کار کو مکمل طور پر گن شپ بنا رکھا ہے''...... کراسکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ پھر تو یہ کار ہمارے کافی کام آئے گی''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا کہ ضرورت کے وقت میں یہ کار آپ کے حوالے کر دوں گا''...... کراسکو نے کہا اور پھر وہ عمران کو گن شپ کار کے فنکشنز کے بارے میں بتانے لگا جسے سن کر عمران کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ کراسکو نے واقعی ایک عام سی کار کو جدید ترین گن شپ کار میں تبدیل کر رکھا تھا جس کے ذریعے وہ اکیلا دشمنوں کی بڑی فورس کا بھی آسانی

سے مقابلہ کر سکتا تھا پھر کراسکو عمران سے اجازت لے کر اور اسے سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''ٹائیگر''...... کراسکو کے جانے کے بعد عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک سائیڈ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مستعدی سے جواب دیا۔

''کیا کہتے ہو۔ پہلے ہمیں رہائش گاہ میں جانا چاہئے یا گرینڈ ماسٹر کا پتہ معلوم کرنے کے لئے راڈنی کی رہائش گاہ پر خود ریڈ کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''جیسا آپ مناسب سمجھیں باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''مناسب تو یہی ہے کہ پہلے ہم رہائش گاہ دیکھ لیں تاکہ اگر ہمیں راڈنی کو اس کی رہائش گاہ سے اٹھانا پڑے تو ہم اسے اپنی رہائش گاہ میں لے جا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ یہی مناسب رہے گا۔ ہمارے پاس جو سامان ہے ہم اسے بھی رہائش گاہ میں چھوڑ سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ تو اٹھاؤ سامان اور چلو''...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی وہ دونوں اٹھے ہی تھے کہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ زوردار دھاکے سے کھلا اور چار لمبے تڑنگے اور انتہائی طاقتور جسموں کے مالک نوجوان اچھل اچھل کر اندر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین

پسٹل تھے۔ ان چاروں کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر عمران اور ٹائیگر اپنی جگہوں پر ساکت رہ گئے۔

''یہی ہیں وہ دونوں۔ ہلاک کر دو انہیں''...... ان میں سے ایک لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم کے مالک نوجوان نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ یکلخت مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

انٹر کام کی گھنٹی بجی تو گرینڈ ماسٹر چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

’’یس‘‘...... گرینڈ ماسٹر نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

’’فیلے اور فیلیا آئے ہیں گرینڈ ماسٹر‘‘...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

’’ٹھیک ہے۔ اندر بھیج دو انہیں‘‘...... گرینڈ ماسٹر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹر کام کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان مرد اور ایک نوجوان لڑکی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

’’یہاں آنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا‘‘...... گرینڈ ماسٹر نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں بدستور غراہٹ کا عنصر تھا۔

’’نہیں گرینڈ ماسٹر۔ ہمیں بھلا یہاں آنے میں کیا مسئلہ ہو سکتا

ہے‘‘...... فیلے نے مسکراتے ہوئے کہا تو گرینڈ ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’بیٹھو‘‘...... گرینڈ ماسٹر نے کہا تو ان دونوں نے گرینڈ ماسٹر کو شکریہ کہا اور اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کی آنکھوں میں فتح مندی اور کامیابی کی چمک دکھائی دے رہی تھی۔

’’پاکیشیا میں ہم نے اپنے دونوں مشن پورے کر لئے ہیں گرینڈ ماسٹر‘‘...... فیلیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں جانتا ہوں۔ یہ مشن تم دونوں ہی مکمل کر سکتے تھے اسی لئے میں نے تمہیں پاکیشیا ایک ساتھ بھیجا تھا‘‘...... گرینڈ ماسٹر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بے حد سپاٹ تھا جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا نہ ہو۔

’’یس گرینڈ ماسٹر‘‘...... دونوں نے ایک ساتھ کہا اور پھر فیلے نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور گرینڈ ماسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

’’اس میں سنکھارا کا دیا ہوا گارنٹیڈ چیک ہے گرینڈ ماسٹر۔ میں نے اسے ہلاک کرنے سے پہلے اس سے چیک بنوا کر اس کے دستخط کرا لئے تھے‘‘...... فیلے نے کہا تو گرینڈ ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فیلیا نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک مائیکرو فلم نکال کر بڑے احترام بھرے انداز میں گرینڈ ماسٹر کی طرف بڑھا دی۔

"اور یہ رہی سلاسکا فارمولے کی مائیکروفلم جسے رخشندہ عالم نے پیکٹ میں ڈال کر پاکیشیائی سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو بھیجا تھا"۔ فیلیا نے کہا تو گرینڈ ماسٹر نے اس کے ہاتھ سے فوراً مائیکروفلم لے لی اور اسے چمکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

"گڈ شو۔ تم نے یہ فارمولا مجھے پہنچا کر میرا ایک بڑا اور پرانا خواب پورا کیا ہے فیلیا۔ اس فارمولے کے حصول کے لئے میں واقعی پاگل ہو رہا تھا اور میں آج تک یہی سمجھتا آ رہا تھا کہ یہ فارمولا ڈیکوزے کے پاس ہے جس نے ڈاکٹر اسرار عالم کے بیٹے کو ایک لڑکی کے قتل میں ملوث ہونے سے بچانے کے لئے اسے اپنے باپ کا فارمولا لا کر دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ ڈیکوزے کے غائب ہونے کے بعد میں اس فارمولے کے ملنے کی امید کھو بیٹھا تھا لیکن تمہاری کاوشوں کی وجہ سے یہ فارمولا میرے ہاتھ میں ہے اور اب میں اس فارمولے کو سپر پاورز کو بیچ کر دنیا کے تمام لارڈز سے بڑا لارڈ بن سکتا ہوں۔ اس فارمولے کی وجہ سے سپر پاورز اپنی ساری دولت میرے قدموں میں ڈھیر کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور میں دنیا کا نمبر ون لارڈ بن جاؤں گا۔ گریٹ لارڈ"...... گرینڈ ماسٹر نے انتہائی فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"یس گرینڈ ماسٹر"...... فیلے اور فیلیا نے ایک ساتھ کہا۔

"تم دونوں چونکہ میری اس کامیابی میں برابر کے حصے دار ہو اس لئے میں تم دونوں کو خصوصی انعام دوں گا۔ اتنا بڑا انعام جو

تمہاری سوچ سے بھی بڑا ہے"...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔ اس کا لہجہ بدستور غراہٹ بھرا تھا۔

"آپ کی تعریف ہی ہمارے لئے انعام ہے گرینڈ ماسٹر۔ اس کے باوجود آپ ہمیں اپنی خوشی سے جو انعام دیں گے وہ ہمارے لئے اعزاز ہو گا"...... فیلیا نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم دونوں کا انعام میں آج اور ابھی دوں گا"...... گرینڈ ماسٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ فیلے اور فیلیا کچھ کہتے اچانک ان کی کرسیوں کے نیچے سے زمین سرکی اور دوسرے لمحے وہ دونوں بری طرح سے چیختے ہوئے کرسیوں سمیت نیچے بننے والے خلاء میں گرتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ خلاء میں غائب ہوئے فرش دوبارہ برابر ہوتا چلا گیا۔

"تم دونوں میرے وفادار تھے لیکن سلاسکا کے بارے میں چونکہ تم سب کچھ جانتے ہو اس لئے تم دونوں کو زندہ رکھ کر میں اپنے لئے کوئی خطرہ نہیں مول لے سکتا"...... گرینڈ ماسٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کا ایک ہاتھ میز کے نیچے تھا جہاں سے اس نے ایک بٹن پریس کر کے ان دونوں کو کرسیوں سمیت فرش کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں پھینک دیا تھا۔ اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اس کے سامنے دیوار کا ایک حصہ سرکتا چلا گیا اور دیوار کے پیچھے سے ایک سکرین نکل کر باہر آ گئی۔ سکرین بلینک تھی۔ گرینڈ ماسٹر نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول نکال

لیا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کا رخ سکرین کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کیا تو سکرین روشن ہو گئی اور دوسرے لمحے سکرین پر ایک تہہ خانے کا منظر ابھر آیا۔ یہ وہی تہہ خانہ تھا جو اس کے دفتر کے نیچے بنا ہوا تھا اور جس میں اس نے فیلے اور فیلیا کو پھینکا تھا۔

دونوں اٹھ کر کھڑے ہو رہے تھے اور ان کے چہروں پر انتہائی خوف اور سراسیمگی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں اٹھے اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تہہ خانے میں چند انسانی کھوپڑیاں اور ڈھانچے پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور تہہ خانہ شاید بو سے بھرا ہوا تھا کیونکہ ان دونوں کے چہروں پر انتہائی ناگواری کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”تم دونوں شاید اس بات پر حیران ہو رہے ہو کہ میں نے انعام دینے کی بجائے تم دونوں کو موت کے تہہ خانے میں کیوں پھینکا ہے“...... گرینڈ ماسٹر نے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو فیلے اور فیلیا دونوں چونک پڑے اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ گرینڈ ماسٹر کی آواز انہیں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

”یس گرینڈ ماسٹر۔ ہمیں اس بات کا گمان بھی نہیں تھا کہ آپ ہماری کامیابی کا ہمیں یہ انعام دیں گے“...... فیلیا کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز سکرین کے اندر لگے ہوئے اسپیکروں سے سنائی دی تھی۔

”گرینڈ ماسٹر کو اپنے سوا کسی کا مفاد عزیز نہیں ہے فیلیا۔ تم

دونوں نے میرے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ سلاسکا فارمولا لا کر تم نے میری دیرینہ خواہش پوری کر دی ہے۔ یہ فارمولا میرے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ دنیا میں کسی کو اس بات کا علم ہو کہ یہ فارمولا میرے پاس ہے۔ میں اس راز کو اس وقت تک راز رکھنا چاہتا ہوں جب تک مجھے اس فارمولے کا صحیح خریدار نہیں مل جاتا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ علی عمران اپنے ساتھی ٹائیگر کے ساتھ یہاں آیا ہوا ہے تمہاری رپورٹ کے مطابق جب تم سر سلطان کی رہائش گاہ میں نائلہ بن کر گئی تھی تو وہاں علی عمران بھی آیا تھا۔ تم جس طرح اسے بے ہوش کر کے وہاں سے فارمولا حاصل کر کے نکلی تھی یہ بات علی عمران کو چونکا دینے کے لئے کافی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں تمہارے ہی پیچھے آیا ہو۔ تم دونوں میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ اگر عمران تم دونوں تک پہنچ گیا تو تمہارے ذریعے اس کا مجھ تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا اس لئے میں اپنی طرف آنے والے ہر راستے کو بند کر رہا ہوں تاکہ علی عمران کسی بھی طرح مجھ تک نہ پہنچ سکے۔ اس جیسے ذہین انسان سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ کب تم تک پہنچ جائے اس لئے میں تم دونوں کو اپنے راستے سے ہٹا رہا ہوں تاکہ عمران کو مجھ تک پہنچنے کے لئے کوئی بھی ذریعہ نہ مل سکے“...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

”آپ ہم پر بھروسہ کریں گرینڈ ماسٹر۔ ہم فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جائیں گے یا پھر میک اپ کر کے کسی اور ملک چلے جائیں گے۔ عمران کسی بھی صورت میں ہمیں تلاش نہیں کر سکے گا اگر وہ ہم تک پہنچ بھی گیا تو ہم موت قبول کر لیں گے لیکن آپ کا نام کبھی اپنی زبان پر نہیں لائیں گے۔ ہم آپ کے وفادار ہیں گرینڈ ماسٹر۔ ہم کسی بھی صورت میں آپ کا نام اوپن نہیں کریں گے۔ فار گاڈ سیک ہمیں اس قدر اذیت ناک اور بھیانک موت سے ہمکنار نہ کریں“...... فیلے نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”سوری فیلے۔ میں ایک بار جو فیصلہ کر لیتا ہوں اسے واپس نہیں لیتا۔ میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تم دونوں مجھے سنکھارا کا گارنٹیڈ چیک اور سلاسکا فارمولے کی مائیکرو فلم لا کر دو گے تو میں تم دونوں کو فوری طور پر ختم کر دوں گا۔ تم دونوں چونکہ میرے وفادار رہے ہو اور تم دونوں نے گرینڈ ماسٹر سنڈیکیٹ کے لئے بہت کام کیا ہے اس لئے میں تم دونوں کو بھیانک اور اذیت ناک موت سے ہمکنار نہیں کروں گا۔ تم دونوں کی موت آسان ہو گی بہت آسان“...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن پریس کیا تو تہہ خانے میں موجود فیلے اور فیلیا چونک کر تہہ خانے کی دیواروں کی طرف دیکھنے لگے جہاں چھوٹے چھوٹے چند خانے کھل گئے تھے اور ان میں سے اچانک ہلکے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ نیلا دھواں دیکھ کر فیلے اور

فیلیا کے رنگ زرد پڑ گئے اور وہ بری طرح سے تھرتھراتے ہوئے چیخنے چلانے لگے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر گرینڈ ماسٹر سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے لیکن گرینڈ ماسٹر کے چہرے پر ان کے لئے ہمدردی کا کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بدستور سپاٹ تھا۔ اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک اور بٹن پریس کیا تو دیواروں کے خانوں سے دھواں نکلنے میں تیزی آ گئی۔ فیلے اور فیلیا نے اپنے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ لئے تھے لیکن کب تک کچھ ہی دیر میں کمرہ نیلے رنگ کے دھویں سے بھر گیا اور فیلے اور فیلیا فرش پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگے اور پھر کچھ دیر تڑپتے رہنے کے بعد وہ ساکت ہو گئے۔

ان دونوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر گرینڈ ماسٹر نے ریموٹ کنٹرول سے سکرین آف کر دی۔ سکرین آف ہوتے ہی واپس دیوار میں چلی گئی اور دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔ گرینڈ ماسٹر نے ریموٹ کنٹرول واپس دراز میں رکھا اور دراز بند کر دی۔ چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”گرینڈ ماسٹر“...... گرینڈ ماسٹر نے کرخت اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ گرینڈ ماسٹر آپ۔ میں راڈنی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے راڈنی کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم''...... گرینڈ ماسٹر نے پوچھا۔

''میں اپنے کلب میں موجود ہوں گرینڈ ماسٹر۔ حکم''...... راڈنی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فوری طور پر میرے آفس پہنچو۔ مجھے تم سے ایک ایمرجنسی کام ہے''...... گرینڈ ماسٹر نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

''یس۔ گرینڈ ماسٹر۔ میں دس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''...... راڈنی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور گرینڈ ماسٹر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور میز پر پڑی ہوئی مائیکرو فلم اٹھا لی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر انتہائی کامیابی و کامرانی کی چمک تھی۔

چاروں افراد جس طرح مشین پسٹل لے کر اندر داخل ہوئے تھے انہیں دیکھتے ہی عمران اور ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال لئے تھے اور پھر جیسے ہی بدمعاش ٹائپ نوجوان نے انہیں ہلاک کرنے کا کہا۔ عمران اور ٹائیگر کے مشین پسٹل ایک ساتھ گرجے اور وہ چاروں چیختے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے دروازے کے پاس ہی گرتے چلے گئے۔

عمران اور ٹائیگر نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ان چاروں پر فائرنگ کی تھی کہ انہیں بچنے یا ان پر جوابی فائرنگ کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ چاروں ہلاک ہو چکے تھے۔

''ان کی جیبوں کی تلاشی لو اور جو کچھ نکلے انہیں اپنے پاس محفوظ کر لو اور جلدی نکلو یہاں سے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے سب سے پہلے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ تیزی سے ان چاروں کی تلاشی لینے لگا۔ ان

کی جیبوں سے نکلنے والی چیزیں وہ اپنی جیبوں میں منتقل کر رہا تھا۔ تمام چیزیں اپنی جیبوں میں رکھ کر وہ واپس آیا اور اس نے اپنا مخصوص بیگ اٹھایا اور پھر وہ دونوں تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے سے باہر نکلے تو انہیں راہداری میں کئی افراد کھڑے دکھائی دیئے جو حیرت سے وہاں ہونے والی فائرنگ پر تبصرے کر رہے تھے۔ وہ سب چونکہ اپنے کمروں میں تھے اس لئے انہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہوا تھا کہ فائرنگ کس کمرے میں ہوئی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی کو دیکھ کر وہ چونک پڑے لیکن انہوں نے ان پر کوئی توجہ نہ دی۔ عمران اور ٹائیگر ان افراد کے درمیان سے ہوتے ہوئے تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھے اور رکے بغیر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

''خاموشی سے نکل چلو۔ اب ہمارے پاس کمرہ کلیئر کرانے کا وقت نہیں ہے''...... ہال میں آ کر عمران نے آہستہ آواز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ہال کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھنے لگے۔ وہاں چونکہ ٹورسٹوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا اس لئے کسی نے ان پر توجہ نہ دی تھی اس لئے انہیں وہاں سے نکلنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ ہال سے نکلتے ہی وہ ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچ گئے۔ پارکنگ میں عمران کی نظریں گرے رنگ کی کار کی تلاش میں دوڑنے لگیں جس کا نمبر اور ماڈل کراسکو نے

ایا تھا۔ جلد ہی وہ کار تک پہنچ گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ کار ں سوار پارکنگ سے نکلے جا رہے تھے۔

''کون تھے وہ چار افراد جو اچانک ہمارے کمرے میں گھس ئے تھے''...... ٹائیگر نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گرینڈ ماسٹر کے پالے ہوئے بدمعاشوں کے سوا اور کون ہو کتے ہیں وہ۔ تم نے سنا نہیں تھا کراسکو نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ گرینڈ ماسٹر کو ہماری یہاں آمد کا علم ہو چکا ہے۔ اب ظاہر ہے وہ ہمیں یہاں زندہ حالت میں کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ ہماری وجہ سے انہیں انڈر گراؤنڈ ہونا پڑا ہے اس لئے وہ اب یہی چاہیں گے کہ یا تو ہم واپس چلے جائیں یا پھر ان کے بھیجے ہوئے غنڈوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن انہیں ہمارا پتہ کیسے چلا۔ ہم یہاں میک اپ میں آئے ں''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تا۔

''ہم ایکریمیا میں ہیں کسی ترقی پذیر ملک میں نہیں۔ اس ملک ں سائنس اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ جدید آلات کی وجہ سے ڑک پر چلنے والے انسان کی دل کی دھڑکنیں بھی آسانی سے گن جاتی ہیں پھر ان آلات کے سامنے میک اپ کیا حیثیت رکھتے ں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں واقعی اب مجرم تنظیمیں بھی بے حد

باوسائل ہوگئی ہیں۔ ان کے پاس بھی جدید ترین آلات ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتے ہیں"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان سب باتوں کو چھوڑو اور پیچھے دیکھو۔ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ڈائریکٹ پلٹ کر دیکھنے کی بجائے سامنے لگے ہوئے بیک مرر کی طرف دیکھا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے کچھ فاصلے پر سفید رنگ کی ایک کار دکھائی دی جو کافی دیر سے ان کے پیچھے آ رہی تھی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ کار میں نے پارکنگ میں دیکھی تھی۔ یہ ہمارے پیچھے ہی باہر آئی تھی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کار میں دو افراد ہیں۔ ایک ڈرائیور سیٹ پر اور ایک سائیڈ سیٹ پر۔ ان دونوں کی نظریں ہماری کار پر ہی جمی ہوئی ہیں۔ میں نے کار بلاوجہ مختلف سڑکوں پر گھمائی تھی لیکن سفید رنگ کی کار کا راستہ نہیں بدلا تھا"...... عمران نے کہا۔

"کون ہو سکتے ہیں یہ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"انہی کے ساتھی ہوں گے جنہوں نے ہوٹل کے کمرے پر ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تب پھر انہیں زندہ پکڑنا چاہئے تاکہ پتہ چلایا جا سکے کہ ان کا

تعلق کس گروپ سے ہے اور یہ ہمیں کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اسی لئے میں کار مضافاتی علاقے کی طرف لے جا رہا ہوں تاکہ انہیں کسی ایسے مقام پر گھیرا جا سکے جہاں سے انہیں فرار کا موقع نہ مل سکے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کار مختلف سڑکوں پر دوڑاتا رہا پھر اس نے کار شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف موڑ لی۔

مضافات کی طرف جانے والی سڑک پیچ در پیچ پہاڑی راستوں سے ہو کر گزرتی تھی۔ سڑک سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ ہر ایک کلو دو کلو میٹر کے فاصلے پر کوئی نہ کوئی موڑ آ جاتا تھا۔ سڑک مسلسل چڑھائی چڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف کٹی ہوئی پہاڑیاں تھیں جن کی بعض چٹانیں نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں اور ایسا لگتا تھا جیسے اب گریں کہ تب گریں۔ ان راستوں پر سڑک کی اور کوئی شاخ نہیں تھی جہاں سے کسی اور طرف راستہ نکل سکتا ہو۔ یہ ڈبل وے تھا جہاں ایک سائیڈ سے کاریں آتی تھیں اور دوسری سائیڈ سے جا رہی تھیں۔ سڑک کے درمیان میں باقاعدہ ڈیوائیڈر لگا ہوا تھا۔ وہاں ایسی کوئی جگہ موجود نہیں تھی جہاں سے گاڑی کو ایک سڑک سے دوسری سڑک پر موڑا جا سکتا ہو۔

اس مین روڈ پر آگے مختلف علاقوں کی طرف جانے کے کئی

راستے تھے۔ عمران کار دائیں بائیں موڑنے کی بجائے سیدھی سڑک پر دوڑاتا لے گیا۔ یہ سڑک اب سنگل روڈ تھی۔ اس سڑک کے ایک طرف چٹانیں تھیں اور دوسری طرف، گہری کھائیاں۔ یہ سڑک دور تک خالی تھی۔ عمران کار تیزی سے دوڑاتا ہوا ابھی کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک سامنے سے اسے ایک ہیوی ٹرالر آتا دکھائی دیا۔ ٹرالر دھان سے بھرا ہوا تھا اور نہایت تیز رفتاری سے اس طرف آ رہا تھا۔ ہیوی ٹرالر نے سڑک کو مکمل طور پر گھیر لیا تھا۔ دائیں بائیں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں سے عمران کار کو نکال کر آگے لے جا سکتا ہو۔ پیچھے آنے والی سفید کار بھی اب کافی نزدیک آ گئی تھی اور کار میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کے ہاتھوں میں مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا جو اس نے کھڑکی سے باہر نکال رکھا تھا جبکہ ڈرائیور کار کی رفتار بڑھا کر فاصلہ مزید کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

سامنے سے آنے والے ٹرالر کا ڈرائیور بھی انتہائی مشاق معلوم ہو رہا تھا جو اس قدر خطرناک راستے پر ٹرالر کو تیزی سے دوڑاتا ہوا لا رہا تھا۔ عمران اب دونوں طرف سے پھنس چکا تھا۔ اگر وہ کار روک لیتا تو پیچھے سے آنے والی سفید کار میں موجود آدمی ان پر فائرنگ کر دیتے اور اگر عمران کار اسی تیزی سے دوڑاتا رہتا تو اس کی کار ٹرالر سے ٹکرا جاتی۔ دونوں ہی صورتیں خطرناک تھیں۔ اسی لمحے پیچھے سے آنے والی کار میں بیٹھے ہوئے شخص نے مشین پسٹل

سے ان کی کار پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ بیک ویو مرر سے عمران نے مشین پسٹل سے شعلے نکلتے دیکھ لئے تھے۔ فائرنگ ہوتے دیکھ کر وہ کار تیزی سے دائیں بائیں لہرانے لگا۔ گولیاں کار کے دائیں بائیں اور اوپر سے نکلتی چلی گئیں۔

ٹرالر کا فاصلہ تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ دونوں طرف موت تھی اگر عمران کار روکتا تو اس کی کار پیچھے سے آنے والی کار سے ہونے والی فائرنگ کی زد میں آ جاتی اور اگر وہ کار نہ روکتا تو سامنے سے آنے والا ٹرالر اس کی کار سے ٹکرا کر کار کے پرخچے اُڑا دیتا۔

''باس''...... ٹائیگر نے کچھ کہنا چاہا۔

''خاموش رہو''...... عمران غرایا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کار اور ٹرالر کا فاصلہ جوں جوں کم ہو رہا تھا عمران کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی ابھرنا شروع ہو گئی تھی۔ عمران نے کار کی رفتار کم کرنے کی بجائے بڑھانی شروع کر دی تھی۔ کار برق رفتار سے ٹرالر کی جانب بڑھنی شروع ہو گئی تھی اور پھر جیسے ہی یہ فاصلہ چند گز کا رہ گیا اسی لمحے عمران نے کار کو یکلخت بریک لگا دیئے۔ بریک لگتے ہی ماحول ٹائروں کی تیز چیخوں کی آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ بریک لگنے کی وجہ سے کار کو زور دار جھٹکا لگا تھا اور کار کو جھٹکا لگتے ہی عمران نے یکلخت گیئر بدل کر پوری قوت سے سپیڈ پیڈل پر پیر دبا دیا۔ کار کا اگلا حصہ اٹھا اور دوسرے لمحے

کار کسی جیٹ جہاز کی طرح ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی۔ کار سڑک سے دس فٹ بلند ہوئی تھی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے انتہائی مہارت سے کار کو اٹھا کر ٹرالر کے اوپر سے سے گزارنے کی کوشش کی تھی۔ اگر اس سے معمولی سی کوتاہی بھی ہو جاتی تو اس کا نتیجہ سوائے موت کے اور کچھ نہ ہوتا۔ کار یا تو سائیڈ میں موجود ہزاروں فٹ گہری کھائی میں گر جاتی یا پھر سائیڈ کی چٹانوں سے ٹکرا جاتی۔ لیکن عمران ایسے کاموں میں ماہر ہو چکا تھا۔ کار ہوا میں بلند ہوئی تو ٹرالر تیزی سے اس کے نیچے سے گزرتا چلا گیا اور عمران کی کار آگے جا کر نیچے کی طرف جھکی اور زور دار دھماکے سے سڑک پر آ گئی۔ سڑک پر گرتے ہی کار دو تین بار اچھلی اور گھوم کر کھائی کی طرف بڑھی لیکن عمران نے انتہائی مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے کار بیلنس کر لی اور کار سڑک پر تیزی سے آگے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ عمران کو کار اس طرح ہوا میں بلند کرتے اور پھر سڑک پر لاتے دیکھ کر ٹائیگر کی پیشانی پر پسینہ ابھر آیا تھا لیکن عمران کی مہارت کام آئی تھی اور وہ دونوں یقینی موت سے بچ نکلے تھے۔ ٹرالر کا ڈرائیور جس تیزی سے ٹرالر لا رہا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ سفید کار والوں کا ساتھی ہے اور اس کا پروگرام انہیں ٹرالر سے کار سمیت کچلنے کا ہی تھا۔ عمران نے انتہائی خطرناک رسک لیتے ہوئے ایک بار پھر خود کو اور ٹائیگر کو موت کے بھیانک جبڑوں میں جانے سے بچا لیا تھا۔ ٹرالر کے اوپر سے کار صحیح سلامت گزارنے اور

سڑک پر لانے میں محض چند لمحے لگے تھے لیکن عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس حالت میں صدیاں گزر گئی ہوں۔

عمران کار لے کر سڑک پر آ گیا تھا لیکن اب سفید کار ان کے پیچھے نہیں آ سکتی تھی کیونکہ سڑک تنگ تھی اور اس پر ٹرالر موجود تھا جو سفید کار کے راستے میں حائل ہو گیا تھا۔ اس لئے عمران کار روکے بغیر آگے بڑھاتا لے گیا۔

''جان بچانے کے لئے کبھی کبھی موت کے منہ میں بھی چھلانگ لگانی پڑتی ہے''...... عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے لئے بھی حوصلے اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسا حوصلہ صرف آپ کے پاس ہے''۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہاں ٹرالر لانے کے لئے شاید سفید کار والوں نے ہی کال کی ہو گی تاکہ ہمیں کچلا جا سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مجرم ضرورت سے زیادہ تیز معلوم ہوتے ہیں اور انہیں شاید ہم سے کچھ زیادہ ہی خوف محسوس ہو رہا ہے جو انہوں نے ہم پر پے در پے حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں''...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔

''گرینڈ ماسٹر نے انڈر گراؤنڈ ہونے کے باوجود ہمارے خلاف محاذ کھول دیا ہے تاکہ ہم اس تک نہ پہنچ سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مگر اب فوری طور پر ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم کراسکو

سے بات کرو۔ ہم نجانے کس طرف اور شہر سے کتنے دور آ گئے ہیں۔ اب ہمیں اس کی مدد لینی پڑے گی ورنہ ہم مخصوص ٹھکانے تک نہیں پہنچ سکیں گے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

''ایگل اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کراسکو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ تو ٹائیگر نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کن حالات کا شکار ہیں۔

''اوہ۔ تو اسی لئے تم اور پرنس یہاں نہیں پہنچ سکے جبکہ میں یہاں بیٹھا تم دونوں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور''...... ساری بات سن کر کراسکو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہے۔ ہمیں راستہ بتاؤ تا کہ ہم مخصوص ٹھکانے پر پہنچ سکیں۔ اوور''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ اس وقت جہاں آپ موجود ہیں۔ یہاں سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر میرا ایک اور ٹھکانہ بھی موجود ہے۔ آپ وہاں چلے جائیں۔ وہاں میرا ایک آدمی ہے جس کا نام ہوپر ہے۔ اس ٹھکانے پر ہمارا ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ میں ہوپر کو بتا دیتا ہوں۔ وہ کار وہیں رکھ لے گا اور ہیلی کاپٹر میں آپ کو لے کر یہاں آ جائے گا۔ اوور''...... کراسکو نے کہا۔

''کہاں ہے ہوپر کا ٹھکانہ اور ہم اسے پہچانیں گے کیسے۔

اوور''...... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے کراسکو اسے ہوپر اور اس کے ٹھکانے کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے اطلاع دے دو۔ ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا اور پھر اس کے کہنے پر ٹائیگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب عمران کے چہرے پر قدرے سکون دکھائی دے رہا تھا۔

لمبا تڑنگا اور لمبوترے چہرے والا نوجوان جیسے ہی آفس نما کمرے میں داخل ہوا اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ وہیں رک گیا اور اس نے جیب سے سیل فون نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

”یس۔ بلیک سپیکنگ“...... نوجوان نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”جیگر بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس جیگر۔ کیا ہوا ہے ان دونوں کا۔ ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں“...... بلیک نے کہا اور قدم بڑھاتا ہوا اپنی میز کے پاس آیا اور گھوم کر میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

”نو باس۔ وہ دونوں ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گئے ہیں“...... جیگر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو بلیک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”کیسے بچ گئے ہیں وہ نانسنس“...... بلیک نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”میں نے انہیں ہلاک کرنے کے لئے ہوٹل کے روم میں چار مسلح افراد بھیجے تھے باس۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہمارے آدمی ان دونوں پر فائرنگ کرتے ان دونوں نے مشین پسٹل نکال کر ہمارے آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور وہاں سے نکل گئے۔ میں نے ان کی شکلیں دیکھی ہوئی تھیں اور میں پارکنگ میں اپنے ساتھیوں کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اپنے ساتھیوں کی جگہ جب میں نے ان دونوں کو پارکنگ میں آتے دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔ میرا خیال تھا کہ ہمارے ساتھیوں نے ان دونوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا ہو گا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ ہوٹل میں موجود میرے آدمی نے بتایا کہ جس کمرے میں یہ دونوں موجود تھے وہاں ہمارے چاروں ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں“...... جیگر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اگر تم نے انہیں پارکنگ میں دیکھا تھا تو پھر تم نے ان پر حملہ کیوں نہیں کیا۔ انہیں وہیں مار گراتے“...... بلیک نے غرا کر کہا۔

”وہ دونوں تیزی سے کار لے کر نکل گئے تھے باس۔ میں نے فوری طور پر ان کا تعاقب کیا۔ میرا ارادہ تھا کہ دونوں جیسے ہی کار سے باہر نکلتے میں فوراً ان پر فائرنگ کرتا اور انہیں ہلاک کر دیتا

لیکن ان دونوں کو شاید اپنے تعاقب کا علم ہو گیا تھا اس لئے وہ کار مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر لے گئے تھے۔ وہ جن راستوں سے گزر رہے تھے وہ راستے نواحی علاقے کرانچ کی طرف جاتے تھے جہاں ہمارا ایک اہم ٹھکانہ سپر سپاٹ موجود ہے۔ جب میں نے انہیں کرانچ کی طرف جاتے دیکھا تو میں نے ٹھکانے پر فون کر کے جیمسن کو بلا لیا تھا تاکہ وہ ہیوی ٹرالر لائے اور اس ٹرالر کے ذریعے ان دونوں کو کار سمیت کچل دے۔ لیکن وہ بہت چالاک ثابت ہوئے ہیں باس۔ اس سے پہلے کہ جیمسن ٹرالر سے انہیں کچلتا وہ حیرت انگیز طور پر کار کو ٹرالر کے اوپر سے جمپ لگا کر گزار لے گئے تھے۔ میرے سامنے چونکہ ٹرالر آ گیا تھا اس لئے میں ان کا تعاقب جاری نہیں رکھ سکتا تھا“...... جیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلیک غرا کر رہ گیا۔

”ہونہہ۔ تو وہ دونوں ابھی زندہ ہیں“...... بلیک نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... جیگر نے کہا۔

”اب کہاں ہیں وہ دونوں“...... بلیک نے غرا کر پوچھا۔

”وہ ابھی تک کرانچ میں ہی ہیں۔ اب میں نے مارگ کو ہیلی کاپٹر پر بھیجا ہے باس۔ مارگ ہر صورت میں اپنا ٹارگٹ ہٹ کرنا جانتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہر صورت میں ان دونوں کو کار سمیت ہٹ کر دے گا اور دونوں جلد ہی اپنے انجام تک پہنچ جائیں

گے“...... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے ہی مارگ کی طرف سے کوئی رپورٹ آئے مجھے اس سے فوراً مطلع کرنا“...... بلیک نے کہا۔

”یس باس“...... جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بلیک نے رابطہ ختم کر دیا۔

”نانسنس۔ ابھی تک ان سے دو افراد ہلاک نہیں ہو سکے ہیں۔ الٹا ان دونوں کے ہاتھوں ہمارے چار آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگر گرینڈ ماسٹر نے کال کر کے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو میں اسے کیا جواب دوں گا کہ بلیک گروپ میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ دو افراد کو ہلاک کر سکے“...... بلیک نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سیل فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سیل فون کی سکرین پر ڈسپلے دیکھا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہونہہ۔ ادھر شیطان کا نام لیا اور ادھر شیطان کی کال آ گئی“۔ بلیک نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے کان سے لگا لیا۔

”یس بلیک سپیکنگ“...... بلیک نے جان بوجھ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”گرینڈ ماسٹر بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے گرینڈ ماسٹر کی کرخت آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس گرینڈ ماسٹر"...... بلیک نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی ٹائیگر کا کیا ہوا ہے۔ وہ ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں"...... گرینڈ ماسٹر نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"انہیں ہلاک کرنے کا تم نے مجھے تین دن کا وقت دیا ہے گرینڈ ماسٹر اور آج پہلا دن ہے۔ پھر اتنی جلدی تمہیں کال کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... بلیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تمہارا گروپ ان دونوں کو ہلاک کرنے کی بجائے الٹا ان دونوں کے قہر کا شکار ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ تمہارے آدمی ان دونوں کو ہلاک کریں۔ وہ دونوں تمہارے آدمیوں کو ہلاک کر رہے ہیں"...... گرینڈ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا تو بلیک بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا"...... بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ہر وقت اپنے کان اور آنکھیں کھلی رکھتا ہوں بلیک۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ ان دونوں کی ہلاکت کا تمہیں ٹاسک دے کر میں ان سے غافل ہو گیا ہوں"...... گرینڈ ماسٹر کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو بلیک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور تم نے ہی تو کہا تھا کہ وہ دونوں سو سو افراد پر بھاری ہیں۔ مگر میں بھی ہاتھ پیر بچا کر ان کے تعاقب

میں ہوں۔ بہت جلد ان کی ہلاکت کی خبر تمہیں مل جائے گی۔ وہ اب مجھ سے بچ نہیں سکتے"...... بلیک نے کہا۔

"ایسا ہو جائے تو بہتر ہو گا ورنہ مجھے یہ کام تم سے واپس لے کر کسی اور کو سونپنا پڑے گا"...... گرینڈ ماسٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تین دن سے پہلے تم مجھ سے ایسی بات نہیں کر سکتے گرینڈ ماسٹر۔ ان کی ہلاکت کے لئے تم نے مجھ سے باقاعدہ ڈیل کی ہے اور یہ ڈیل مقررہ وقت سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر تم نے ایسا کیا تو پھر تمہیں اس کا ہرجانہ دینا پڑے گا۔ میں اس بات کا حق رکھتا ہوں کہ تمہاری طرف سے ڈیل کینسل ہونے پر میں تم سے پورا معاوضہ وصول کروں جو ہم میں طے ہوا ہے"...... بلیک نے بھی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم گرینڈ ماسٹر سے معاوضہ وصول کرو گے نانسنس۔ تمہاری میرے سامنے اوقات ہی کیا ہے۔ میں تمہیں اور تمہارے گروپ کو لمحوں میں اپنے پیروں تلے مسل سکتا ہوں"...... گرینڈ ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے بھی ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہے گرینڈ ماسٹر۔ اگر ایکریمیا میں تمہارا سنڈیکیٹ فعال اور طاقتور ہے تو میرا گروپ بھی معمولی گروپ نہیں ہے۔ اگر تمہارے آدمیوں نے میرے گروپ کے کسی ایک آدمی کو بھی ہاتھ لگایا تو پھر میری اور تمہاری یہاں باقاعدہ جنگ شروع ہو جائے گی۔ تم میرا ایک آدمی مارو گے

تو بدلے میں تمہیں اپنے دس آدمیوں کی لاشیں اٹھانی پڑیں گی۔ یہ بات تمہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی کہ اگر ہم دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے تو پھر ہم دونوں میں سے ایک ہی زندہ بچ سکے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے چیلنج نہ کرو اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔ تین دن کے بعد اگر میں اپنے ٹاسک میں ناکام ہوتا ہوں تو پھر تم مجھ سے جس لہجے میں چاہو بات کر سکتے ہو لیکن اس سے پہلے نہیں۔ گڈ بائی''۔ بلیک نے انتہائی درشت لہجے میں کہا اور سیل فون کان سے ہٹا کر اس کا بٹن پریس کر کے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

''ہونہہ۔ نانسنس۔ نجانے خود کو کیا سمجھتا ہے۔ شاید اسے معلوم نہیں ہے کہ میں اس کی اصلیت جانتا ہوں۔ میں اگر آج ہی اسے بے نقاب کر دوں تو اسے ایکریمین فورسز سے چھپنے کی کوئی جگہ بھی نہیں ملے گی''...... بلیک نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک نے سکرین دیکھی تو اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ ڈسپلے پر گرینڈ ماسٹر کی دوبارہ کال فلیش ہو رہی تھی۔

''ہونہہ۔ اب کیا ہے''...... بلیک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''سنو بلیک۔ میری اور تمہاری آپس میں کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے ہمیں ایک دوسرے سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم

دونوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جھگڑنے کی بجائے ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ ہم دونوں میں اتفاق ہو گا تو ہم آگے بھی مل کر کام کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے تو کوئی تیسرا ہم پر سبقت لے جائے گا اور ہماری یہاں برسوں کی بنائی ہوئی ساکھ ختم ہو جائے گی''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

''گڈ شو۔ یہی بات میں تمہیں سمجھانا چاہتا تھا گرینڈ ماسٹر۔ ایک دوسرے سے تعاون کرنے میں ہی ہماری بھلائی ہے۔ تم تھوڑا توقف کرو۔ تم نے مجھے جو کام دیا ہے اسے پورا کرنا میری ذمہ داری ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی کو کیسے ہلاک کرنا ہے یہ میں بخوبی جانتا ہوں''...... بلیک نے بھی لہجہ نرم کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اب تم سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنا ٹاسک ضرور پورا کرو گے۔ بس ایک بات کا دھیان رکھنا کہ ان دونوں کو یہاں سے کسی بھی صورت میں زندہ واپس نہیں جانا چاہئے۔ انہیں کسی بھی طرح اور کسی بھی حالت میں ہلاک ہونا چاہئے۔ مجھے اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک کہ میں ان دونوں کی لاشیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ جلد ہی ان دونوں کی لاشیں تمہارے قدموں میں ہوں گی''...... بلیک نے کہا۔

"اوکے۔ میرا سپیشل نمبر تمہارے پاس ہے۔ کامیابی حاصل کرنے کے بعد تم جب چاہو مجھے کال کر سکتے ہو"...... گرینڈ ماسٹر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"ہونہہ۔ اب آئی ہے اس کی عقل ٹھکانے۔ اس نے شاید مجھے ایک عام سا کرمنل سمجھ لیا تھا جو مجھ پر رعب جھاڑنے کی کوشش کر رہا تھا"...... بلیک نے غراتے ہوئے کہا اور سیل فون میز پر رکھ دیا۔

گرینڈ ماسٹر کا نرم لہجہ سن کر اس کی گردن یوں اکڑ گئی تھی جیسے اس کی گردن میں سریا فکس ہو گیا ہو اور وہ خود کو گرینڈ ماسٹر سے برتر سمجھ رہا ہو۔

آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد عمران اس پتے پر پہنچ گیا جس کے بارے میں کراسکو نے اسے بتایا تھا۔ یہ سڑک کے اختتام پر بڑا سا فارم ہاؤس تھا۔ فارم ہاؤس پر سرخ رنگ کے دو کراس بنے ہوئے تھے۔ باہر ایک آدمی موجود تھا جو فارم ہاؤس کے دروازے کے پاس سٹول پر بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں اس کار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

عمران نے کار لے جا کر اس کے قریب روک دی اور پھر ٹائیگر کو اشارہ کرتا ہوا کار سے باہر نکل آیا۔ سٹول پر بیٹھا ہوا نوجوان بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہوپر"...... عمران نے اس نوجوان کو قریب آتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں۔ اور آپ شاید۔ پرنس آف ڈھمپ ہیں"...... نوجوان نے

اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا تو ہوپر کے چہرے پر جوش کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑی گرمجوشی سے عمران اور ٹائیگر سے ہاتھ ملائے۔

''مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے جناب''...... ہوپر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی''...... عمران نے اخلاقاً کہا۔

''آئیں''...... ہوپر نے کہا۔

''کراسکو سے بات ہوئی ہے تمہاری''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ انہوں نے مجھے آپ کے آمد کی اطلاع دے دی تھی۔ میں یہاں آپ کا ہی منتظر تھا''...... ہوپر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہیلی کاپٹر تیار ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر''...... ہوپر نے کہا۔

''اوکے۔ چلو''...... عمران نے کہا تو ہوپر انہیں لے کر فارم ہاؤس کے ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ تہہ خانے میں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہوپر نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو تہہ خانے کی چھت دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتی چلی گئی۔ عمران اور ٹائیگر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئے۔ ہوپر نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ اس نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ اوپر اٹھانے لگا۔

کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر تہہ خانے سے باہر تھا۔ ہیلی کاپٹر کے باہر آتے ہی تہہ خانے کی چھت خود بخود برابر ہوتی چلی تھی۔ باہر فارم ہاؤس کی وسیع عمارت موجود تھی جہاں چند مسلح افراد گھومتے پھرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ چھت کھلتے اور تہہ خانے سے ہیلی کاپٹر نکلتے دیکھ کر وہ سب انہی کی طرف متوجہ تھے اور پھر پائلٹ سیٹ پر ہوپر کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئے۔ ہوپر ہیلی کاپٹر بلند کرتا ہوا مخصوص بلندی پر لے آیا اور پھر وہ اسے فضا میں تیزی سے ایک طرف بڑھاتا لے گیا۔ عمران خاموش تھا۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس پر جس انداز میں حملے کئے گئے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ گرینڈ ماسٹر اس پر نظر رکھے ہوئے ہے اور وہ اسے ہر صورت میں خود تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے وہ کھل کر ان کے خلاف طاقت کا استعمال کر رہا تھا۔ یہ تو عمران اور ٹائیگر کی قسمت اچھی تھی کہ وہ ان کے حملوں سے بچ نکلے تھے۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید وہ پہلے ہی حملے میں ہلاک ہو جاتے۔

''پرنس۔ ایک ہیلی کاپٹر ہمارے پیچھے آ رہا ہے''...... ہوپر نے کہا تو عمران چونک اٹھا۔ وہ خیالات میں اتنا گم تھا کہ گردوپیش سے ہی غافل ہو گیا تھا۔ اس نے گھوم کر دیکھا تو اسے ایک ہیلی کاپٹر دکھائی دیا جو کافی فاصلے پر تھا لیکن ہیلی کاپٹر اسی بلندی پر ان کے پیچھے آ رہا تھا جس بلندی پر ان کا ہیلی کاپٹر تھا۔

''ٹیلی سکوپ ہے تمہارے پاس''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... ہوپر نے کہا اور اس نے ہیلی کاپٹر کے سائیڈ میں موجود ایک خانے سے ایک طاقتور دوربین نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور اسے فوکس کرتا ہوا پیچھے آنے والے ہیلی کاپٹر کو دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر میں دو افراد موجود تھے۔ ایک پائلٹ سیٹ پر تھا جبکہ دوسرا سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

''تم نے اسے کب چیک کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''ابھی جناب۔ اچانک ہی میری اس پر نظر پڑ گئی تھی''...... ہوپر نے کہا۔

''ہماری منزل کتنی دور ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''آدھا فاصلہ رہ گیا ہے جناب''...... ہوپر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ہیلی کاپٹر کا رخ تبدیل کرو۔ میں اسے چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ہوپر نے ہیلی کاپٹر کا رخ بدل دیا۔ اب سیدھے جانے کی بجائے ہیلی کاپٹر شمال مغرب کی طرف مڑ گیا تھا۔ پیچھے آنے والا ہیلی کاپٹر بھی اس طرف مڑ گیا۔

''یہ واقعی ہمارے تعاقب میں ہے۔ اس سے ہمیں جان چھڑانی پڑے گی ورنہ یہ ہمارے ٹھکانے تک پہنچ جائیں گے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... ہوپر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تم سپیڈ ہلکی کرو''...... عمران نے کہا تو ہوپر نے ہیلی کاپٹر کی سپیڈ کم کرنی شروع کر دی۔

''ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لانگ پائپ دو مجھے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیاہ رنگ کا ایک پائپ نکال کر عمران کی جانب بڑھا دیا۔ یہ پائپ مشین پسٹل پر لگنے والے سائیلنسر جیسا تھا اور ایک فٹ لمبا تھا۔ عمران نے اس سے پائپ لے کر اپنے مشین پسٹل پر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔

''کیا یہ سائیلنسر ہے''...... ہوپر نے حیرت سے اس پائپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ اسے لانگ پائپ کہتے ہیں اور اگر اسے مشین گن یا مشین پسٹل پر لگا لیا جائے تو اس کی مدد سے دور مار رائفل جیسا کام لیا جا سکتا ہے۔ اس پائپ کی مدد سے فائر ہونے والی گولی کی رینج دس گنا بڑھ جاتی ہے''...... عمران نے مسکرا کر جواب دیا تو ہوپر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تم ہیلی کاپٹر کا رخ پیچھے آنے والے ہیلی کاپٹر کی طرف موڑ دو''...... عمران نے کہا تو ہوپر نے ہیلی کاپٹر گھما کر رخ تبدل

کر دیا۔ پیچھے آنے والے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اس اچانک تبدیلی سے گھبرا گیا تھا کیونکہ جیسے ہی ہوپر نے ہیلی کاپٹر کا رخ اس کی طرف کیا پائلٹ نے فوراً اپنے ہیلی کاپٹر دائیں جانب موڑ لیا۔ لیکن پھر اس نے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کی ہدایات پر ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کو سیدھا کیا اور اب دونوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے سامنے تھے اور دونوں تیزی سے ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

پھر اچانک سامنے سے آنے والے ہیلی کاپٹر سے گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ ہوپر نے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن سے شعلے نکلتے دیکھ کر ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ اس کے ہیلی کاپٹر کے اوپر سے گزر گئی۔ غوطہ لگاتے ہی ہوپر نے نہایت پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو دائیں طرف گھما لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ دوسرا ہیلی کاپٹر گھوم کر ان کی طرف آتا۔ عمران نے دروازے کی کھڑکی کھولی اور اس نے لمبی نال لگے مشین پسٹل والا ہاتھ باہر نکالتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی لیکن دوسرے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ بھی خاصا مشاق معلوم ہوتا تھا اس نے بھی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور عمران کی چلائی ہوئی گولیوں سے بچ کر نکلتا چلا گیا۔

''تمہارے پاس بم ہیں''...... عمران نے ہوپر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ کے پیروں کے پاس ایک تھیلا پڑا ہوا ہے۔

اس میں بم ہیں''...... ہوپر نے جواب دیا تو عمران پھرتی سے پیروں کے پاس پڑے ہوئے تھیلے پر جھک گیا۔ اس کا یہی جھکنا اس کی زندگی کا باعث بن گیا تھا۔ دوسرا ہیلی کاپٹر جو تیزی سے گھوم کر اس کی سائیڈ میں آ گیا تھا۔ اس سے فائرنگ ہوئی اور گولیاں عمران کے سر کے اوپر سے گزرتی ہوئیں پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوپر کو چاٹ گئیں۔ ہوپر کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔ ہیلی کاپٹر بری طرح سے ڈگمگا گیا تھا۔ عمران نے بوکھلا کر ہوپر کو سنبھالنا چاہا لیکن اس وقت تک ہوپر ہلاک ہو چکا تھا۔

''یہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کی سیٹ بیلٹس کھولو اور اسے پیچھے کھینچ لو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر پچھلی سیٹ سے اٹھ کر تیزی سے ہوپر کی لاش پر جھپٹا اور وہ تیزی سے اس کی سیٹ بیلٹ کھولنے لگا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا لیور پکڑا اور اسے بیلنس کرنے لگا۔ ہوپر کے ہلاک ہونے پر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے ہوپر کی سیٹ بیلٹ کھول کر اسے پیچھے کھینچ لیا اور اسے عقبی سیٹ پر ڈال کر اچھل کر پائلٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

''آپ دوسرے ہیلی کاپٹر کو دیکھیں میں اسے سنبھالتا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے لیور چھوڑ دیا۔ اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا ایک بار پھر گھوم کر ان کی طرف آیا۔ ٹائیگر نے فوراً

سپیڈ بڑھا دی۔ سپیڈ بڑھاتے ہی اس کا ہیلی کاپٹر دوسرے ہیلی کاپٹر سے آگے نکل گیا۔ اس سے پہلے کہ دوسرا ہیلی کاپٹر اپنی سپیڈ بڑھاتا ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور اسے تیزی سے گھماتا ہوا دوسرے ہیلی کاپٹر کے مقابل لے آیا۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس آدمی کے ایک ہاتھ میں مشین گن اور دوسرے ہاتھ میں ہینڈ گرنیڈ تھا۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کیا اور برسٹ مار دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ دوسرے ہیلی کاپٹر سے تیز چیخیں ابھریں اور پائلٹ سمیت سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی تڑپتے نظر آئے۔ گولیوں کا شکار ہوتے ہی ان کا ہیلی کاپٹر جھٹکا کھا کر نیچے کی طرف جھک گیا اور تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ عمران نے تھیلے سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکال لیا تھا۔ اس نے دانتوں سے ہینڈ گرنیڈ کی سیفٹی پن نکالی اور پھر اس نے ہینڈ گرنیڈ نیچے گرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف اچھال دیا۔ ہینڈ گرنیڈ نیچے جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اُڑ گئے۔

"یہ تو ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ مسلسل ہم پر حملے کر رہے ہیں جیسے یہ کرمنلز نہ ہوں بلکہ ان کا تعلق ایکریمیا کی کسی فعال اور طاقتور ایجنسی سے ہو"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا کی مجرم تنظیمیں ان کی سرکاری ایجنسیوں سے کہیں

زیادہ طاقتور اور فعال ہیں اسی لئے تو یہ یہاں دھڑلے سے کام کرتی ہیں اور جن تنظیموں کی سرکاری ایجنسیاں پشت پناہی کرتی ہوں انہیں بھلا یہ سب کرنے سے کون روک سکتا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تو کیا گرینڈ ماسٹر کو بھی کسی سرکاری ایجنسی کی پشت پناہی حاصل ہے"...... ٹائیگر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس طرح ہم پر حملے کئے جا رہے ہیں اس سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے یہاں کی سرکاری ایجنسیوں نے اس مجرم تنظیم کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے"...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر مزید کوئی بات کرتا اسی لمحے اس کے ہیلی کاپٹر کو زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"...... ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ ہیلی کاپٹر کے اوپر والے حصے سے تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔

"لگتا ہے دشمنوں کی گولیوں ہیلی کاپٹر کے انجن کے کسی حصے پر لگی ہیں۔ یہ آواز انجن سے ہی آ رہی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ گڑگڑاہٹ کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی اور اب ہیلی کاپٹر بری طرح سے ڈگمگا رہا تھا۔

"یس باس۔ میں اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔ وہ ہیلی

کاپٹر سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن ہیلی کاپٹر اس کے قابو
سے باہر ہوتا جا رہا تھا اور پھر انجن کی سپیڈ اچانک کم ہوتی چلی گئی
اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور ہیلی کاپٹر کا
انجن مکمل طور پر بند ہو گیا۔ انجن بند ہوتے ہی ہیلی کاپٹر نیچے کی
طرف جھکا اور انتہائی برق رفتاری سے نیچے گرتا چلا گیا۔

”ہونہہ۔ نجانے یہ عمران صاحب کہاں رہ گئے ہیں۔ اب تک تو
انہیں یہاں پہنچ جانا چاہیئے تھا“...... کراسکو نے کمرے کی دیوار پر
لگے کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔
وہ اس وقت اسی رہائش گاہ میں موجود تھا جو اس نے عمران اور
ٹائیگر کے لئے مخصوص کی تھی۔

عمران اور ٹائیگر کو ہوٹل چھوڑ کر اسی رہائش گاہ میں پہنچنا تھا لیکن
پھر ان کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے اس وجہ سے وہ شہر سے
بہت دور کرانچ کے علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ عمران نے اس سے
رابطہ کر کے بتا دیا تھا کہ وہ کس طرح کرانچ پہنچے ہیں۔ کراسکو نے
عمران کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کرانچ میں موجود اس کے
دوسرے ٹھکانے پر چلے جائیں جہاں اس کا ایک ساتھی ہوپر موجود
ہے۔ اس ٹھکانے پر ان کا ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ ہوپر انہیں ہیلی
کاپٹر کے ذریعے یہاں لے آئے گا۔

عمران سے بات ہوئے اب دو گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا تھا لیکن نہ تو ہیلی کاپٹر پہنچا تھا اور نہ ہی عمران یا اس کے ساتھی ہوپر نے اس سے رابطہ کیا تھا۔

کراسکو نے مخصوص ٹھکانے پر کال کر کے اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ ہوپر، عمران اور اس کے ساتھی کو لے کر وہاں سے نکل چکا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر میں آ رہے تھے۔ انہیں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن وہ اب تک نہیں پہنچے تھے اور جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا کراسکو کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے دو تین بار عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر سے کال بھی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران اس کی کال رسیو نہیں کر رہا تھا یہی حال ہوپر کا تھا۔ ہوپر کے ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر پر بھی اس کا رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

کراسکو کمرے میں دونوں ہاتھ پشت پر باندھے انتہائی پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکالا اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سیل فون پر نام کی بجائے ایک نمبر فلیش کر رہا تھا۔

"یس"...... کراسکو نے اپنا نام لئے بغیر تیز لہجے میں کہا۔

"سائم بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ سائم بولو۔ کیا ہوا ہے راڈنی کا"...... کراسکو نے کہا۔

"میں نے اسے اٹھا لیا ہے باس اور اسے لارج ہاؤس کے تہہ خانے میں قید کر دیا ہے"...... سائم نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ اسے لانے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا"...... کراسکو نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں آپ کے بتائے ہوئے پتے پہنچا تھا۔ میں نے اپنا تعارف ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم بلیک ہاک کے چیف کے طور پر کرایا تھا اور میں نے راڈنی کو پیغام بھیجا تھا کہ میں اس سے بگ ڈیل کرنا چاہتا ہوں تو وہ فوراً مجھ سے ملنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ اس نے مجھے سپیشل روم میں بلا لیا۔ سپیشل روم میں اس کے اور میرے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں نے اسے فوراً بے ہوش کر کے قابو کیا اور پھر میں سپیشل روم کے ایک خفیہ راستے سے اسے لے کر نکل گیا۔ مجھے بس وہ خفیہ راستہ تلاش کرنے میں تھوڑا سا وقت لگا تھا"...... سائم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ راڈنی کو لے کر بلیو کراس ایونیو آ جاؤ۔ میں یہیں موجود ہوں"...... کراسکو نے کہا۔

"یس باس"...... سائم نے کہا۔

"یہاں لاتے ہوئے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دینا تاکہ راستے میں اسے ہوش نہ آ جائے اور وہ کسی قسم کی مزاحمت نہ کر سکے"...... کراسکو نے کہا۔

"میں نے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن پہلے سے ہی لگا دیا تھا باس تاکہ آپ کے آنے تک یہ اسی طرح پڑا رہے"...... سائم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم اسے لے کر جلد سے جلد یہاں پہنچ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"...... کراسکو نے کہا۔

"یس باس۔ میں بیس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔ سائم نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کراسکو نے رابطہ ختم کر دیا۔ فون جیب میں ڈالتے ہوئے کراسکو نے ایک بار پھر سر اٹھا کر دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھا۔

"ہونہہ۔ آخر بات کیا ہے۔ ہوپر ابھی تک عمران اور ٹائیگر کو لے کر یہاں پہنچا کیوں نہیں"...... کراسکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر جیب سے دوبارہ سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کا ڈسپلے دیکھ کر اس نے فوراً بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

"یس فرانزو۔ کچھ پتہ چلا ان کا"...... کراسکو نے سیل فون کان سے لگا کر بے تابانہ لہجے میں پوچھا۔ فرانزو، ہوپر کا نمبر ٹو تھا جو کرانچ کے فارم ہاؤس سپاٹ پر ہوتا تھا۔ کراسکو نے فون کر کے پہلے اسی سے ہوپر، عمران اور ٹائیگر کے ہیلی کاپٹر پر روانہ ہونے کے بارے میں پوچھا تھا اور ان کے یہاں نہ پہنچنے پر کچھ دیر پہلے فون کر کے اسے معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا۔

"یس باس۔ ایک بری خبر ہے"...... دوسری طرف سے فرانزو نے قدرے دھیمی آواز میں کہا۔

"بری خبر۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے"...... کراسکو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہوپر کا ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے باس"...... فرانزو نے اسی انداز میں کہا تو کراسکو کو یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے فرانزو نے ہیلی کاپٹر کی تباہی کا بتا کر اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔ اس کا دماغ بھک سے اُڑ گیا تھا۔

"ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے لیکن کیسے"...... کراسکو نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ کی کال آنے کے بعد میں نے ریڈ میٹر آن کر کے ہوپر سے بات کرنے کی کوشش کی تھی جس کا لنک ہیلی کاپٹر میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کے ساتھ تھا۔ ریڈ میٹر نے آن ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کی تباہی کا کاشن دینا شروع کر دیا تھا۔ میں نے میٹر کئی بار ریورس کر کے چیک کیا ہے لیکن......" فرانزو نے کہا۔ اس کے لہجے میں گہرا دکھ اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تو کیا ہوپر، پرنس اور ان کا ساتھی یہ تینوں ہلاک ہو چکے ہیں"...... کراسکو نے اسی طرح لرزتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ریڈ میٹر کی ریڈنگ کے مطابق ہیلی کاپٹر چار سو فٹ کی بلندی سے گرا تھا۔ گرتے وقت ہیلی کاپٹر کا انجن بند ہو چکا

تھا۔ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ظاہر ہے ان تینوں کا زندہ بچنا ناممکن ہی تھا اور پھر انہوں نے سیفٹی کے لئے پیرا شوٹس بھی نہیں باندھے تھے''...... فرانزو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ پرنس اور اس کا ساتھی اس طرح کیسے مارے جا سکتے ہیں''...... فرانسکو نے غصے اور پریشانی میں بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس طرف اپنے آدمیوں کو روانہ کر دیا ہے باس جہاں ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوا ہے۔ ان کے آنے کے بعد ہی اس بات کا پتہ چل سکے گا کہ ہیلی کاپٹر تباہ ہونے کی وجوہات کیا تھیں اور ان تینوں کا کیا ہوا ہے''...... فرانزو نے کہا۔

''اگر پرنس اور اس کا ساتھی ٹائیگر مارا گیا ہے تو یہ بہت برا ہوا ہے فرانزو۔ میں چیف کو کیا جواب دوں گا۔ چیف نے ان دونوں کی حفاظت کا ذمہ مجھے سونپا تھا۔ وہ یہاں ایک اہم مشن پر آئے تھے اور میں نے چیف کو ان کی بھرپور معاونت کا یقین دلایا تھا''۔ کراسکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی اور دکھ کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا۔

''اب کیا ہو سکتا ہے باس۔ ہونی کو تو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ان کی لائف کا لاسٹ مشن تھا اور موت انہیں یہاں کھینچ لائی ہو''...... فرانزو نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ پرنس جیسا انسان صدیوں

بعد پیدا ہوتا ہے اور ابھی اس کی پاکیشیا کو بہت ضرورت تھی۔ اسے اتنی جلدی نہیں جانا چاہئے تھا۔ مجھے پہلی بار تو اس کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تھا اور یہ موقع اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ مجھے چیف کو جواب دینا مشکل ہو جائے گا''...... کراسکو نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔ عمران اور ٹائیگر کی موت کا سن کر اسے گہرا صدمہ پہنچا تھا جو اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔

''چیف کو بتانا تو پڑے گا باس۔ ہم چیف سے یہ بات چھپا بھی تو نہیں سکتے''...... فرانزو نے کہا۔

''ہاں۔ ہم چھپانا بھی چاہیں تو یہ بات چیف سے چھپی نہیں رہے گی۔ وہ ہزاروں آنکھیں رکھتا ہے۔ اسے جلد ہی اس بات کا علم ہو جائے گا کہ پرنس اور اس کا ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور پھر ہمیں اس خبر کو چھپانے کی ایسی بھیانک سزا دے گا جس کی ہم تاب نہ لا سکیں گے''...... کراسکو نے کہا۔

''تو پھر اس سے پہلے کہ چیف کو اس بات کا خود پتہ چلے آپ کال کر کے انہیں ساری حقیقت بتا دیں باس۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے''...... فرانزو نے کہا۔

''نہیں۔ جب تک میں عمران صاحب کی لاش اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتا اس وقت تک میں چیف کو کوئی رپورٹ نہیں دوں گا۔ تم اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ جائے حادثہ سے عمران صاحب

اور اس کے ساتھی کے ساتھ ہوپر کی لاش بھی اٹھا کر لے آئیں۔ میں ان تینوں کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا اس کے بعد فیصلہ کروں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے''...... کراسکو نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... فرانزو نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ نجانے کیوں میرا دل اس بات کا یقین نہیں کر رہا ہے کہ عمران صاحب واقعی ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم اپنے آدمیوں سے کہو کہ اگر انہیں جائے حادثہ پر کوئی لاش نہ ملے تو وہ ارد گرد کے تمام علاقے کی چیکنگ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ گرتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے پرنس اور اس کا ساتھی نکل گئے ہوں اور وہ کہیں بھٹک رہے ہوں''...... کراسکو نے کہا۔

''یس باس۔ میں وہاں جانے والے افراد کو کہہ دیتا ہوں۔ اگر پرنس اور ان کا ساتھی کہیں ہوئے تو ہمارے ساتھی انہیں ڈھونڈ لیں گے''...... فرانزو نے جواب دیا اور کراسکو نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا۔

''نہیں۔ پرنس کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ زندہ ہیں۔ جلد ہی وہ مجھ سے رابطہ کریں گے''...... کراسکو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ آگے بڑھا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ آدھے گھنٹے کے بعد ایک نوجوان اندر آ گیا۔

''میں راڈنی کو لے آیا ہوں باس''...... آنے والے نوجوان

نے اسے سلام کرتے ہوئے نہایت مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''گڈ شو۔ کہاں ہے وہ''...... کراسکو نے چونک کر کہا۔

''میں نے اسے بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا ہے۔ وہ ابھی بے ہوش ہے''...... آنے والے نوجوان نے کہا جو اس کا ساتھی سائم تھا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ اس سے بات کرتے ہیں۔ جب تک پرنس اور ان کا ساتھی یہاں نہیں آ جاتے اس وقت تک ہم راڈنی کا منہ کھلوا کر اس سے گرینڈ ماسٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے ہیں''...... کراسکو نے کہا تو سائم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دوسرے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

یہ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک راڈز والی کرسی پڑی تھی جس پر ایک آدمی راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ کمرے کی دیواروں پر بے شمار ایذا رسانی کے قدیم اور جدید آلات لٹکے ہوئے تھے۔ جس کرسی پر آدمی جکڑا ہوا تھا اس کے قریب ایک پورٹیبل مشین پڑی تھی جس میں سے چند تاریں نکل کر کرسی کے نیچے جا رہی تھیں۔ مشین کی سائیڈ پر ایک راڈ پر فولاد کا بنا ہوا ایک ہیلمٹ نما کنٹوپ ٹنگا ہوا تھا۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... کراسکو نے کہا تو سائم نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے جیب سے ایک سرنج نکال لیا۔ سرنج کی

سوئی پر کیپ چڑھا ہوا تھا اور سرنج میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ سائم نے آگے بڑھ کر بے ہوش آدمی کا سر پکڑ کر دوسری طرف کیا اور پھر اس نے سرنج سے کیپ اتار کر ایک طرف پھینکی اور سوئی اس آدمی کی گردن کی ایک مخصوص رگ میں اتار دی اور پھر وہ سرنج کا محلول اس کی گردن میں انجیکٹ کرنے لگا۔

سارا محلول اس آدمی کی گردن میں انجیکٹ کرنے کے بعد سائم نے خالی سرنج ایک طرف پھینک دی اور پیچھے ہٹ گیا۔

”فولادی کنٹوپ اس کے سر پر چڑھا دو اور پاور مشین آن کر دو“...... کراسکو نے کہا تو سائم نے آگے بڑھ کر مشین کے راڈ پر ٹنگا ہوا ہیلمٹ جیسا کنٹوپ اتارا اور اسے بے ہوش آدمی کے سر پر چڑھا کر اس کی تھوڑی کے نیچے تسموں سے باندھنے لگا۔ ہیلمٹ جیسے کنٹوپ سے اس آدمی کا سر اور کان ڈھک گئے تھے۔ سائم مشین کی طرف بڑھا اور اسے آپریٹ کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں مشین میں جیسے جان سی پڑ گئی اور اس میں سے زوں زوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

”بس ٹھیک ہے۔ اب اسے ہوش میں آ لینے دو پھر مشین کا شاکس بٹن آن کرنا“...... کراسکو نے کہا تو سائم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں کے بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے کراہتے ہوئے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے

اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا ہے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ میں کہاں ہوں اور تم نے مجھے اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے“...... شعور جاگتے ہی اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام راڈنی ہے“...... کراسکو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں راڈنی ہوں۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے“۔ راڈنی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم اس وقت موت کے منہ میں ہو راڈنی۔ اس لئے تم سے جو پوچھا جائے اس کا سچ اور صحیح صحیح جواب دے دو ورنہ تمہاری موت انتہائی بھیانک اور دردناک ہو گی“...... کراسکو نے انتہائی خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم اور تمہیں مجھ سے ایسے لہجے میں بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور کس کے لئے کام کرتا ہوں“...... راڈنی نے گرجتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ تم گرینڈ ماسٹر کے لئے کام کرتے ہو۔ اس گرینڈ ماسٹر کے لئے جس کا ایکریمیا میں ایک فعال اور انتہائی طاقتور سنڈیکیٹ ہے“...... کراسکو نے سرد لہجے میں کہا۔

”سب کچھ جانتے ہو اس کے باوجود تم مجھے یہاں اٹھا کر لے آئے ہو۔ اس کا انجام جانتے ہو تم“...... راڈنی نے غرا کر کہا۔

"اس وقت تم میرے نہیں بلکہ اپنے انجام کی فکر کرو راڈنی۔ میں موت بن کر تمہارے سر پر کھڑا ہوں اور میرے ایک اشارے پر تمہاری گردن تمہارے تن سے جدا ہو سکتی ہے"...... کراسکو نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا چاہتے ہو تم"...... راڈنی نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اس کی جانب انتہائی خشمگیں نظروں سے گھور رہا تھا۔

"گرینڈ ماسٹر کون ہے"...... کراسکو نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں نہیں جانتا"...... راڈنی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ کراسکو غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ راڈنی کے جواب دینے کے انداز سے ہی کراسکو سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"بتا دو راڈنی۔ ورنہ تمہارا حشر انتہائی بھیانک ہو گا"...... کراسکو نے غرا کر کہا۔

"حشر۔ ہونہہ۔ تم کسی بھول میں مت رہو۔ تم نے مجھے یہاں لا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ تم نے مجھے اغوا کر لیا ہے اور گرینڈ ماسٹر اس بات سے بے خبر ہو گا۔ اسے اب تک میرے اغوا کا علم ہو چکا ہو گا اور کچھ ہی دیر کی بات ہے گرینڈ ماسٹر میری رہائی کے لئے یہاں پاور فورس بھیج دے گا جو تمہارے اس ٹھکانے کو برباد کر کے رکھ دے گی۔ پھر تم سلامت رہو گے اور نہ تمہارا کوئی ساتھی۔ اس لئے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ مجھے

آزاد کر دو اور یہاں سے غائب ہو جاؤ ورنہ......" راڈنی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو کراسکو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"لگتا ہے تم ایسے نہیں بتاؤ گے"...... کراسکو نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم جو مرضی کر لو میں تمہارے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دوں گا سمجھے تم"...... راڈنی نے خشک لہجے میں کہا۔

"سائم"...... کراسکو نے سائم سے مخاطب ہو کر انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... سائم نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاور کنٹرول آن کرو۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں کتنی ہمت ہے اور یہ کب تک میرے کسی سوال کا جواب نہیں دیتا"۔ کراسکو نے راڈنی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... سائم نے کہا اور تیزی سے مشین آن کرنے لگا۔ راڈنی نے چونک کر مشین کی طرف دیکھا تو اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہ کیسی مشین ہے"...... راڈنی نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے تمہیں کہ یہ کیسی مشین ہے"...... کراسکو نے زہریلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرہ یکلخت راڈنی کی تیز اور

انتہائی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کے سر پر موجود ہیلمٹ جیسے کنٹوپ میں تیز وائبریشن ہوئی تھی اور ساتھ ہی اسے تیز کرنٹ لگا تھا جس سے راڈنی کا جسم بری طرح سے جھنجھنا کر رہ گیا تھا۔ وہ کرسی پر جکڑا بری طرح سے لرز رہا تھا اور تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"بس۔ ابھی اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے"...... کراسکو نے کہا تو سائم نے مشین کے بٹن سے انگلی ہٹا لی جسے اس نے مسلسل پریس کر رکھا تھا۔ جیسے ہی اس نے بٹن سے انگلی ہٹائی راڈنی کے جسم میں پیدا ہونے والی جھنجھناہٹ ختم ہو گئی لیکن اس کا جسم بدستور کانپ رہا تھا اور اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے اسے کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ چند لمحے وہ اسی طرح سے چیختا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں ختم ہو گئیں اور وہ اعتدال پر آتا چلا گیا لیکن اس کے چہرے پر بے پناہ خوف اور تکلیف کے تاثرات تھے۔ چہرے کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی سرخ ہو گئی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم اچھا نہیں کر رہے ہو۔ تم مجھے کرنٹ لگا کر میری زبان نہیں کھلوا سکتے"...... راڈنی کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی۔

"ابھی تمہیں بے حد معمولی سا شاک لگایا گیا ہے راڈنی۔ اس معمولی سے شاک نے ہی تمہارا ایسا حشر کر دیا ہے کہ تم پسینے سے شرابور ہو گئے ہو۔ اگر میں نے اس مشین کی پاور بڑھا دی تو سوچو

تمہارا کیا حشر ہو گا"...... کراسکو نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"تم کچھ بھی کر لو۔ لیکن میری زبان تم نہیں کھلوا سکو گے"۔ راڈنی نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سہتے رہو اذیت مجھے کیا"...... کراسکو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے سائم کو اشارہ کیا تو سائم نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر راڈنی کی تھرا دینے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم بری طرح سے جھٹکے کھا رہا تھا۔ چند لمحے وہ اسی طرح تڑپتا اور چیختا رہا پھر وہ یکلخت ساکت ہو گیا۔ بجلی کے زوردار جھٹکوں نے اس کے سارے کس بل نکال دیئے تھے اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر سائم نے بٹن سے انگلی ہٹا لی۔

"بس اتنا ہی دم تھا اس میں۔ گرینڈ ماسٹر کے ساتھ کام کرنے والوں میں اتنی سی ہی جان ہوتی ہے کہ تھوڑی سی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے اور بے ہوش ہو جاتے ہیں"...... کراسکو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے ہوش میں لانے کا جو انجکشن لگایا تھا اس کا اثر اب بھی اس کے خون میں شامل ہے باس۔ اسے ابھی ہوش آ جائے گا"...... سائم نے کہا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ بے ہوش ہونے کے چند ہی سیکنڈ کے بعد راڈنی کو ہوش آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے ایک بار پھر حلق کے بل چیخنا شروع کر دیا۔

”تمہارا انجام خوفناک اور بھیانک ہو گا۔ میرے جوتوں میں ایک ایسی ڈیوائس لگی ہوئی ہے جس سے گرینڈ ماسٹر کو پتہ چل جائے گا کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔ اس ڈیوائس کے ذریعے میرے آدمی کسی بھی وقت یہاں پہنچ جائیں گے اور وہ تمہارے ٹکڑے اُڑا دیں گے“...... راڈنی نے ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا تو نہ صرف کراسکو بلکہ سائم بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

”اس کے جوتے چیک کرو سائم“...... کراسکو نے چیختے ہوئے کہا تو سائم مشین چھوڑ کر تیزی سے راڈنی کی طرف بڑھا اور راڈنی کے جوتے اتارنے لگا۔

”اب تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اب تک تمہارے اس ٹھکانے کے بارے میں میرے ساتھیوں کو پتہ چل چکا ہو گا۔ وہ کسی بھی لمحے یہاں ریڈ کرنے پہنچ سکتے ہیں“...... راڈنی نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ سائم اس کی بات سنے بغیر اس کے جوتے چیک کر رہا تھا اور پھر اس نے ایک جوتے کی ایڑی کر کھینچا تو وہ آسانی سے جوتے سے الگ ہو گئی۔ ایڑی کے الگ ہوتے ہی اسے ایڑی میں ایک خانہ سا بنا ہوا دکھائی دیا۔ اس خانے میں ایک چھوٹی سی مشین تھی جو آن تھی اور اس پر چھوٹے چھوٹے بلب جل بجھ رہے تھے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سچ کہہ رہا ہے باس۔ یہ ٹریکر مشین ہے“...... سائم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”اسے آف کرو“...... کراسکو نے چیختے ہوئے کہا تو سائم نے

مشین پر لگے بٹنوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”رک جاؤ۔ خبردار۔ یہ ٹریکر مشین ہی نہیں ایک پاور بلاسٹر بھی ہے۔ اگر تم نے غلطی سے ریڈ بٹن پریس کر دیا تو یہ مشین زور دار دھماکے سے پھٹ جائے گی اور میرے ساتھ تم دونوں کے بھی ٹکڑے اُڑ جائیں گے“...... راڈنی نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو سائم کا ہاتھ وہیں رک گیا اور وہ خوف بھری نظروں سے اس مشین کی طرف دیکھنے لگا۔ ابھی وہ مشین کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کمرے کا دروازہ بکھرتا چلا گیا۔

دھماکہ اس قدر زور دار تھا کہ سائم اور کراسکو اپنی جگہوں سے اچھل کر دور جا گرے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے اسی لمحے کمرے میں بے شمار مسلح افراد اچھل اچھل کر اندر داخل ہوئے اور انہوں نے تیزی سے سائم اور کراسکو کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ ان افراد کو دیکھ کر راڈز والی کرسی پر جکڑے ہوئے راڈنی کے حلق سے بے اختیار فاتحانہ قہقہے پھوٹ نکلے تھے۔ اس کے قہقہے سن کر سائم اور کراسکو کو اس بات کا اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی تھی کہ آنے والے مسلح افراد اسی کے ساتھی تھے جو ٹریکر مشین کے ذریعے یہاں تک پہنچے تھے اور اب وہ کراسکو اور اس کے ساتھی سائم کے گرد موت کا گھیرا ڈال چکے تھے۔

ہیلی کاپٹر کو تیزی سے نیچے جاتے دیکھ کر عمران نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول دیا۔

''دروازہ کھولو اور فوراً نیچے کود جاؤ''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اسے چھلانگ لگاتے دیکھ کر ٹائیگر نے بھی دروازہ کھولا اور باہر کود گیا۔ ہیلی کاپٹر ابھی چونکہ کافی بلندی پر تھا اس لئے انہیں ہوا میں کودنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا لیکن ان دونوں کے جسموں پر پیرا شوٹ نہیں تھے۔ دونوں تیر کی طرح نیچے جا رہے تھے۔ عمران نے چھلانگ لگاتے ہی ہوا میں قلابازیاں کھانی شروع کر دی تھیں تاکہ وہ اس جگہ نہ گرے جہاں ہیلی کاپٹر گرنے والا تھا۔ ٹائیگر بھی پیرا ٹروپنگ کرتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔

نیچے ایک طرف سنگلاخ اور ٹھوس چٹانیں تھیں جبکہ کچھ دور انہیں درختوں کا ایک بڑا جھنڈ دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ہوا میں اپنا

جسم موڑا اور دونوں بازو اپنے جسم سے لگا کر تیزی سے ان درختوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے درختوں کی طرف جاتے دیکھ کر ٹائیگر نے بھی الٹی قلابازی کھائی اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیزے کی طرح سیدھا ہوا وہ بھی تیزی سے درختوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ درخت بے حد گھنے اور دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ عمران اور ٹائیگر تیزی سے ان درختوں کی طرف بڑھے جا رہے تھے پھر جیسے ہی وہ درختوں کے نزدیک پہنچے انہوں نے برق رفتاری سے اپنے جسم گھمانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے ماحول درختوں کی شاخیں اور پتے ٹوٹنے کی زور دار آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اپنا جسم گھماتے ہوئے درختوں کی موٹی شاخوں سے خود کو بچا کر نرم شاخوں پر گراتے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کی مدد سے قلابازی کھائیں اور پھر درختوں کی لچکدار شاخوں پر اچھلتا ہوا اپنا جسم کنٹرول کرنے لگا۔ لچکدار شاخوں کی وجہ سے وہ بار بار ہوا میں اچھل رہا تھا۔ کچھ دیر اسی طرح لچکدار شاخوں پر اچھلتے رہنے سے اس کے جسم پر سے بلندی سے نیچے آنے والے دباؤ کا اثر ختم ہو گیا۔ جیسے ہی عمران کو اپنے جسم سے دباؤ کم ہوتا ہوا محسوس ہوا اس نے ایک شاخ پکڑی اور اس کے گرد جھولا جھولتا ہوا ہوا میں اچھلا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے زمین کی طرف بڑھا۔ زمین پر پہنچنے سے پہلے اس نے مزید دو قلابازیاں کھائیں اور پھر اس کے پیر زمین سے لگ گئے۔ پیر زمین پر لگتے ہی وہ

ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا لیکن اس نے خود کو فوراً سنبھال لیا۔ ٹائیگر بھی اسی کا شاگرد تھا۔ وہ بھی اسی طرح ماہرانہ انداز میں زمین پر آ گیا تھا۔ دونوں چونکہ ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے اس لئے ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ درختوں کی شاخوں پر رگڑ کھانے کی وجہ سے دونوں کے لباس ضرور پھٹ گئے تھے لیکن دونوں کے جسموں پر کوئی خراش نہیں آئی تھی۔ ہیلی کاپٹر ان سے کافی فاصلے پر چٹانوں پر گرا تھا اور زور دار دھماکے سے پھٹ گیا تھا۔

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم نے بروقت چھلانگیں لگا دیں ورنہ شاید اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے اُڑ جاتے''۔ ٹائیگر نے درختوں کے درمیان سے دور ہیلی کاپٹر کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی اللہ کا کرم ہو گیا ہے کہ ہیلی کاپٹر فضا میں ہی نہیں پھٹ گیا تھا اور ہمیں اتنا موقع مل گیا تھا کہ ہم ہیلی کاپٹر سے نکل سکیں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن یہ کون سی جگہ ہے اور ہم شہر سے کتنی دور ہیں''۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ شاید کرانچ کا ہی علاقہ ہے۔ ہم شہر سے اب بھی اتنا ہی دور ہیں جتنا پہلے تھے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ہم یہاں سے اب نکلیں گے کیسے۔ ہمارے پاس نہ تو

کوئی ٹرانسمیٹر ہے اور نہ سیل فون کہ ہم کرانسکو سے رابطہ کر کے اس سے مدد حاصل کر سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''شہر یا کسی اور طرف جانے کے لئے ہمیں اب پیدل ہی مارچ کرنا پڑے گا کیونکہ اس ویران اور بیابان علاقے میں کسی سواری کا ملنا ناممکن ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہم جائیں گے کس طرف''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہم مغرب سے مشرق کی طرف سفر کر رہے تھے۔ سورج ہمارے سروں پر ہے۔ اسی سے سمت کا تعین کر کے ہم آگے بڑھیں گے۔ اگر ہمیں کوئی سڑک مل گئی تو ہم اسی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ راستے میں اگر کوئی سواری مل گئی تو ٹھیک ہے ورنہ ہمیں سفر تو بہرحال کرنا ہی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں مشرق کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ ایک کھلے میدان میں پہنچ گئے جہاں کچھ فاصلے پر انہیں طویل پہاڑی سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ میدان چونکہ سپاٹ تھا اور وہاں کوئی سایہ دار جگہ نہیں تھی اس لئے انہیں تیز دھوپ کی تمازت میں آگے بڑھنا پڑ رہا تھا۔ کچھ ہی دور چلنے کے بعد ان کے جسم پسینے سے شرابور ہو گئے اور پیاس کی وجہ سے ان کے حلق اور ہونٹ خشک ہونے لگے۔

''یہاں تو دور دور تک پانی بھی نہیں ہے اور پیاس نے میرا برا

حال کر دیا ہے''...... عمران نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''یہ شمالی ایکریمیا کا علاقہ ہے جو زیادہ تر بنجر اور بیابان ہے۔ اس علاقے میں پانی کے ذخائر بے حد کم ہیں۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے یہاں جوہڑ اور نہروں کی تعداد بھی نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے بہت مشکل ہے کہ اس ویران علاقے میں ہمیں کہیں سے پانی میسر آئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس آب و گیاہ سے عاری علاقے میں ہمیں شاید ہی کچھ ملے اوپر سے تیز دھوپ ہمارے جسم جھلسا رہی ہے۔ دور دور تک سایہ نام کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہم درختوں کے جھنڈ میں بھی زیادہ دیر نہیں رک سکتے تھے کیونکہ دشمنوں کا ہیلی کاپٹر اور ہمارا ہیلی کاپٹر تباہ ہو کر قریب ہی گرے ہیں جن کی تلاش میں دشمن یہاں پہنچ گئے تو ہمیں تلاش کرنا ان کے لئے مشکل ثابت نہیں ہو گا۔ اس لئے جیسے بھی ہو ہمیں اس جگہ سے دور جانا ہے تاکہ دشمن آسانی سے ہم تک نہ پہنچ سکیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں گرمی کی شدت سے پسینے میں نہائے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ پہاڑیوں کے قریب پہنچتے پہنچتے ان کا برا حال ہو گیا تھا اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چل چل کر ان کی ٹانگیں شل ہو گئی ہوں۔ پیاس کی شدت سے وہ نڈھال ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا تھا۔

ان کی قسمت اچھی تھی کہ ابھی تک تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا پتہ لگانے کے لئے دشمن اس طرف نہیں آئے تھے۔ اگر دشمن اس طرف آ جاتے تو سپاٹ میدان میں وہ انہیں آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔

دھوپ کی تمازت سے نہ صرف ان کے جسم پسینے سے شرابور ہو رہے تھے بلکہ ان کے چہرے بھی پکے ہوئے ٹماٹروں کی طرح سرخ ہو رہے تھے۔ ابھی پہاڑیاں ان سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر تھیں اور اب ان کے لئے مزید قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔ انہیں اپنے پیر منوں وزنی معلوم ہو رہے تھے کہ ایک ایک قدم اٹھاتے ہوئے بھی اب انہیں دانتوں پسینہ آنا شروع ہو گیا تھا۔

''بب۔ بب۔ باس۔ مجھ سے تو اب ایک قدم بھی نہیں اٹھایا جا رہا ہے''...... ٹائیگر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوشش کرو۔ ابھی ہمیں کافی فاصلہ طے کرنا ہے۔ ہم اس گرم علاقے میں نہیں رک سکتے۔ یہاں کی زمین بھی دھوپ سے تپ رہی ہے۔ اگر ہم یہاں گر گئے تو اٹھنا مشکل ہو جائے گا''۔ عمران نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ اس کا حال بھی ٹائیگر سے مختلف نہ تھا۔ خاص طور پر پیاس سے ان کا برا حال ہو گیا تھا اور اس کے ہونٹ سفید پڑ چکے تھے۔ گلا خشک ہونے کی وجہ سے اس کے منہ سے صحیح آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

''لل۔ لل۔ لیکن باس۔ میری ٹانگیں شل ہو گئی ہیں اور پیاس

سے میرا حلق سوکھ کر کانٹا بنتا جا رہا ہے“...... ٹائیگر نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ پسینہ زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کے جسم سے نمکیات تیزی سے خارج ہو رہے تھے جس سے اس پر خاصی کمزوری غالب آ رہی تھی۔

”ہمت کرو ٹائیگر۔ ہمیں ہر حال میں ان پہاڑیوں تک پہنچنا ہے۔ پہاڑیوں میں پہنچ ہی ہمیں سایہ نصیب ہو گا اور سایہ ملنے پر ہی ہمیں سکون ملے گا اس سے پہلے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان پہاڑیوں کے قریب ہمیں کوئی ایسا جوہڑ یا گڑھا مل جائے جہاں پانی موجود ہو“...... عمران نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹائیگر کا کاندھا پکڑ لیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے ایک بار پھر قدم اٹھانے لگے لیکن ابھی وہ چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ ٹائیگر بری طرح سے لڑکھڑا گیا۔ وہ گرنے ہی لگا تھا کہ عمران نے فوراً اسے سنبھال لیا۔

”بب۔ بب۔ بس باس۔ اس سے زیادہ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکوں گا۔ مم مم۔ میں۔ میں“...... ٹائیگر نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا جسم بری طرح سے کانپ رہا تھا۔ سورج کی گرمی اور تیز روشنی نے اس کی آنکھیں بھی انگاروں کی طرح سرخ کر دی تھیں۔

”ہمت کرو۔ ہمت کے بغیر کوئی بھی کام پورا نہیں ہوتا اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ ہمت مرداں مدد خدا“...... عمران نے کہا لیکن

ٹائیگر کی حالت ابتر ہو گئی تھی وہ کوشش کے باوجود ایک قدم بھی آگے بڑھانے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ عمران نے جب ٹائیگر کے چہرے پر زردی پھیلتے دیکھی تو اسے فکر لاحق ہونے لگی کہ ٹائیگر کو جلد سے جلد پانی کی ضرورت ہے۔ اگر اسے پانی نہ ملا تو اسے شدید گرمی اور جسم میں پانی کی کمی ہونے کی وجہ سے ڈی ہائیڈریشن ہونے کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے جو اس ابتر حالت میں اس کے لئے جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ عمران نے کچھ سوچا پھر اس نے اچانک ٹائیگر کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لاد لیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں باس۔ آپ کی حالت بھی خراب ہے۔ اس حالت میں آپ مجھے اٹھا کر کیسے چلیں گے“۔ ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”خاموش رہو“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اسے کاندھے پر ڈالے آگے بڑھنے لگا۔ جسم میں پانی کی کمی کے باعث اس کی اپنی حالت بھی خراب تھی ٹائیگر کا وزن اٹھا کر ایک لمحے کے لئے اس کے قدم لڑکھڑا گئے لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

”بب بب۔ باس مجھے اتار دیں۔ میں کوشش کرتا ہوں آپ کے ساتھ چلنے کی“...... عمران کے لڑکھڑاتے قدم دیکھ کر ٹائیگر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”جتنا چل سکتے تھے تم نے چل لیا ہے۔ اب خاموش رہو“۔

عمران نے اسی انداز میں کہا اور پھر وہ ٹائیگر کو اٹھائے تیز تیز چلنے کی کوشش کرنے لگا۔ ابھی وہ ٹائیگر کو لے کر کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔

"یہ تو شاید ہیلی کاپٹروں کی آوازیں ہیں"...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دور درختوں کے جھنڈ کے اوپر دو ہیلی کاپٹروں کے ہیولے دکھائی دیئے۔ شاید یہ ہیلی کاپٹر اس تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کی چیکنگ کے لئے آئے تھے جسے عمران نے تباہ کیا تھا۔ ہیلی کاپٹروں کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر ہیلی کاپٹر اس میدان کی طرف آ گئے تو وہ انہیں آسانی سے دیکھ لیں گے۔ عمران پلٹا اور پھر اس نے تیزی سے پہاڑیوں کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ نقاہت کی وجہ سے اس کی حالت اچھی نہیں تھی اوپر سے اس نے ٹائیگر کو بھی اپنے کاندھے پر لادا ہوا تھا اس لئے اسے بھاگنے میں شدید مشکل پیش آ رہی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر اس کے قدم لڑکھڑا گئے اور وہ گر گیا تو پھر وہ دوبارہ کبھی نہیں اٹھ سکے گا اس لئے وہ دانتوں پر دانت اور ہونٹوں پر ہونٹ جمائے تیزی سے بھاگتا چلا جا رہا تھا۔

دوڑتے دوڑتے عمران بار بار پلٹ کر ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد نے شاید اپنے ساتھیوں کے تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ دیکھ لیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر جھنڈ میں

ہی اتر رہے تھے۔ ہیلی کاپٹروں کو جھنڈ میں اترتے دیکھ کر عمران کے چہرے پر سکون آ گیا تھا۔ اس نے اپنی رفتار اور تیز کر لی تا کہ ہیلی کاپٹروں کے دوبارہ بلند ہونے سے پہلے ہی وہ کسی پہاڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ ٹائیگر کو کسی سایہ دار جگہ پر لٹا کر خود بھی سکون کا سانس لے سکے۔

عمران تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ تیز تیز چلنے کی وجہ سے اس کا سانس پھولتا جا رہا تھا۔ ٹائیگر اسے بار بار نیچے اتارنے کا کہہ رہا تھا لیکن عمران اس کی بات سنے بغیر سامنے والی پہاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پہاڑی اب کافی نزدیک آ گئی تھی اور عمران کو سامنے بڑی بڑی چٹانیں اور ان میں موجود کریک واضح دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے۔ چٹانوں کے نیچے خاصا سایہ تھا اور وہاں ایسی بہت سی جگہیں موجود تھیں جہاں عمران، ٹائیگر کو لٹا بھی سکتا تھا اور وقتی طور پر چھپ بھی سکتا تھا۔ اس وقت اس کی حالت ایسی تھی کہ اگر دشمن اس طرف آ جاتے تو عمران کے لئے ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جاتا۔ آخر کار وہ پہاڑی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایک بڑی کریک کا جائزہ لیا۔ کریک خاصا کھلا اور سایہ دار تھا۔

"تم اس کریک میں رکو۔ میں تمہارے لئے پانی تلاش کر کے لاتا ہوں"...... عمران نے ٹائیگر کو کاندھوں سے اتارتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس ویرانے میں آپ پانی کہاں تلاش کریں گے"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تلاش کرنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے پھر پانی کیا چیز ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔ اس کے ہونٹوں پر اب باقاعدہ پپڑیاں سی بن گئی تھیں اور اس کا اپنا رنگ بھی زرد ہوتا جا رہا تھا۔

"کچھ دیر یہاں رک کر سانس تو لے لیں۔ تب تک میں بھی خود کو سنبھال لوں گا پھر مل کر پانی تلاش کریں گے"...... ٹائیگر نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہاری حالت مجھ سے زیادہ خراب ہے۔ تمہیں ڈی ہائیڈریشن ہو گیا تو میرے لئے مسئلہ ہو جائے گا اس لئے مجھے تمہارے لئے جلد سے جلد پانی تلاش کرنا ہے۔ اس لئے میں جیسا کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو اور خاموشی سے اس کریک میں چلے جاؤ۔ میں پہاڑی کی دوسری طرف جا کر دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس طرف مجھے کوئی چشمہ یا جھیل مل جائے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ عمران کی کسی بات سے اختلاف کرنا اس کی گھٹی میں شامل نہیں تھا۔ وہ عمران کی جانب فخریہ نظروں سے دیکھتا ہوا لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ کریک کی طرف بڑھ گیا۔ اپنی حالت بھی خراب ہونے اور شدید تھکاوٹ کے باوجود اسے خود سے زیادہ ٹائیگر کی فکر تھی۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ آہستہ آہستہ ایک پہاڑی کے اوپر چڑھنے لگا۔ پہاڑی چڑھتے ہوئے اسے شدید مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ ایک تو وہ بے حد تھکا ہوا تھا اور دوسرا یہ کہ پہاڑی

چٹانیں گرمی کی شدت سے کوئلوں کی طرح دہکتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ عمران کو اپنے ہاتھ اور جسم جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ تیزی سے اوپر کی طرف چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پہاڑی زیادہ اونچی نہیں تھی اس لئے اسے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر وہ رکا اور پھر دوسری طرف دیکھنے لگا لیکن یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ وہاں دور دور تک پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ اور ان سنگلاخ چٹانوں پر آب و گیاہ کا نشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عمران نے دائیں طرف دیکھا تو اسے سائیڈ میں ایک کھائی دکھائی دی۔ کھائی کافی گہری معلوم ہو رہی تھی۔ عمران کچھ سوچ کر پہاڑی سے اس کھائی کی طرف اترنا شروع ہو گیا۔ کھائی کے کنارے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ کھائی کی دیواروں پر ہلکی پھلکی گھاس ضرور اگی ہوئی تھی لیکن نیچے زمین سپاٹ تھی۔ وہاں پانی نہیں تھا۔ عمران نے اس گھاس کا جائزہ لیا تو اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔

"کاسوب گراس۔ گڈ شو۔ اس سے کام بن جائے گا۔ یہ تو واقعی کام کی چیز ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کھائی کے کنارے پکڑتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ کھائی چونکہ چٹانوں کی بنی ہوئی تھی اس لئے چٹانوں کے پتھر کچھ باہر کی طرف ابھرے ہوئے تھے اور کچھ اندر کی جانب دھنسے ہوئے تھے اس لئے عمران کو کھائی

میں اترنے میں مشکل پیش نہیں آ رہی تھی۔ عمران نے نیچے اترتے ہوئے گھاس توڑ توڑ کر اپنی جیبوں میں بھرنی شروع کر دی۔ یہ گھاس بے حد نرم اور گول تھی۔ گھاس کے درمیانی حصے میں خلاء تھا جس میں مادہ سا بھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ عمران احتیاط کے ساتھ گھاس جیبوں میں ڈال رہا تھا کہ اس میں موجود مادہ باہر نہ نکل جائے۔ جب اس نے کافی ساری گھاس توڑ لی تو وہ پتھروں پر سے گزرتا ہوا کھائی سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے ایک نظر دور درختوں کے جھنڈ کی طرف دیکھا لیکن اسے وہاں کوئی ہیلی کاپٹر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ شاید ہیلی کاپٹروں میں آنے والے افراد اپنے ساتھیوں کے تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ یا پھر ان کی لاشوں کے ٹکڑے اکٹھے کرنے میں مصروف تھے۔

عمران گھاس لے کر اس کریک میں طرف آ گیا جہاں اس نے ٹائیگر کو رکنے کا کہا تھا۔ ٹائیگر زمین پر لیٹا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ کریک میں داخل ہوتے ہی عمران نے جیب سے گھاس نکال کر ٹائیگر کے قریب رکھنی شروع کر دی۔

"آنکھیں کھولو ٹائیگر۔ پانی کا بندوبست ہو گیا ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا لیکن ٹائیگر نے نہ آنکھیں کھولیں اور نہ ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔

"ٹائیگر۔ ادھر دیکھو۔ میں کاسوب گراس ڈھونڈ لایا ہوں۔ اس گھاس میں کاسوب نامی مادہ ہے جو قدرت کی طرف سے ان

سنگلاخ علاقوں میں کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔ گھاس کے اندر موجود مادے میں وٹامنز، پروٹین، کیلشیم اور حد درجہ آئرن موجود ہوتا ہے۔ اس رس کو پینے سے پیاس بھی ختم ہو جاتی ہے اور جسم میں بے پناہ توانائی بھی آ جاتی ہے"...... عمران نے ٹائیگر کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر نے کوئی حرکت نہ کی۔ عمران نے اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ چیک کی تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ہونہہ۔ نقاہت کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گیا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک ہاتھ میں گھاس پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے ٹائیگر کا منہ کھولنے لگا۔ ٹائیگر کا منہ کھول کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گھاس پوری قوت سے مٹھی میں بھینچنی شروع کر دی۔ جیسے ہی اس نے گھاس مٹھی میں دبایا، گھاس میں سے سفید رس سا نکل آیا۔ عمران نے رس کے قطرے ٹائیگر کے منہ میں ٹپکانے شروع کر دیئے۔ رس بے حد گاڑھا تھا۔ عمران مٹھی بھینچ کر ٹائیگر کے حلق میں رس ٹپکا رہا تھا۔

جب گھاس کے پودے رس سے خالی ہو گئے تو اس نے مسلی ہوئی گھاس ایک طرف پھینکی اور جیب سے تازہ گھاس نکال کر اور اسے بھی مٹھی میں لے کر بھینچتا ہوا رس ٹائیگر کے حلق میں ٹپکانے لگا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ رس سے ٹائیگر کا حلق تر ہو گیا ہے تو اس نے مسلی ہوئی گھاس ایک طرف پھینکی اور ٹائیگر کا منہ بند کر

دیا۔ اب اس کے پاس تھوڑی سی گھاس بچی تھی۔ اس نے گھاس اٹھائی اور اسے منہ میں ڈال کر چبانے لگا۔ جیسے ہی اس نے گھاس کو منہ میں لے کر چبانا شروع کیا اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ گھاس بے حد کڑوی تھی اور جیسے جیسے گھاس کا رس اس کے حلق میں جا رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے حلق میں زہریلے کانٹے سے چبھ رہے ہوں۔

گھاس کا رس اچھی طرح چوسنے کے بعد اس نے منہ میں کچلی ہوئی گھاس ایک طرف تھوک دی اور اس کی جگہ مزید گھاس اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ اس کا منہ شدید کڑوا ہو رہا تھا اور اسے حلق میں بدستور کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے لیکن جوں جوں گھاس کا رس اس کے حلق سے نیچے جا رہا تھا اسے اپنے جسم میں توانائی بھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس رس کے پینے کے بعد اس کے جسم کی تھکاوٹ دور ہوتی جا رہی ہو اور اس کی کھوئی ہوئی طاقت بحال ہو رہی ہو۔ رس کا ذائقہ کیکٹس کے پودے میں موجود رس جیسا تھا جو کڑوا بھی ہوتا ہے اور اس سے حلق میں کانٹے بھی چبھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

عمران نے دو تین بار گھاس منہ میں ڈال کر چبائی اور پھر وہ ٹائیگر کے قریب ایک پتھر پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اس کا حلق کڑوا ہونے سے چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا لیکن اس کا رنگ جو زردی مائل ہو رہا تھا تیزی سے بحال ہوتا جا رہا تھا۔ یہی حال

ٹائیگر کا تھا۔ اس کے چہرے پر سے بھی زردی ختم ہو گئی تھی اور اب سرخی نمودار ہونے لگی تھی۔

عمران ابھی لیٹا ہی تھا کہ اچانک اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ تیزی سے اٹھا اور کریک کے کنارے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دور نظر آنے والے جھنڈ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اسے جھنڈ کی طرف سے بے شمار کتوں کے بھونکنے کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے کتے دکھائی تو نہیں دے رہے تھے لیکن ان کتوں کی آوازیں سن کر عمران کو اس بات کا اندازہ ضرور ہو رہا تھا کہ کتے بھاگتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے اور کتوں کے بھونکنے کی آوازوں سے عمران کو اس بات کا بھی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ عام کتے نہیں بلکہ شکاری کتے ہیں جنہیں عام طور پر شکار گاہوں پر بڑے بڑے جانوروں کو شکار کرنے کے لئے لایا جاتا تھا۔

ابھی عمران اس طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اسے درختوں کے اوپر دو ہیلی کاپٹر بلند ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہیلی کاپٹر بلند ہو کر آہستہ آہستہ انہی پہاڑیوں کی طرف آتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جہاں عمران اور ٹائیگر موجود تھے اور پھر عمران نے بلند ہونے والے ہیلی کاپٹروں کو اس پہاڑی علاقے کی طرف آتے دیکھا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کتوں کی آوازیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں عمران کو دور کئی سیاہ رنگ کے کتے

تیزی سے بھاگتے ہوئے اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان کتوں کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانے لگے کیونکہ کتے تنہا نہیں تھے۔ ان کے پیچھے چار بڑی بڑی جیپیں بھی بھاگتی ہوئی اس طرف آ رہی تھیں۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور تیز رفتار ایڈونچر

سلاسکا

حصہ دوم

مصنف مظہر کلیم ایم اے

وہ لمحہ — جب گرینڈ ماسٹر نے عمران اور ٹائیگر کو ہلاک کرنے کے لئے ان پر جان لیوا حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

وہ لمحہ — جب عمران اور ٹائیگر کو ریڈ فائر بموں سے ایک کھائی میں زندہ جلا دیا گیا۔ کیا واقعی —؟

عمران اور ٹائیگر — جو گرینڈ ماسٹر کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ مگر —؟

کراسکو — پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ جو عمران کے ساتھ سلاسکا فارمولے کی تلاش میں تھا۔ مگر —؟

وہ لمحہ — جب عمران نے نہایت آسانی سے گرینڈ ماسٹر کی حقیقت کا پتہ چلا لیا۔ اور پھر —؟

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں خیر وشر کی ازلی آویزش پر مبنی ایک منفرد کہانی

بلیک سکارب
سپیشل نمبر

مصنف مظہر کلیم ایم اے

بلیک سکارب ٭ قدیم ترین دور میں شیطان کا ایک بہت بڑا اور مؤثر حربہ۔ جسے خیر کے خلاف انتہائی مؤثر انداز میں استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر ——؟

بلیک سکارب ٭ جسے لکڑی کی ایک صندوقچی میں روشنی کی عظیم شخصیت نے بند کر کے اس پر اپنی مقدس مہر لگا دی۔ اس طرح بلیک سکارب کو بے بس کر دیا گیا۔ پھر؟

بلیک سکارب ٭ جسے کنویں کی تہہ میں بند کر کے اور کنواں بند کر کے غائب کر دیا گیا اور بلیک سکارب صدیوں تک زمین کی تہوں میں دفن رہا۔

بلیک سکارب ٭ موجودہ دور کے چند شیطانی پیروکاروں نے بلیک سکارب کا سراغ لگا لیا اور پھر یہودیوں کے ساتھ مل کر اسے دوبارہ سامنے لانے کے لئے سرگرم کار ہو گئے۔

بلیک سکارب ٭ جس کے سامنے آنے کے بعد شیطان کی طاقت اس حد تک بڑھ جاتی کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ یہودیوں کے لئے ممکن ہو جاتا۔

امیر کا زوق ٭ خیر کا ایسا نمائندہ جس نے بلیک سکارب کو کھلنے سے روکنے کے لئے پوری دنیا میں پاکیشیا کے عمران کا انتخاب کیا۔ پھر ——؟

عمران ٭ جسے بلیک سکارب کے خلاف کام کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا۔ کیسا ڈرامہ ——؟

وہ لمحہ ٭ جب عمران اور اس کے ساتھی بلیک سکارب کے خلاف میدان عمل میں آ گئے لیکن ان کی تمام کوششوں کے باوجود بلیک سکارب صندوقچی کو کنویں کی تہہ سے باہر نکال لیا گیا۔

بلیک سکارب صندوقچی ٭ جسے نہ کھولا جا سکتا تھا اور نہ جلایا جا سکتا تھا۔ کیوں؟

بلیک سکارب صندوقچی ٭ جسے شر کے نمائندے کھولنے اور عمران اور اس کے ساتھی کسی طرح ہمیشہ کے لئے تباہ کرنے کے درپے تھے۔ لیکن نہ شر کے نمائندے کامیاب ہو رہے تھے اور نہ ہی عمران اور اس کے ساتھی۔

پھر کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

بلیک سکارب صندوقچی کا انجام کیا ہوا۔ کیسے ہوا۔ وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی بے بس اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گئے۔

مصر کی پراسرار سرزمین پر کھیلے جانے والا ایک ایسا کھیل جو اسرار تحیر کے دھندلکوں میں دل کی دھڑکنوں کو روک دینے اور ذہن کو منجمد کر دینے کی پراسرار طاقت رکھتا تھا

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور یادگار ناول

سپیشل نمبر

کالی دنیا

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کالی دنیا = کالے جادو کی دنیا جس میں شیطان کی بڑی اور طاقتور قوتیں ملوث تھیں۔

کالی دنیا = پاکیشیا اور کافرستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے لاکھوں کالے جادو کے ماہر جو عوام الناس کو کالے جادو کی مدد سے سیدھے راستے سے ہٹا دینے میں صدیوں سے مصروف ہیں۔

کالا جادو = گندگی، بدروحوں، بھوتوں اور شیطانوں پر مبنی ایسا جادو جسے سریع الاثر اور انتہائی طاقتور سمجھا جاتا ہے۔

کالا جادو = جس کا شکار مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ کیوں۔۔؟

کالا جادو = جس کے خلاف عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل نے مشترکہ جدوجہد کی۔ پھر۔۔۔؟

وہ لمحہ = جب جولیا، صالحہ اور تنویر نے کالے جادو کے خلاف کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟ کیا وہ بھی کالے جادو کا شکار ہو گئے تھے۔ یا۔۔؟

کالو کاریگر = پاکیشیا میں کالے جادو کا سب سے بڑا عامل جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک شیطانی کنویں میں قید کر دیا۔ پھر کیا ہوا۔۔۔؟

راج کالا = کافرستان میں کالے جادو کا سب سے بڑا عامل جو انسانوں کا خون پیتا تھا اور جو پوری قوت سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا گیا۔ پھر کیا ہوا۔۔۔؟

کلجگ = کالے جادو کی مرکزی مورتی جسے تباہ کرنے سے کالے جادو کا تار و پود بکھر جاتا لیکن عمران اور اس کے ساتھی اس تک پہنچ جانے کے باوجود کالے جادو کے خطرناک حربے کا شکار ہو گئے۔ کیوں اور کیسے۔ انجام کیا ہوا۔۔۔؟

کالے جادو کی گندی اور خوفناک طاقتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایسی جنگ جو روشنی اور اندھیرے کی جنگ تھی۔
لیکن انجام کیا ہوا؟

سحر و فسوں میں لپٹی ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ یادگار ثابت ہوا

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں خلائی مشن پر لکھا گیا ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

مکمل ناول

مصنف
ظہیر احمد

سرخ قیامت

سرخ قیامت — ایک ایسی قیامت جس سے پاکیشیا صرف چند ہی منٹوں میں جل کر راکھ بن سکتا تھا۔

سرخ قیامت — جسے ایک سیٹلائٹ سے خلاء سے ہی پاکیشیا پر برپا کرنے کی تیاری کی جارہی تھی۔

ڈاکٹر ایکس — جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اپنے ونڈر لینڈ کی تباہی کا بدلہ پاکیشیا پر سرخ قیامت برپا کر کے لینا چاہتا تھا۔

تنویر — جس نے شمالی پہاڑیوں میں ایک اُڑن طشتری گرتے دیکھی تھی۔

تنویر — جو اُڑن طشتری سے نکلنے والے خلائی انسان کی مدد کے لئے گیا لیکن وہ انسان اس کی آنکھوں کے سامنے ریڈیائی لہروں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا اور ریڈیائی لہروں نے تنویر کو بھی اپنے حصار میں لے لیا۔

تنویر — جو ریڈیائی لہروں کا شکار ہو کر اپنی کار سمیت ہزاروں فٹ گہری کھائی میں جا گرا۔ کیا تنویر ہلاک ہو گیا تھا۔ یا —— ؟

عمران — جس نے اماں بی کے مجبور کرنے پر جولیا سے شادی کرنے کی حامی بھر لی اور عمران اپنے سر پر سہرا باندھنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کیا واقعی —— ؟

عمران — جسے جولیا سے شادی کرنے پر سیکرٹ سروس کے ممبران نے بھی مجبور کرنا شروع کر دیا اور عمران نے انہیں شادی کا انتظام کرنے کا تمام کام سونپ دیا۔

جولیا — جس نے عمران سے شادی کرنے کے لئے چیف سے تمام رابطے ختم کر دیئے تھے۔ کیوں —— ؟

عمران — جس نے خلاء میں موجود ایک اور اسپیس شپ پر قبضہ کرنا چاہا لیکن اس کی اس کوشش سے اس کے تمام ساتھی ہمیشہ کے لئے خلاء میں گم ہو گئے۔

جولیا — جسے تھریسیا نے ایک ایسے اسپیس شپ میں قید کر دیا تھا جو خراب حالت میں اسپیس میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ پھر کیا ہوا —— ؟

وہ لمحہ — جب خلاء میں موجود آٹھ سائنس دانوں کے اسپیس شپ کو زیرو لینڈ کی روبوفورس سے ڈاکٹر ایکس کی روبوفورس چھڑا کر لے گئی۔

وہ لمحہ — جب سنگ ہی اور تھریسیا خلاء میں موجود ایک بلیک ہول کے سرکل میں پھنس گئے۔ ان کا کیا انجام ہوا۔ ایک خوفناک سچوئیشن۔

ریڈ پلانٹ — جہاں جولیا پہنچ گئی تھی اور اس نے ریڈ پلانٹ پر انجانے میں خوفناک تباہی پھیلا دی کہ خود اسے اپنی جان بچانی بھی مشکل ہو گئی۔

کیا عمران خلاء میں اپنے گم ہونے والے ساتھیوں کو ڈھونڈ سکا اور کیا وہ ڈاکٹر ایکس کے 'سرخ قیامت' برپا کرنے والے سیٹلائٹ تک پہنچ سکا۔ یا؟

کیا واقعی عمران اور جولیا کی شادی ہو گئی تھی؟

عمران سیریز میں خلائی ایڈونچر کا یادگار، ناقابل فراموش اور انتہائی حیرت انگیز واقعات پر مبنی ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com